کیا

نبی کریم ﷺ

نور ہیں؟

تالیف: قمرالدین۔ ایس۔ خان

B.E. (Mech)

Printed by

Farid Book Depot (Pvt) Ltd

2158-59, M.P Street, Pataudi House,
Daryaganj, New Delhi- 2
Tell- 011-23289786, 23280786
E-mail: farid@ndf.vsnl.net.in
Web: faridexport.com / faridbook.com

NO COPYRIGHT

اس کتاب کی کاپی رائٹ ۔کیو۔ایس۔خان کے پاس ہے۔مگراس بات کی عام اجازت ہے کہ اس کتاب کا کسی بھی زبان میں ترجمہ کیا جاسکتا ہے، بشرطیکہ اس کی اصل تحریر میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے۔کتاب فروخت کرنے یا مفت تقسیم کرنے کے مقصد سے شائع کرنے کی بھی عام اجازت ہے ہم اس کے عوض کسی مالی معاوضہ یا رائیلٹی کے طالب نہیں ہیں۔بہترین کوالیٹی کی پرنٹنگ کے لئے آپ ہم سے اس کے اصل مسودہ کی ٹائپ شدہ سافٹ کاپی بھی حاصل کرسکتے ہیں۔کتاب کی شائع شدہ کاپیاں ہمیں اپنے ریکارڈ کے لئے ضرور بھیجیں۔

کتاب کا نام	:	کیا نبی کریم ﷺ نور ہیں؟
تالیف	:	کیو۔ایس۔خان
پہلی اشاعت	:	2014 ء
تعداد	:	2000
کمپوزنگ	:	سلمان شیخ
قیمت	:	Rs.50/-
ISBN NO.	:	978-93-80778-28-0

Published by
Tanveer Publication
Hydro Electric Machinery Premises
A/13,Ram Rahim Udyog Nagar,L.B.S. Marg,
Sonapur, Bhandup (W), Mumbai- 400078
Phone : 022-25965930, 9320064026
E-mail: hydelect@vsnl.com / hydelect@mtnl.net.com
Web. www.freeeducation.co.in

نوٹ: اس کتاب کو اور کیو۔ایس۔خان کی لکھی ساری کتابوں کو آپ ہمارے ویب سائٹ سے مفت ڈاؤن لوڈ بھی کرسکتے ہیں۔

مقدمہ

اسلام وعلیکم

رگ وید کا ایک شلوک اس طرح ہے۔

● اگنی کا پہلا ظہور سورگ لوک (جنت کی دنیا) میں بجلی (نور) کی شکل میں ہوا۔ ان کا دوسرا ظہور انسان کے درمیان ہوا (روح کی شکل میں ہوا)۔ تب وہ جات وید کہلائے۔ ان کا تیسرا ظہور پانی میں ہوا (انسانی جسم کے ساتھ ہوا)۔ انسانوں کی فلاح کا کام کرنے والے ہمیشہ ضوفشاں رہتے ہیں۔

(بریکیٹ میں دیئے گئے مفہوم ہمارے ہیں۔)

(رگ وید:۱۰-۴۵-۱)

رگ وید کا یہ شلوک نبی کریم ﷺ کے بارے میں ہے۔ اس میں آپ کی تین کیفیتوں کا ذکر ہے۔ ان تین میں ایک کیفیت میں آپ نور ہیں۔ سُنی اور اہلحدیث حضرات میں نبی کریم ﷺ کے نور یا بشر ہونے کے موضوع پر جو اختلاف ہے وہ آپ کے الگ الگ کیفیتوں کو صحیح طریقے سے نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ اس کتاب میں ہم نے آپ کی دو کیفیتوں کا مفصل بیان کیا ہے۔ اُمید ہے اس سے اُمت کے اختلاف کچھ کم ہوں گے۔

● میں ایک سُنی خاندان میں پیدا ہوا۔ اور میں کچھو چھے شریف (سید اشرف جہانگیر سمنانی) کے سجّادہ نشین مثّنی میاں سے بیَعت تھا۔

میں نے انجینیئر کی تعلیم حاصل کی ہے۔ چونکہ تعلیم کے دوران ہمیشہ شرٹ اور پینٹ ہی پہنتا رہا اس لئے اسی کی عادت ہوگئی ہے۔ مجھے شرٹ کے آستین کو آدھے کلائی تک موڑنے کی عادت ہے اور پینٹ کے پائینچے ٹخنوں کے اوپر تک موڑے رہتا ہوں۔

میں ممبئی میں بھانڈوپ سوناپور میں رہتا تھا۔ وہاں زکریا کمپاؤنڈ کی سُنی مسجدوں میں میں جب بھی نماز پڑھتا تو لوگوں کو میرے آستین اور پینٹ کے پائینچے موڑے رکھنے پر ہمیشہ اعتراض رہتا تھا۔ کئی بار لوگوں نے مجھے منع بھی کیا مگر میں نے ان کے باتوں کو کبھی اہمیت نہ دیا۔

ایک دن جب تکبیر ہو چکی تھی۔ اور جماعت کھڑی ہی ہونے والی تھی کہ امام صاحب کی نظر مجھ پر پڑ گئی تو مُصلے پر کھڑے کھڑے انھوں نے اعلان کر دیا کہ آستین اور پائینچے موڑنے سے نماز نہیں ہوتی۔ اس لئے جن لوگوں کے آستین اور پائینچے موڑے ہوئے ہیں ان کو صف کے

کنارے کردو۔ اللہ تعالیٰ نے سماج میں کچھ عزت دی ہوئی تھی اس لئے لوگوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر صف سے باہر تو نہ کیا مگر میں شرم سے پانی پانی ہوگیا۔ ایسی بے عزتی کا میں نے گمان بھی نہ کیا تھا۔ اس کے بعد میں نے سُنی مسجدوں میں نماز پڑھنا بند کر کے اہلحدیث مسجدوں کا رُخ کیا۔ مگر وہاں میں نے پایا کہ غلطیوں کی اصلاح کے لئے اہلحدیث علماء کرام کا طریقہ اتنا سخت تھا اور ان کے طعنے اتنے برے لگتے تھے کہ غلطیوں پر اور جم جانے یا زیادہ کرنے کا دل چاہتا تھا۔ اس لئے میں ان لوگوں سے بھی دور ہوگیا۔

ملک کے آپسی جھگڑے اور ہندو مسلم فساد نے مجھے جھنجھوڑ رکھا تھا۔ اس لئے میں نے اسلام کے ساتھ دیگر مذاہب کی کتابوں کا مطالعہ بھی شروع کیا۔ اپنے مطالعہ اور تحقیق سے میں نے پایا کہ ہندو مذہب کی کتابوں میں اسلامی تعلیم موجود ہے۔ جیسے اللہ ایک ہے۔ جنّت جہنم کا بیان۔ آخرت کا بیان وغیرہ اور ہندو علماء اس سے اچھی طرح واقف ہیں۔ اور برہمن اپنے مرنے والے رشتہ داروں کو کلمہ بھی پڑھاتے ہیں (کلمہ کو وہ اَن کہی کہتے ہیں)۔ مگر جب وہ سماج کی طرف رخ کرتے ہیں تو ہندو سماج کو دیو مالاؤں کی کہانیوں میں الجھائے رکھتے ہیں۔ نہ وہ ہندو سماج کو سچائی بتاتے ہیں اور نہ کسی کو مذہبی کتابیں پڑھنے دیتے ہیں۔ اس طرح ان کا ہندو سماج پر اقتدار ہمیشہ برقرار رہتا ہے۔ اور مالی حالت بھی مضبوط رہتی ہے۔

میں نے محسوس کیا کہ بالکل اسی طرح کا معاملہ ہمارے کچھ علماء بھی کر رہے ہیں۔ جس طرح برہمن نے ساری مذہبی تعلیم پر صرف اپنا حق جمع رکھا ہے۔ ۱۷۰۰ عیسوی تک وید لکھی ہوئی کتاب کی شکل میں نہ تھے بلکے پنڈتوں نے زبانی یاد کر رکھا تھا تا کہ کوئی اسے خود سے نہ پڑھے اور نہ تعلیم حاصل کرے۔

ہمارے کچھ علماء بھی خود سے قرآن کا ترجمہ پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔

ترجمہ: ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کر دیا ہے۔ ہے کوئی نصیحت پکڑنے والا؟

(سورۃ القمر آیت نمبر ۴۰)

- حضرت ابو درداؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”سُنو! کیا میں تمہیں نماز، روزہ اور صدقہ سے زیادہ اہم چیز نہ بتاؤں؟“ لوگوں نے عرض کیا

ضرور بتایئے ، نبی کریم ﷺ نے فرمایا،'' باہمی اتفاق سب سے افضل ہے کیوں کہ آپس کی نااتفاقی (دین کو) مونڈنے والی ہے یعنی جیسے استرے سے بال ایک دم صاف ہوجاتے ہیں ایسے ہی آپس کی لڑائی سے دین ختم ہوجاتا ہے۔'' (ترمذی)

اس حدیث کو ہر عالم جانتا ہے۔مگر ہمارے کچھ علماء کی ہر تقریر صرف مسلک کے اختلاف اور سماج میں زہر پھیلانے کے اطراف ہی گھومتی ہے۔ یہ انگریزوں کی پھوٹ ڈالو اور راج کرو جیسی پالیسی ہے۔

● ایک ہزار سال سے برہمن نے مسلمان کو اچھوت کا درجہ دے رکھا ہے۔ یعنی مسلمان کے چھوئے ہوئے چیزوں کو وہ نہیں کھاتے۔تا کہ ہندو مسلمانوں سے گہرا میل جول نہ رکھیں اور صحیح مذہب کی طرف راغب نا ہوں۔

ہمارے سُنی علماء نے بھی سُنی اور غیر سُنی کے بیچ نفرت کی ایک دیوار کھڑی کر رکھی ہے اور کھانے پینے اور سلام تک حرام کر رکھا ہے۔ تا کہ لوگ صحیح علم اور حقیقت سے دور رہیں۔

● برہمنوں نے اصول بنائے تھے کہ اگر کوئی چمار ویدوں کے شلوک سننے کی کوشش کرے تو اس کے کان میں سیسہ پگھلا کر ڈالو۔ ہمارے سُنی علماء نے اصول بنائے ہیں کہ اگر کوئی سُنی بھائی دوسرے مسلک کے امام کے پیچھے نماز پڑھ لے تو اس کا نکاح فسخ (Cancel) کردو۔

● برہمنوں نے اپنے مندرجہ بالا اصول اپنا کر ۴۰۰۰ سال سے ہندو سماج پر راج کر رہے ہیں۔ اور ان ہی اصولوں پر عمل کر کے ہمارے اختلافی علماء کی پکڑ بھی سماج کی گردن پر مضبوط ہوتی جا رہی ہے۔عوام عام طور پر جاہل ہیں۔عوام کو فرصت نہیں کہ دین کا علم حاصل کریں اور عوام کی یہ خامی ہمارے اختلافی علماء کے لئے رحمت ہے۔

● اختلافی علماء اگر عوام سے صرف مالی فائدہ حاصل کر کے مطمئن رہتے تو کوئی بات نہ تھی۔ مگر جس طرح برہمنوں نے عوام کو رام جی اور کرشن جی کی کہانیوں میں الجھا کر ایک خدا سے دور کر دیا۔ بدقسمتی سے اس طرح کا معاملہ مسلم سماج کے ساتھ بھی ہو رہا ہے۔ ہمارے کچھ علماء مسلمانوں کے ایک طبقے کو نبی کریم ﷺ کی محبت کا واسطہ دے کر انھیں ایسے عقیدوں کا پابند بنا رہے ہیں جو کہ اسلام کی تعلیمات کے مطابق نہیں ہے۔ اپنی تحقیق

میں میں نے جو سچ پایا اپنے مسلمان بھائیوں تک اس علم کو پہچانے کے لئے میں یہ کتاب لکھ رہا ہوں۔

● میں حنفی اور سنی ہوں مگر میں اعلیٰ حضرت کے نظریات سے مطفق نہیں ہوں۔اور نہ میں دیوبندی اور اہلحدیث سے نفرت کرتا ہوں۔ میرے لئے سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں۔(نبی کریم ﷺ نے نہ کسی مشرک نہ عیسائی نہ کسی یہودی اور نہ مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن منافقوں سے کبھی نفرت کیا اور نہ کبھی قطع تعلق کیا اور نہ انھیں کبھی اپنے مسجد میں آنے سے روکا تو ہم نبی کریم ﷺ کے سنت کے خلاف کیوں کریں)

● اس کتاب میں الگ الگ مضمون میں الگ الگ حقیقتیں ہیں۔اگر آپ پوری کتاب پڑھے بغیر کسی ایک مضمون سے کوئی نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کریں گے تو گمراہ ہو سکتے ہیں۔اس لئے میری آپ سے گزارش ہے کہ اس کتاب کو یا تو پوری پڑھیں یا بالکل نہ پڑھیں۔آدھی کتاب آپ کو نقصان دے گی۔

● میں انسان ہوں اس لئے مجھ سے بھی غلطی ہو سکتی ہے۔نہ میں کسی کا دل دکھانا چاہتا ہوں اور نہ خود گمراہ ہو کر کسی کو گمراہ کرنا چاہتا ہوں۔اس لئے آپ کو اس کتاب میں کچھ غلط بات لگے تو مجھے ضرور اطلاع کیجیئے۔ انشاء اللہ اگلے ایڈیشن میں ہم ضرور اس کی اصلاح کریں گے۔

اللہ تعالیٰ مجھے بھی ہدایت دے اور دنیا کے تمام مسلمانوں کو ہدایت دے۔قرآن اور حدیث کی صحیح سمجھ دے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا کرے۔اور تمام مسلمانوں کو جنّت الفردوس میں جگہ دے۔اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ، ان کی آل اولاد پر اور تمام مومنین اور مسلمانوں پر اپنی رحمت و برکت نازل فرمائے۔آمین یا رب العلمین

آپ کا بھائی

قمرالدین خان

فہرست

۱۔ تخلیقِ کائنات کا بیان ۸

۲۔ حضرت آدمؑ کی تخلیق کا بیان ۱۳

۳۔ روح اور کمپیوٹر سوفٹ ویئر(Soul & Computer Software) ۱۵

۴۔ قرآن کریم میں نور کا بیان ۲۱

۵۔ اللہ تعالیٰ کے نور کا بیان ۳۱

۶۔ نبی کریم ﷺ کا وجود کیا ہے؟ ۳۸

۷۔ لوگ نبی کریم ﷺ کو خدا کا نور کہنے پر بضد کیوں ہیں؟ ۵۰

۸۔ مسلمانوں کے عقائد پر دیگر مذاہب کے اثرات ۶۵

۹۔ ضعیف اور من گھڑت احادیث کے نقصانات ۷۷

۱۰۔ایک پُرخلوص گزارش ۸۳

۱۱۔ قرآن پاک میں نبی کریم ﷺ کا تعارف ۸۵

۱۲۔ قرآن پاک کی وہ آیتیں جن میں نبی کریم ﷺ کے لئے احکام ہیں ۹۲

۱۳۔ قرآن پاک کی وہ آیتیں جن میں نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کیا ۹۶

۱۴۔ قرآن پاک میں نبی کریم ﷺ کی تعریف ۹۹

۱۵۔ دنیا و آخرت کے کامیابی کی آسان کنجی ۱۰۱

نوٹ: اس کتاب میں قرآن کریم کی آیات کے ترجمے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور مولانا فتح محمد صاحب جالندھری کے ہیں۔ جہاں جہاں اعلیٰ حضرت کے ترجمے لکھے گئے ہیں وہاں ہم نے ان کا نام بھی لکھ دیا ہیں۔

۱۔ تخلیقِ کائنات کا بیان

● رِگ وید کے ایک شلوک میں ہم نے پڑھا کہ تین میں سے ایک کیفیت میں نبی کریم ﷺ نور ہیں۔ مگر کیا آپ زمین پر بھی نور تھے اور کیا یہ کائنات بھی آپؐ کے نور سے بنی ہے ہم اس بات کی تحقیق کرتے ہیں۔ اس لئے سب سے پہلے ہم تخلیقِ کائنات کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہیں۔

● سائنسی نظریہ کے مطابق ۱۳۷۰ کروڑ سال پہلے اس کائنات میں جو کچھ بھی مادّہ (Matter) اور توانائی (Energy) تھی وہ ایک نقطہ پر جمع تھی۔ اس نقطہ کا حجم (Volumn) صفر (Zero) تھا۔ اور کثّافت (Density) لامحدود تھی۔ اور اس وقت وقت (Time) کی رفتار بھی صفر تھی یعنی وقت رُکا ہوا تھا۔ پھر ایک دھماکہ کے ساتھ وہ نقطہ وجود میں آیا اور کسی گرم شئے کی شکل میں ساری کائنات میں پھیل گیا۔ اور اسی لمحہ سے وقت کی رفتار بھی شروع ہوئی۔ اس گرم شئے سے نیوٹرون پروٹون بنے۔ پھر ان سے اٹیم (Atom) اور مولیکیول (Molecule) بنے۔ پھر ان سے ایک گرم گیس بنی۔ جب یہ کچھ ٹھنڈی ہوئی تو اس نے مادّہ کی شکل اختیار کیا اور باریک ذرّات بن گئے۔ پھر وہی ذرّات ایک دوسرے سے مل کر کائنات میں موجود تمام ستارے اور سیّارے بنے۔ ستارے اور سیّارے بننے کا عمل ۴۵۰ کروڑ سال پہلے پورا ہوا۔ یعنی ہماری زمین سیّارے کی شکل میں ۴۵۰ کروڑ سال پہلے وجود میں آئی۔ اس وقت بھی یہ انتہائی گرم تھی اور سطح پر لاوا پھیلا ہوا تھا۔ اس نظریے کو (theory) بِگ بینگ تھیوری (Big-bang) کہتے ہیں۔

● جب یہ گرم زمین ٹھنڈی ہونا شروع ہوئی تو سطح سے اُٹھنے والی گیس بادلوں کی شکل میں زمین کے اوپر چھا گئی۔ اور جب آب و ہوا کچھ اور ٹھنڈی ہوئی تو وہ برسنے لگی اور کئی ہزار سال تک برستی رہی اور ساری زمین پانی میں ڈوب گئی۔ یہ عمل ۴۵۰ کروڑ سال پہلے شروع ہوا اور تقریباً ۵۰ کروڑ سال پہلے پورا ہوا۔

● جب بارش رُکی تو زمین کا ایک حصہ اُبھر کر اوپر آیا۔ اور اس ایک جگہ سے وہ چاروں طرف پھیلتا گیا۔ اور موجودہ حال میں یہ دنیا آگئی۔

پانی سے جاندار خلیات پیدا ہوئے اور ایک لمبے عرصے میں آہستہ آہستہ چرندوں اور پرندوں کی شکل اختیار

کرلیا۔

- پھر ۵۰ کروڑ سال پہلے سے ۶ کروڑ سال پہلے تک زمین کی آب و ہوا اس طرح تھی کہ بہت سے بڑے بڑے جنگل اُگ آئے۔ اور جو چرندے اور پرندے بھی زمین پر پیدا ہوئے وہ بھی کافی بڑے ہو گئے۔ جیسے ڈائنا سورس وغیرہ۔
- اس کے بعد پھر کچھ موسم میں تبدیلی ہوئی اور سارے جانور مر گئے اور گھنے جنگلات زمین میں دفن ہوگئے۔ یہ مدفون جنگلات نے ہی سڑ کر خام تیل کی شکل اختیار کیا جسے ہم زمین سے نکال کر پیٹرول بناتے ہیں۔ اچانک موسم کی تبدیلی کی وجہ سائنس داں زمین سے کسی بڑے شہاب عقاب کا ٹکرانا بتاتے ہیں۔
- زمین کی آب و ہوا زندگی کے لئے ۱۸ لاکھ سال پہلے پھر درست ہوئی۔ یعنی پچھلے ۱۸ لاکھ سال سے ہی زمین پر موجود جانور اور پیڑ و پودے ہیں۔
- انسانوں کا وجود اس زمین پر صرف دس ہزار سال پُرانا ہی ہے۔ اس کے پہلے کے انسان کے باقیات زمین سے نہیں برامد ہوتے ہیں۔ یعنی اس کے کوئی ثبوت نہیں ملتے ہیں کہ انسان دس ہزار سال کے پہلے بھی زمین پر تھے۔
- سائنس داں ہبل Habble نے دریافت کیا کہ ساری کہکشائیں ایک دوسرے سے دور ہوتی جارہی ہیں۔ یعنی یہ کائنات ابھی بھی پھیل رہی ہے۔
- جو کچھ ہم نے پڑھا وہ Encyclopidia of World History سے حاصل کیا ہے اور یہ کتاب www.usborne-quicklinks.com پر بھی موجود ہے۔(Key word-History)
- اب ہم اس کائنات کے وجود میں آنے کی تفصیل قرآن اور حدیث شریف میں تلاش کرتے ہیں۔

قرآن اور احادیث کی روشنی میں تخلیق کائنات کا بیان:

- قرآن کریم کی وہ آیتیں جس میں کائنات کی تخلیق کا بیان ہے مندرجہ ذیل ہیں:
- اللہ تعالیٰ کی شان یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتی ہے۔ (سورۃ یٰس آیت نمبر ۸۲)
- کیا کافروں نے نہیں دیکھا کہ آسمان و زمین دونوں ملے ہوئے تھے تو ہم نے انھیں جدا جدا کر دیا اور تمام جاندار چیزیں ہم نے پانی سے بنائی پھر یہ لوگ ایمان کیوں نہیں لاتے۔ اور ہم نے زمین میں پہاڑ بنائے تاکہ لوگوں کے بوجھ سے ہلنے اور جھکنے نہ لگے۔ اور اس

میں کشادہ راستے بنائے تا کہ چلیں اور آسمان کو محفوظ چھت بنایا۔

(سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۳۰۔۳۲)

● پھر آسمان کی طرف (اللہ تعالیٰ) متوجہ ہوا اور وہ دھواں تھا۔ تو اس نے اس سے اور زمین سے فرمایا کہ دونوں آؤ خواہ خوشی سے خواہ ناخوشی سے۔ انھوں نے کہا ہم خوشی سے آتے ہیں۔

(سورۃ حم السجدہ آیت نمبر ۱۱)

● نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پہلے ساری زمین پانی میں ڈوبی ہوئی تھی۔ سب سے پہلے پانی سے وہ حصہ نمودار ہوا جہاں پر کعبہ شریف ہے۔ پھر زمین اس کے چاروں طرف پھیل گئی اور یہ دنیا بنی۔

(معارفت کعبہ صفحہ نمبر ۵)

● مسلمان مفکرین کے مطابق (Big bang theory) بگ بینگ کا نظریہ قرآن کریم کی تعلیمات کے مطابق ہی ہے۔

● جو شروع میں ایک چھوٹی اور گرم چیز جس کا حجم صفر اور کثافت لامحدود (Volumn zero and Dencity infinite) تھی اس کا وجود میں آنا وہ اللہ تعالیٰ کا تخلیق کا فیصلہ یا حکم تھا۔ یا کُن کہنا تھا۔

(سورۃ یٰس آیت نمبر ۸۲ میں اس کا بیان ہے)

● آسمان اور زمین کا پہلے ملے ہونا اور اسے اللہ تعالیٰ کا جدا کرنا یہ ثابت کرتا ہے کہ پہلے یہ ایک تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس سے دو الگ الگ چیزیں (زمین اور آسمان) بنائے۔

(سورۃ انبیاء آیت نمبر ۳۰۔۳۲ میں اس کا بیان ہے)

(دھما کہ سے یا تیزی سے منتشر ہونے کو انسانوں کے سمجھنے میں آسانی کے لئے جدا جدا کرنا کہا گیا ہے۔)

● قرآن کریم بھی یہی کہتا ہے کہ ابتدا میں آسمان گرم دھواں تھا اس سے اللہ تعالیٰ نے سارے ستارے اور سیّارے بنائے۔ (سورۃ حم السجدہ آیت نمبر ۱۱)

● قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ بھی یہی فرماتے ہیں کہ ہم نے تمام جاندار پانی سے بنائے۔

(سورۃ انبیاء آیت نمبر ۳۰۔۳۲)

● زمین کی سطح کے ۱۰۰ کلومیٹر کے نیچے زمین اب بھی اپنی پہلی لاوے والی شکل میں ہے اور یہ لاوا کبھی کبھی آتش فشاں کے پہاڑوں سے باہر اُبل پڑتا ہے۔ اوپر کی ۱۰۰ کلومیٹر کی سطح بھی کئی پرتوں سے مل کر بنی ہے۔ جب یہ پرتیں ایک دوسرے پر پھسلتی ہیں تو زلزلے آتے ہیں۔ جہاں پہاڑ کھونٹوں (میخوں یا Wedge) کی طرح زمین میں دھنسے ہوئے ہیں وہاں زلزلے نہیں

آتے۔تو جو قرآن میں پہاڑوں کے ذریعے زمین کو استحکام دینے والی بات ہے اسے بھی سائنس نے سچ ثابت کیا۔ (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۳۰۔۳۲)

● ہمارے سر پر تو صرف شفاف ہوا ہے۔ اور قرآن کریم میں اسے مظبوط چھت کہا گیا ہے۔ یہ کیسے؟

● جب ہم ویلڈ ینگ (Welding) کرتے ہیں تو اس سے (Ultra Violet Rays) الٹراوایولیٹ ریز (نقصان دہ شعاع) نکلتی ہیں۔ جو اگر انسان دیکھتا رہے تو اندھا ہوجائے اس لئے ویلڈر کالا شیشہ لگا کر ہی ویلڈنگ کرتے ہیں۔

● آسمان میں لاکھوں شہاب ثاقب یا مٹی کے بڑے بڑے تودے یا پہاڑ گردش کرتے رہتے ہیں۔ اگر یہ زمین پر گر جائیں تو جیسے سارے ڈائنا سورس مر گئے تھے ویسے سارے انسان بھی مرجائیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے زمین کے باہر ایک اوزون (Ozon) نام کی گیس پھیلا دیا ہے یہ سارے (Ultra Violet Rays) الٹراوایولیٹ ریز شعاعوں کو روک دیتی ہے جو مسلسل سورج سے نکلتی رہتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے زمین کے چاروں طرف ہوا کی موٹی چادر پھیلا دیا ہے۔ جو بھی چیزیں یعنی شہاب عقاب یا مٹی پتھر اس ہوا میں داخل ہوتے ہیں وہ اس کی رگڑ سے گرم ہوکر جل جاتے ہیں اور زمین تک پہنچتے پہنچتے صرف راکھ رہ جاتے ہیں۔ جو نیلا خوبصورت آسمان ہم اپنے سر کے اوپر دیکھتے ہیں یہ صرف ہماری زمین کے اوپر ہی ہے۔ زمین کے باہر صرف خلاء ہے۔ زمین کے باہر رات دن نہیں ہوتے صرف رات ہی رات رہتی ہے۔ (جنّت میں بھی رات دن نہیں ہوں گے وہاں صرف صبح یا شام کی طرح خوبصورت اُجالا ہوگا۔)

آسمان نیلا اس لئے نظر آتا ہے کہ سورج کی روشنی میں سات رنگ کی شعاعیں ہیں۔ جب سورج کی روشنی ہوا سے گزرتی ہے تو صرف نیلے رنگ کی روشنی کی شعاع ہوا سے ٹکرا کر چاروں طرف پھیل جاتی ہے اسے Rayleigh scattering عمل کہتے ہیں۔

● تو یہ صاف وشفاف نظر آنے والا آسمان اتنا مضبوط ہے کہ نہ اس سے کوئی مضر (Harmful) شعاع گزر کر ہم تک آسکتی ہے نہ کوئی آسمانی پتھر وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے سر پر کتنا مضبوط آسمان بنایا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ عظیم اور بڑی کاری گری والے ہیں۔ اور اسی بات کا ذکر سورۃ انبیاء کی آیت نمبر ۳۲ میں ہے۔

● سائنس داں (Habble) ہبل نے جو دریافت کیا

تھا کہ یہ کائنات پھیل رہی ہیں۔تو قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ بھی فرماتے ہیں کہ ہم اس کائنات کو پھیلا رہے ہیں۔ (سورۃ الذاریات آیت نمبر ۴۷)

● اللہ تعالیٰ کو نور لفظ سے کوئی پرہیز نہیں ہے۔نور کے لفظ والی درجنوں آیتیں قرآن کریم میں ہیں جن کا ہم چوتھے باب میں ذکر کریں گے۔مگر ایک بھی جگہ اس بات کا شبہ بھی نہیں ہوتا کہ یہ نور والی آیت کا مفہوم اس زمین و آسمان کی تخلیق کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔اس لئے تو نہ قرآن وحدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ زمین و آسمان نور سے بنے اور نہ یہ سائنس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ زمین آسمان کسی روشنی یا ایزجی سے بنے ہیں۔

● تو ہمارے دوسوال تھے کہ کیا نبی کریم ﷺ اس زمین پر نور ہیں۔اور کیا یہ کائنات آپؐ کے نور سے بنی ہے۔تو دوسرے سوال کا جواب ہمیں مل گیا کہ یہ کائنات آپؐ کے نور سے نہیں بنی ہے۔بلکہ یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کن کی طاقت سے اور ۱۳۷۰ کروڑ لمبے مینوفیکچرینگ پروسیس (Manufacturing Process) سے بنایا ہے۔

● اب ہم اپنے پہلے سوال کا جواب تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ کیا نبی کریم ﷺ اپنی اس زمینی زندگی میں بھی نور تھے؟

اس سوال کا جواب اچھی طرح سمجھنے کے لئے ہمیں کئی سائنسی اور مذہبی معلومات حاصل کرنا یا سمجھنا ضروری ہے۔اس لئے میں پہلے ان ہی کو بیان کرتا ہوں تاکہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکے۔

☆☆☆☆☆

(بقیہ صفحہ نمبر ۱۴ سے)

انسان اب اسی معلومات سے یعنی جینیٹیک انجینیئر ینگ (Genetic Engineering) کے ذریعے (Clonning) کر کے ایک بھیڑ سے دوسری ڈولی نام کی بھیڑ پیدا کر چکا ہے۔

● تخلیق ایک بہت لمبے عرصے والا عمل ہے۔اور جب کوئی Perfect کامل چیز تخلیق ہو جائے تو اس کی Copy یا نقل کرنا یہ کم وقفہ کا اور آسان کام ہے۔ہوسکتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت حوّاؑ کو پھر سے نئی تخلیق کے بدلے حضرت آدمؑ کے جسم کا حصہ لے کر (DNA لے کر) بنادیا یا Develope کر دیا۔

اس حقیقت کو ہم یاد رکھیں۔یہ معلومات ہمیں آگے کام آئے گا۔

● نبی کریم ﷺ اس زمین پر بھی نور ہیں یا نہیں اس کو سمجھنے کے لئے اب ہم کمپیوٹر کے پروگرام کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

۲۔حضرت آدمؑ کی تخلیق کا بیان

● اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ''ہم نے انسان اور جنّات کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔'' (سورۃ الطّور آیت نمبر ۵۶)

● قرآن کریم کی آیت ہے کہ ''اور وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۳۰)

● اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے'' اور جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب کو اپنے حکم سے (ہم نے) تمہارے (انسانوں کے) کام میں لگا دیا ہے۔ (سورۃ الجاثیۃ آیت نمبر ۱۳)

(یعنی کائنات کی ساری چیزیں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے پیدا کی ہیں۔)

● اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی تخلیق جس چیز سے کی ان چیزوں کا ذکر قرآن کریم میں ان ناموں سے ہے۔

طین (کیچڑ)، تراب (خاک)، صلصلال (کھنکھناتی ہوئی اور سڑی ہوئی مٹی)، حماءِ مسنون (سنا ہوا گارا)۔

● اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ''لوگوں اپنے پروردگار سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص (حضرت آدمؑ) سے پیدا کیا۔ اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا۔ پھر دونوں سے کثرت سے مرد اور عورت پیدا کر کے روئے زمین پر پھیلا دیئے''۔ (سورۃ النساء آیت نمبر ۱)

● برناباس انجیل میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کا مٹی سے پُتلا بنایا پھر اس میں روح پھونک دی تو وہ جی اُٹھے۔ جب وہ اُٹھ کر کھڑے ہوگئے تو ہوا میں کلمہ لکھا دیکھا۔ تو حضرت آدمؑ نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ اس کلمہ کا کیا مطلب ہے۔ (برناباس انجیل باب نمبر ۳۹)

(برناباس انجیل میں ایسا کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ حضرت عیسیٰؑ اللہ کے رسول ہیں۔ اور قرآن کریم کی ساری تعلیمات اس میں ہیں۔ اس لئے علماء اکرام نے اس انجیل کے بیان کو صحیح قرار دیا ہے۔)

● اوپر بیان کئے گئے قرآن کی آیات اور دوسری روایات سے ہمیں چار باتیں معلوم ہوئیں۔

(۱) انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا اور اس کائنات کو انسان کی خدمت کے لئے تخلیق کیا۔

(۲) حضرت آدمؑ کو مٹی سے بنایا۔

(۳) حضرت حوّاؑ کو مٹی سے نہیں بنایا بلکہ حضرت آدمؑ کے جسم سے (بائیں پسلی) سے بنایا یا Develop کیا۔(حضرت آدمؑ کی طرح تخلیق نہیں کیا۔)

(۴) جب حضرت آدمؑ کھڑے ہوئے تو (یعنی پیدا ہوتے ہی) کئی باتیں نہیں جانتے تھے۔ اور آپ نے اللہ تعالیٰ سے کچھ سوال کئے۔

یہ چاروں معلومات ہمیں نبی کریم ﷺ کے نور کو سمجھنے میں کام آئیں گیں۔

● تخلیق کائنات کی شروعات ۱۳۷۰ کروڑ سال پہلے شروع ہوئی۔ وہ مٹی جس سے حضرت آدمؑ کو پیدا ہونا تھا ۴۵۰ کروڑ سال پہلے گرم لاوے کی شکل میں ایک جگہ جمع ہوئی۔ مٹی ٹھنڈی ہو کر آج کی شکل میں ۵۰ کروڑ سال پہلے تیار ہوئی۔

● ایک انداز کے مطابق دس ہزار سال پہلے حضرت آدمؑ جنّت سے زمین پر آئے۔ آپ کی عمر تقریباً ۹۵۰ سال تھی۔

● اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو کتنے سال میں تخلیق کیا اس کا کوئی ریکارڈ یا روایت ہمارے پاس نہیں ہے مگر ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ بہت لمبا تخلیقی عمل ہوگا یا یہ بہت لمبا Manufacturing Process ہے۔

● جب دوسرے انسان کو پیدا کرنا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے پھر سے اس لمبے تخلیق والے عمل کو نہیں دہرایا۔ بلکہ پہلے تیار کئے گئے اور مکمل اور بہترین طریقے سے بنائے گئے انسان سے ہی بائیں پسلی کا کچھ حصہ لے کر حضرت حوّاؑ کو بنا دیا۔

پہلے انسان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ، ہم نے انسان کو بہت اچھی صورت میں پیدا کیا ہے۔

(سورۃ التین آیت نمبر ۴۔۵)

● انسان کا جسم بنانے میں اللہ تعالیٰ کی ایسی کاری گری ہے کہ سائنس داں حیران ہیں۔ ایک DNA کے اندر ایک انسان کی ساری شخصیت لکھی ہوتی ہے۔

ایک DNA سے انسان کو پہچانا جا سکتا ہے۔ ایک خلیہ (Stem Cell) سے کوئی بھی انسانی عضو پھر سے بنایا جا سکتا ہے۔ (بقیہ صفہ نمبر ۱۲ پر)

۳۔روح اور کمپیوٹر سوفٹ ویئر(Soul & computer software)

● (Silicon)سیلیکون یہ ایک سیمی کنڈکٹر Semi-Conducter ہے۔یعنی اگر سیلیکون کا ایک تار لیا جائے اور اس کے ایک (پہلے) سِرے سے دوسرے(آخری) سِرے کی طرف بیڑی کے ذریعے اگر بجلی کا بہاؤ کیا جائے تو اس سے بجلی (Current) بہے گی۔مگر آخری سِرے سے پہلے سِرے کی طرف اسی بیڑی سے وہی بجلی کا بہاؤ کرنا چاہو تو بجلی نہیں بہے گی۔یعنی سیلیکون کی یہ خاصیت ہے کہ اس کے تار سے بجلی صرف ایک سمت میں ہی بہہ سکتی ہے۔

● بجلی کے ایک طرف کے بہاؤ کو الیکٹرونِک سائنس میں ایک(One) کہتے ہیں۔اور بجلی کے دوسرے طرف کے بہاؤ کے نہ ہونے کو (Zero) صفر کہتے ہیں۔ہم انسان صفر سے نو تک گنتی پہچانتے اور لکھتے پڑھتے ہیں مگر کمپیوٹر صرف صفر اور ایک یہی دولفظوں کی گنتی کو پہچانتا اور لکھتا پڑھتا ہے۔اسے Binary System کہتے ہیں۔

● جب ہمیں کمپیوٹر کو ایک کہنا ہوتا ہے تو ہم الیکٹرونیک سرکٹ کو بجلی کے ایک طرف سے بہنے کا حکم(Command) دیتے ہیں۔اور جب ہمیں کمپیوٹر کو صفر کہنا ہو تو ہم الیکٹرونیک سرکٹ کو دوسری طرف سے (جہاں سے بجلی کا بہاؤ نہیں ہوتا ہے) بجلی کے بہاؤ کا حکم دیتے ہیں۔

● کمپیوٹر کے پروگرام یا (Software) سافٹ ویئر ہمارے ایسے ہی بہت سارے حکم (Command) سے بنتے ہیں۔اور ایک سافٹ ویئر لکھنے کے لئے دس سال سے زیادہ کا عرصہ بھی لگ سکتا ہے۔

● کمپیوٹر میں دو طرح کے پروگرام ہوتے ہیں۔ پہلا پروگرام کمپیوٹر کس طرح بنیادی کام کرے اس کی قابلیت پیدا کرتا ہے۔ دوسرا پروگرام کمپیوٹر کوئی مخصوص کام کیسے انجام دے اس کی قابلیت پیدا کرتا ہے۔
پہلے پروگرام کو Operating System اوپریٹنگ سِسٹم کہتے ہیں۔ اور دوسرے کو Software Application اپلیکیشن سافٹ ویئر کہتے ہیں۔ Macos, Linux, Widow وغیرہ یہ(Operating System)اوپریٹنگ سِسٹم ہیں۔

- AutoCad ,Tally,Coral Draw, یہ(Aplication Software)اپلیکیشن سافٹ ویئر ہیں۔جب آپ کے کمپیوٹر میں Tally نام کا اپلیکیشن سافٹ ویئر یا پروگرام لوڈ کیا جائے گا تب ہی کمپیوٹر آپ کے اکاؤنٹ کے کام کے قابل ہوگا۔ جب Auto Cad نام کا اپلیکیشن سافٹ ویئر یا پروگرام لوڈ کیا جائے گا تو ہی وہ کمپیوٹر مشین ڈرائنگ بنائے گا۔ جب Coral Draw نام کا اپلیکیشن سافٹ ویئر یا پروگرام لوڈ کیا جائے گا تب ہی آپ اس پر کتاب لکھنے اور تصویر وغیرہ بنانے کا کام کر سکتے ہیں۔بغیر(Application Software) اپلیکیشن سافٹ ویئر کے آپ کا کمپیوٹر صرف نام کا کمپیوٹر رہے گا۔کام کا نہیں رہے گا۔
- یا اس بات کو اس طرح بھی سمجھئے کہ صرف (Operating System)اوپریٹینگ سسٹم والا کمپیوٹر ایک جاہل انسان کی طرح ہے۔جاہل انسان جی تو سکتا ہے مگر انجینئر ،ڈاکٹر کی طرح کوئی کام نہیں کر سکتا۔(Software Application) اپلیکیشن سافٹ ویئر سے لیس کمپیوٹر ایک تعلیم یافتہ انسان کی طرح ہے۔جیسے تعلیم یافتہ انسان کی انجنیئر ینگ یہ میڈیکل کی تعلیم ہوگی ویسے وہ کام کرے گا۔اسی طرح جیسے کمپیوٹر میں(Application Software)اپلیکیشن سافٹ ویئر ہوگا ویسے وہ کام کرے گا۔

ایک اور مثال کے ذریعے میں آپ کو دونوں کا فرق واضح کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

ٹریکٹر ایک بہت کارآمد سواری یا مشین ہے۔مگر آپ شو روم سے صرف ایک ٹریکٹر خرید لائے تو آپ اس سے کیا کام لے سکتے ہیں؟اس پر صرف کچھ لوگ بیٹھ کر سفر کر سکتے ہیں؛اور اس کے سوا یہ آپ کے کچھ بھی کام نہ آئے گا۔

اگر ٹریکٹر سے کچھ کام آپ کو لینا ہے۔تو جو کام لینا ہے اس کے مطابق الگ سے اوزار و سامان بھی آپ کو خریدنا ہوگا۔اگر آپ کو مال لیجانا ہے تو ایک ٹرالی آپ کو خریدنی ہوگی۔اگر کھیت میں ہل چلانا ہے تو ٹریکٹر کے پیچھے جوڑے جانے والے لوہے کے ہل آپ کو خریدنے ہوں گے۔ آپ جو سامان ٹریکٹر کے پیچھے جوڑو گے آپ کا ٹریکٹر اس کام کے قابل ہوگا اور آپ کو اس کے مطابق فائدہ ہوگا۔

ٹریکٹر یہ کمپیوٹر کے آپریٹنگ سسٹم کی طرح ہے۔اس میں صرف کام کرنے کی قابلیت ہے۔اور ٹرالی اور ہل یہ اپلیکیشن سوفٹ ویر کی طرح ہیں۔جیسے جب ٹریکٹر کے ساتھ ٹرالی یا ہل کو جوڑا جاتا ہے تب ہی وہ کچھ کار

آمد کام کرنے کے قابل ہوتا ہے۔اسی طرح جب اپلیکیشن سوفٹ ویر کمپیوٹر میں ڈالا جائے گا تب ہی وہ کچھ فائدہ مند کام کرسکتا ہے۔

● ہر پروگرام کو لکھنے میں دسیوں سال کا وقفہ درکار ہے اور ہر پروگرام اگر کتابی شکل میں لکھی جائے تو ہزاروں صفوں کی کتاب بن جائے۔

● اگر کسی بڑے پروگرام کو Update یا اور بہتر بنایا بھی کیا جائے تو بھی تقریباً ایک سال کا وقفہ درکار ہے اور یہ ایک مشکل اور تخلیق جیسا کام ہے۔جب کے تخلیق شدہ پروگرام اگر کسی ایک کمپیوٹر میں لوڈ کردیا جائے تو اس سے دوسرے کمپیوٹر میں نقل (Copy) کرنے میں یا Format کرنے میں صرف کچھ گھنٹے ہی لگتے ہیں۔اور یہ بہت آسان کام ہے۔

● عام طور پر ایک کمپیوٹر کو اچھی طرح استعمال کرنے کے لئے چار چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

(۱) کمپیوٹر کا جسم یا پوری مشین (cpu,screen,keybord)

(۲) بجلی کی سپلائی

(۳) Operating System (اوپریٹنگ سیسٹم)

(۴) Application Software (اپلیکیشن سوفٹ ویر)

● انسان بھی ایک کمپیوٹر کی طرح ہے۔

(۱) انسان کا جسم یہ کمپیوٹر کے جسم (Body) کی طرح ہے۔

(۲) انسان کی غذا یہ بجلی کی سپلائی کی طرح ہے۔

(۳) انسان کی روح یہ Operating System (اوپریٹنگ سیسٹم) ہے۔

(۴)(Application Software) اپلیکیشن سافٹ ویر یہ انسان کا ایمان ویقین ہے۔

روح کیوں کمپیوٹر کے اوپریٹنگ سیسٹم (Operating System) کی طرح ھے ؟

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،"الرُّوحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۸۵) امر کے ایک معنی ہوتے ہیں حکم۔اس آیت کا مفہوم ہے کہ روح یہ اللہ کا حکم ہے"، ہم حکم کو انگریزی میں Command کہتے ہیں۔اور بہت سے Command سے ایک کمپیوٹر کا پروگرام بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر چرندے، پرندے اور ہر جاندار شئے

کی روح میں وہ ساری معلومات اور ہنر لکھ دیا ہے جو اس کے زندہ رہنے اور پھلنے پھولنے کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے جیسے کمپیوٹر پروگرام میں جو کچھ لکھا ہوتا ہے وہ پروگرام جیسے ہی کمپیوٹر میں لوڈ کیا جائے تو کمپیوٹر ان سارے کام کرنے کے قابل ہو جاتا ہے۔ ویسے ہی روح کے جسم میں سماتے ہی بغیر سیکھے چرندے، پرندے اور ہر جاندار شئے کو وہ علم اور مہارت حاصل ہو جاتی ہے جو معلومات اس کے روح میں پروگرام کی ہوئی یا لکھی ہوتی ہے اور جو اسے زندہ رہنے اور اس زمین پر پھلنے پھولنے کے لئے ضروری ہے۔

مثال کے طور پر کچھ چھوٹی مچھلیاں شفاف انڈے دیتی ہیں۔ یعنی ان کے انڈے سفید نہیں ہوتے بلکے پانی کی طرح شفاف ہوتے ہیں۔ ان انڈوں کے مچھلی بنے تک کا ہر مرحلہ باہر سے دیکھا جا سکتا ہے۔ یعنی کیسے اللہ تعالیٰ ان کا جسم بناتا ہے کیسے ان کے دِل دھڑکتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اور وہ مچھلی کے بچے انڈوں سے باہر آ کر اس دنیا میں زندہ رہنے کے لئے جو بھی ہنر یا علم چاہئے سب کچھ پیدائش سے جانتے رہتے ہیں۔ انھیں سیکھنا نہیں پڑھتا ہے۔ اور یہ سارے مشاہدے ہم خود انھیں کسی کانچ کے برتن میں رکھ کر اپنے تجربہ گاہ میں کر سکتے ہیں۔

اس طرح دریائی کچھوے انڈے پانی سے باہر ریت میں دیتے ہیں۔ اور وقت پورا ہونے پر بچے خود بہ خود انڈوں سے نکل کے پانی کی طرف رینگتے ہوئے جاتے ہیں اور ساری زندگی ماں باپ سے دور اکیلے پانی میں زندگی گزارتے ہیں۔ تو انھیں یہ علم اور زندگی گزارنے کا ہنر کون دیتا ہے؟

● یہ سارا علم اور ہنر ان کی روح میں لکھی ہوتی ہے یا (Program) ہوتی ہے۔ جیسے ہی روح جسم میں داخل ہوتی ہے انھیں سارا علم اور ہنر خود بہ خود آ جاتا ہے۔

یعنی جیسے بہت سارے پُرزے جوڑ کر ایک کمپیوٹر بنایا جائے اور جیسے ہی اس میں کمپیوٹر کا اوپریٹنگ سوفٹ ویئر لوڈ کیا جائے کمپیوٹر بنیادی کام کرنے لگتا ہے۔ اسی طرح جسم بننے کے بعد جیسے ہی اللہ تعالیٰ جسم میں روح داخل کرتا ہے جینے کے لئے جو بنیادی ہنر و علم ہیں وہ اس جاندار میں خود بہ خود آ جاتے ہیں۔

انسانوں کے روح کا بیان :

● اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی پیدائش سے پہلے ان کی روح کے ساتھ اس دنیا میں پیدا ہونے والے سارے روحوں کو بنا دیا تھا۔ جیسے وقت گزرا روحیں اپنے وقت پر پیدا ہوتی رہیں۔ مندرجہ ذیل قرآن کی آیت اس بات کو

ثابت کرتی ہے۔

● اور جب تمہارے پروردگار نے بنی آدم سے انکی پیٹھوں سے انکی اولاد نکالی تو ان سے خود انکے مقابلے میں اقرار کرالیا۔(یعنی ان سے پوچھا) کہ'' کیا میں تمہارا پروردگا نہیں ہوں''؟ وہ کہنے لگے ''کیوں نہیں! ہم گواہ ہیں(کہ تو ہمارا پروردگار ہے'')۔ (یہ اقرار اسلئے کرایا تھا) کہ قیامت کے دن (کہیں یوں نہ) کہنے لگو کہ ہم کوتو اسکی خبر ہی نہ تھی۔ یا یہ نہ کہو کہ شرک تو پہلے ہمارے بڑوں نے کیا تھا اور ہم تو انکی اولاد تھے جو ان کے بعد پیدا ہوئے۔تو کیا جو کام اہل باطل کرتے رہے اسکے بدلے تو ہمیں ہلاک کرتا ہے؟''

(سورۃ الاعراف آیت نمبر۱۷۲۔۱۷۳)

(اس آیت میں بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی پیٹھ سے قیامت تک پیدا ہونے والی ان کی ساری اولادوں کی روح کو نکالا اور ان سے اپنے رب ہونے کا اقرار لیا۔)

تو سارے انسانوں کی روحیں اور وہ کیسے انسان ہوں گے یہ اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی تخلیق کے ابتدائی دور میں ہی بنا دیا تھا اور طے کر دیا تھا۔ اب اس میں کوئی کام نہیں بچا ہے۔ اب جو کام بچا ہے وہ اس روح کے امتحان کا ہے۔یعنی جب اُسے دنیا میں اپنی مرضی کے مطابق زندگی گزارنے کا اختیار دیا جائے تو وہ کس راستے پر چلتی ہے۔

● لاحولا ولاقوۃ اللہ باللہ اس تسبیح کا مفہوم ہے کہ نیکی کرنے کی توفیق اور برائی سے بچنے کی توفیق یہ اللہ تعالیٰ کی مدد اور کرم سے ہی ہوتا ہے۔ یعنی جیسے اللہ تعالیٰ ہدایت دیں صرف وہی سیدھے راستے پر چل سکتا ہے۔ یہ ہدایت یہ سیدھے راستے پر چلنے کی سمجھ (Application Software) کی طرح ہے۔

● تو جیسے کمپیوٹر کو بنانے کے بعد اگر اس میں (Operating System) اوپریٹینگ سسٹم لوڈ کر دیں (اسے Format کر دیں) تو وہ کمپیوٹر تو بن جاتا ہے مگر جب تک اس میں (Application Software) اپلیکیشن سافٹ ویئر لوڈ نہیں کیا جائے گا اس وقت تک وہ ایک خاص کام نہیں کرسکتا ہے۔ اسی طرح انسان کے جسم میں روح کے داخل ہوتے ہی وہ ایک انسان کی طرح زندہ رہ سکتا ہے۔ مگر جب تک اللہ تعالیٰ اسے ہدایت نہ دے وہ نہ اللہ تعالیٰ کو پہچان سکتا ہے نہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرسکتا ہے۔

کمپیوٹر میں جو(Application Software) اپلیکیشن سافٹ ویئر کا رول ہے وہی انسان کے زندگی میں اللہ

تعالیٰ کی ہدایت کا اور ایمان کا رول ہے۔

● جیسے کمپیوٹر کا (Operating System) اوپریٹنگ سسٹم ایک سوفٹ ویئر ہے۔ اور (Application Software) اپلیکیشن سافٹ ویئر بھی ایک سوفٹ ویئرہ ہے مگر دونوں میں کچھ فرق ہے اور ایک دوسرے سے الگ ہیں۔اسی طرح انسان کی روح ایک چیز ہے اور ہدایت یہ بھی روح کی طرح ایک چیز ہے مگر دونوں میں کچھ فرق ہے۔ اور دونوں الگ الگ ہیں۔

● مندرجہ ذیل آیت پر غور کریں:

اس دن خدا پیغمبر کو اور ان لوگوں کو جوان کے ساتھ ایمان لائے ہیں رسوا نہیں کرے گا۔ بلکہ ان کا ''نور'' ان کے آگے اور داہنی طرف روشنی کرتا ہوا چل رہا ہوگا اور وہ خدا سے التجاء کریں گے کہ اے پروردگار ہمارا نور ہمارے لئے پورا کردو اور ہمیں معاف فرمائے۔بے شک خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

(سورۃ التحریم آیت نمبر۸)

یعنی مومنوں کی اپنی روح تو ان کے اندر ہی ہے مگر ساتھ میں کوئی مبارک شئے نور کے شکل میں ان کے ساتھ چل رہی ہے جو اور مکمل ہوسکتی ہے۔

● جیسے (Application Software) یہ اور بھی کامل اور بہترین بنایا جا سکتا ہے یعنی Improve اور Update کیا جا سکتا ہے۔اسی طرح ایمان کا نور یا ایمان یہ اور بھی بڑھایا اور کامل کیا جاسکتا اور روزمرۃ کی زندگی میں یہ ہمارے عبادت اور ریاضت کے مطابق بڑھتا گھٹتا بھی رہتا ہے۔یعنی ہمارا ایمان ہمارے اعمال کے مطابق بڑھتا گھٹتا رہتا ہے۔۔ جب کہ یہ خاصیت پیدائش کے وقت جسم میں داخل ہونے والی روح کی نہیں ہوتی ہے۔

اوپر بیان کی گئی آیت میں اسی ایمانی نور کو بڑھانے کی دعا کی گئی ہے۔

● نبی کریم ﷺ کے نور کو سمجھنے کے لئے اس (Application Software) اپلیکیشن سافٹ ویئر پر غور کریں اور سمجھنے کی کوشش کریں۔

جب تک آپ اس (Application Software) اپلیکیشن سافٹ ویئر کو نہیں سمجھ پائیں کے نبی کریم ﷺ کے وجود کو نہیں سمجھ پائیں گے۔

۴۔قرآن کریم میں نور کا بیان

● اس مضمون میں ہم نے نور سے جڑی قرآن کریم کی تمام آیات کو جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔اوران تمام آیات کے ترجمے اعلیٰ حضرات کے ہیں۔جنھیں ہم نے کنزالایمان سے نقل کئے ہیں۔

قرآن کریم کی آیتوں میں نور کا مفہوم:

اگر ہم ان قرآن کریم کی آیتوں کو غور سے پڑھیں تو ہمیں اس بات کا احساس ہوگا کہ نور کا لفظ پانچ طرح کے نور کے لئے استعمال ہوا ہے۔

(۱) نور کا لفظ اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور کے لئے استعمال ہوا ہے۔

(۲) قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ نے نور کہا۔

(۳) ہدایت یا دین اسلام اور اس کی تعلیمات کو اللہ تعالیٰ نے نور کہا۔

(۴) عام روشنی کو بھی اللہ تعالیٰ نے نور کہا۔

(۵) اور ایک ایسے نور کا ذکر بھی ملتا ہے جو نہ اللہ تعالیٰ کا نور ہے۔نہ اسے قرآن کریم مان سکتے ہیں نہ دین اسلام کی تعلیم اور نہ عام روشنی مان سکتے ہیں۔مگر وہ کچھ اور ہے۔

ہم اسے ایمان کے نور کا نام دیتے ہیں۔اور آگے اسے سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اب ہم ان آیتوں کا مطالعہ تفصیل سے کرتے ہیں۔

وہ آیات جس میں اللہ تعالیٰ کے نور کا بیان ھے:

● اللہ نور ہے آسمانوں اور زمینوں کا۔اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے۔وہ چراغ ایک فانوس میں ہے۔وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا۔روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے۔جو نا پورب کا نہ پچھم کا۔قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگر چہ اسے آگ نہ چھوئے۔نور پر نور ہے۔اللہ اپنے نور کی راہ بتا تا ہے جسے چاہتا ہے۔اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لئے۔اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ (سورۃ النور آیت نمبر ۳۵)

● اور زمین جگمگا اٹھے گی اپنے رب کے نور سے۔اور رکھی جائے گی کتاب اور لائے جائیں گے انبیاء اور یہ نبی اور اس کی امت کے ان پر گواہ ہونگے۔اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرمادیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

(سورۃ الزمر آیت نمبر ۶۹)

وہ آیات جس میں قرآن کریم کو نور کہا گیا ہے:

● وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توارات اور انجیل میں۔ وہ انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جوان پر تھے اتارے گا۔ تو وہ جو اس پر ایمان لائے اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے۔ (سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۵۷)

● اور اسی طرح ہم نے تمہیں وحی بھیجی ایک جان فزا چیز اپنے حکم سے۔ اس سے پہلے نہ تم کتاب جانتے تھے اور نہ احکام شرع کی تفصیل۔ ہاں ہم نے اسے نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں سے جسے چاہتے ہیں۔ اور بیشک تم صحیح راہ بتاتے ہو۔ (سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۵۲)

● تو ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسول پر اور اس نور پر جو ہم نے اتارا۔ اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔ (سورۃ التغابن آیت نمبر ۸)

وہ آیات جس میں ہدایت یا دین اسلام اور اس کی تعلیمات کو نور کہا گیا:

● جو لوگ ایمان لائے ہیں انکا دوست خدا ہے کہ اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لے جاتا ہے اور جو کافر ہیں ان کے دوست شیطان ہیں کہ ان کو روشنی سے نکال کر اندھیرے میں لے جاتے ہیں۔ یہی لوگ اہل دوزخ ہیں کہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(سورالبقرہ آیت نمبر ۲۵۷)

● اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے اُسے جو اللہ کی مرضی پر چلا سلامتی کے راستے۔ اور انہیں اندھیریوں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اپنے حکم سے۔ اور انہیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔ (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۶)

● کیا وہ کہ مردہ تھا تو ہم نے اسے زندہ کیا اور اس کے لئے ایک نور کر دیا جس سے لوگوں میں چلتا ہے۔ وہ اس جیسا ہو جائیگا جو اندھیریوں میں ہے۔ ان سے نکلنے والا نہیں۔ یونہی کافروں کی آنکھ میں ان کے اعمال بھلے کر دیئے گئے ہیں۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۲۲)

● چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا نور اپنے منہ سے بجھا دیں۔ اور اللہ نہ مانے گا مگر اپنے نور کا پورا کرنا۔

(سورۃ التوبہ آیت نمبر ۳۲)

● الٓرٰ۔ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری کے تم لوگوں کو اندھیریوں سے اجالے میں لاؤ ان کے رب کے حکم سے اس کی راہ کی طرف جو عزت والا سب خوبیوں والا ہے۔

(سورۃ براہیم آیت نمبر۱)

● یا جیسے اندھیریاں کسی کنڈے کے دریا میں۔ اس کے اوپر موج۔ موج کے اوپر اور موج۔ اس کے اوپر بادل۔ اندھیرے ہیں ایک پر ایک۔ جب اپنا ہاتھ نکالے تو سوجھائی دیتا معلوم نہ ہو۔ اور جسے اللہ نور نہ دے اس کے لئے کہیں نور نہیں۔

(سورۃ النور آیت نمبر۴۰)

● وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر وہ اور اس کے فرشتے کہ تمہیں اندھیریوں سے اجالے کی طرف نکالے اور وہ مسلمان پر مہربان ہے۔

(سورۃ الاحزاب آیت نمبر۴۳)

● تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا۔ تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہو۔ اس جیسا ہو جائے گا جو سنگ دل ہے۔ تو خرابی ہے ان کی جن کے دل یادِ خدا کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں۔ وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔

(سورۃ الزمر آیت نمبر۲۲)

● وہی ہے کہ اپنے بندوں پر روشن آیتیں اتارتا ہے کہ تمہیں اندھیریوں سے اجالے کی طرف لے جائے اور بیشک اللہ تم پر ضرور مہربان اور رحم والا۔

(سورۃ الحدید آیت نمبر۹)

● چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ ہر حال میں اپنا نور پورا کرنے والا ہے خواہ کافر ناپسند کریں۔ (سورۃ الصف آیت نمبر۱۸)

وہ آیات جس میں عام روشنی کو نور کہا گیا ہے:

● سب خوبیاں اللہ کے لئے ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور اندھیریاں اور روشنی پیدا کی۔ (اس کے باوجود) کافر لوگ اپنے رب کے برابر ٹھہراتے ہیں (شرک کرتے ہیں)۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر۱)

● وہی ہے جس نے سورج کو جگمگاتا بنایا اور چاند چمکتا اور اس کے لئے منزلیں ٹھہرائیں۔ کہ تم برسوں کی گنتی اور حساب جانو۔ اللہ نے اسے نہ بنایا مگر حق۔ نشانیاں مفصل بیاں فرماتا ہے علم والوں کے لئے۔

(سورۃ یونس آیت نمبر۵)

● اے محبوب تمہارا ڈر سنانا انھیں کو کام دیتا ہے جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔ اور نماز قائم رکھتے ہیں اور جو ستھرا ہوا تو اپنے ہی بھلے کے لئے ہوا۔ اور اللہ

ہی کی طرف پھرنا ہے۔اور برابر نہیں اندھا اور آنکھ والا۔اور نہ اندھیریاں اور اُجالا۔

(سورۃ الفاطر آیت نمبر ۲۰)

- اور چاند کی جب پورا ہو۔

(سورۃ الانشقاق آیت نمبر ۱۸)

وہ آیات جس میں نور لفظ کا مفہوم ہم ایمان کے نور کو تصور کرتے ھیں:

- ان کی مثال اسکی طرح ہے کہ جس نے آگ روشن کی تو جب اس سے آس پاس سب جگمگا اُٹھا۔تو اللہ ان کا نور لے گیا اور انھیں اندھیریوں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں سوجتا۔

(سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۷)

(اس آیت میں منافقوں کی کیفیت کا بیان ہے)

- اے کتاب والو بے شک تمہارے پاس ہمارے یہ رسول لائے کہ تم پر ظاہر فرماتے ہیں بہت سی وہ چیزیں جو تم نے کتاب میں چھپا ڈالی تھی۔اور بہت سی معاف فرماتے ہیں۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

(سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۵)

- بے شک ہم نے توریت اتاری۔ اس میں ہدایت اور نور ہے۔اس کے مطابق یہود کو حکم دیتے تھے ہمارے فرماں بردار نبی (موسیٰ) اور فقیہ۔ان سے کتاب اللہ کی حفاظت چاہی گئی تھی۔اور وہ اس پر گواہ تھے۔تو لوگوں سے خوف نہ کرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے ذلیل قیمت نہ لو۔ اور جو اللہ کے اتارے (ہوئے قرآن کے مطابق) حکم نہ کرے وہی لوگ کافر ہیں۔ (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۴۴)

- اور ہم ان نبیوں کے پیچھے ان کے نشان قدم پر عیسیٰ بن مریم کو لائے۔تصدیق کرتا ہوا توریت کی جو اس سے پہلے تھی۔اور اسے ہم نے انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور ہے۔اور تصدیق فرماتی ہیں توریت کی کہ اس سے پہلے تھی اور ہدایت اور نصیحت پرہیز گاروں کو۔

(سورۃ المائدہ آیت نمبر ۴۶)

- جس دن تم ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو دیکھوں گے کہ ان کا نور ان کے آگے اور ان کے داہنے دوڑتا ہے۔ ان سے فرمایا جارہا ہے کہ آج تمہاری سب سے زیادہ خوشی کی بات وہ جنتّیں ہے جن کے نیچے نہریں بہیں۔تم ان میں ہمیشہ رہو یہی بڑی کامیابی ہے۔ (سورۃ الحدید آیت نمبر ۱۲)

- جس دن منافق مرد اور منافق عورتیں مسلمانوں سے کہیں گے کہ ہمیں ایک نگاہ دیکھو ہم تمہارے نور سے

کچھ حصہ لیں۔ کہا جائے گا اپنے پیچھے لوٹو وہاں نور ڈھونڈو۔ وہ لوٹیں گے جبھی ان کے درمیان ایک دیوار کھڑی کر دی جائے گی جس میں ایک دروازہ ہے اس کے اندر کی طرف رحمت اور اس کے باہر کی طرف عذاب۔ (سورۃ الحدید آیت نمبر ۱۳)

● اور جو اللہ اور اس کے سب رسولوں پر ایمان لائیں وہی ہیں کامل سچے اور اوروں پر گواہ اپنے رب کے یہاں۔ ان کے لئے ان کا ثواب اور ان کا نور ہے۔ اور جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتیں جھٹلائی وہ دوزخی ہیں۔ (سورۃ الحدید آیت نمبر ۱۹)

● اے ایمان والوں اللہ سے ڈرو اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ وہ اپنی رحمت کے دو حصے تمہیں عطا فرمائے گا اور تمہارے لئے نور کر دے گا جس میں چلو اور تمہیں بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ الحدید آیت نمبر ۲۸)

● اے ایمان والو اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہاری برائیاں تم سے اتار دے اور تمہیں باغوں میں لے جائے جن کے نیچے نہریں بہیں۔ جس دن اللہ رسوا نہ کرے گا نبی اور ان کے ساتھ کے ایمان والوں کو۔ ان کا نور دوڑتا ہوگا ان کے آگے اور ان کے داہنے۔ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہمارے لئے ہمارا نور پورا کر دے اور ہمیں بخش دے بیشک تجھے ہر چیز پر قدرت ہے۔ (سورۃ التحریم آیت نمبر ۸)

ایمان کے نور کی تفصیل :

● روح ایک کمپیوٹر پروگرام (Computer Programe) کی طرح ہے۔ جب وہ جسم میں داخل ہوتی ہے تو اس جسم کو دنیا میں اچھی طرح زندہ رہنے اور پھلنے پھولنے کے لئے جو ہنر یا سمجھ چاہیئے خود بہ خود آجاتے ہیں۔

● شیطان ایک روح ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا شیطان انسان کے رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے۔ جب انسان کے ذہن پر شیطان حاوی ہوتا ہے تو انسان کیا کرتا ہے۔ اس سے آپ بہ خوبی واقف ہو۔

● جنّات بھی روح کی طرح ہیں۔ جب وہ کسی انسان کے جسم میں داخل ہوتے ہیں تو آپ جانتے ہیں کہ وہ انسان عام انسانوں کی طرح زندہ تو رہتے ہیں۔ چلتے پھرتے ہیں مگر بیمار رہتے ہیں۔ اور عجیب حرکتیں کرتے ہیں۔

● اسی طرح ایمان کا نور بھی ایک توانائی یا روح کی طرح ہے۔ جب یہ انسان کے جسم میں داخل ہوتی ہے۔ جو جیسے جگنو اندھیری رات میں چمکتا ہے اسی طرح

انسان کا باطن بھی روشن ہوجاتا ہے۔اس میں اللہ کے بھیجے ہوئے سچے دین اسلام کواور اچھائی کو سمجھنے کی قابلیت پیدا ہوجاتی ہے۔ اس کو ایمان کا نور سینوں میں داخل ہونا بھی کہتے ہیں۔

● آپ جانتے ہیں کہ عیسائی تین خدا کو مانتے ہیں۔مگر آپ کیاان کا نام بتاسکتے ہیں۔99% مجھے یقین ہے کہ آپ نہیں بتاسکتے۔

جب عیسائی صرف دوکوہی جانتے پہچانتے ہیں۔اور تیسرے کے بارے میں انھیں خودعلم نہیں تو آپ (مسلمان) کو کیسے پتہ ہوگا۔عیسائی جن تین کو خدا کہتے ہیں ان کے نام اس طرح ہے(۱) اللہ تعالیٰ (۲) حضرت عیسیٰؑ (۳) اور Holly Sprit (مقدس روح) (اللہ تعالیٰ ہمیں ایسا کہنے پر معاف کرے۔)

● اس مقدس روح کے بارے میں کوئی عیسائی آپ کو کوئی تفصیل نہیں بتا سکتا۔ یہ حضرت جرائیلؑ نہیں ہیں۔حضرت جرائیلؑ کو وہ Arch Angel Gabrial کہتے ہیں۔ یہ حضرت مریم بھی نہیں ہیں۔انھیں یہ Mother Marry کہتے ہیں۔

تیسری شخصیت جسے عیسائی خدا کی طرح پوجتے ہیں وہ یہی ایمان کا نور ہے۔ وہ اسی بات کا احساس تو کرتے ہیں کہ یہ ایک مقدس روح کی طرح ہے جس سے دین کی سمجھ پیدا ہوتی ہے۔مگر اس کی تشریح نہیں کرپاتے۔

● مسلمان Holly Sprit کوروح القدس کہتے ہیں۔ اور حضرت جرائیل مراد لیتے ہیں مگر عیسائی حضرات جرائیلؑ کو خدانہیں مانتے ہیں۔یہ مسلمان کی اپنی تشریح ہے۔عیسائی اس سے متفق نہیں ہیں۔

● چونکہ اللہ تعالیٰ ایک ہےاوراسی نے قرآن،انجیل اور توارات نازل کیا ہے۔اس لئے اس ایمان کی مقدس روح کا ذکر توارات میں بھی ہے۔ جسے یہودی نہ خدا مانتے ہیں اور نہ روح مانتے ہیں۔وہ اس کی تشریح اس طرح کرتے ہیں۔

Holy sprite is devine aspect of prophecy and wisdom.

(www.wikipedia.org)

ترجمہ :مقدس روح پیغمبری کا روحانی پہلو اور عقلمندی (علم،سمجھ) ہے۔

● ایک مثال کے ذریعے میں آپ کواس ایمان کے نور کے بارے میں سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں۔

ایک طالبِ علم ہے جوانجینیر نگ کی تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے۔اس نے ایک انجینیر نگ کالج میں داخلہ لیا۔

انجینیر نگ ڈرائنگ مضمون سکھانے کے لئے کالج اسے ایک پروفیسر دے گی۔ اسے ایک کتاب (Text-Book) خریدنا یا لائبریری سے اُدھار لینا ہوگا۔ اور اسے اپنے کمپیوٹر میں ایک کمپیوٹر سافٹ ویئر لوڈ کرنا ہوگا۔ جسے آٹوکیڈ Auto-Cad کہتے ہیں۔

● کلاس روم میں لیکچر کے لئے بہت کم وقت ملتا ہے۔ اس لئے پروفیسر طلبہ کو اہم اور موٹی موٹی باتیں بتا دیتے ہیں۔ پھر طالبِ علم کو خود سے اسے عملی طور پر کرنا ہوتا ہے۔ وہ طالبِ علم انجینیر نگ کی ڈرائنگ اس وقت تک نہ سمجھ پائے گا اور نہ کمپیوٹر پر بنا پائے گا جب تک اس کے کمپیوٹر میں Auto-Cad نام کا سافٹ ویئر لوڈ نہ ہوگا۔ اور اگر سوفٹ ویئر لوڈ کرنے کے باوجود وہ کچھ رُکاوٹیں محسوس کرتا ہے تو وہ Text-Book میں اسے ڈھونڈنے کی کوشش کرے گا اور رہنمائی حاصل کرے گا۔

اب آٹوکیڈ کے سوفٹ ویئر پر دھیان دیں۔ اس سوفٹ ویئر کی ایک C.D ہوتی ہے۔ جسے آپ کو اپنے کمپیوٹر میں لوڈ کر کے Copy کرنا ہوتا ہے۔ اس C.D کو آپ کو اس سوفٹ ویئر بیچنے والی کمپنی میں فیس بھر کر خریدنا ہوگا۔ وہ کمپنی آپ کو C.D کے ساتھ ایک Pass-Word پاس ورڈ اور لائسنس بھی دے گی۔ جب آپ Pass-Word ٹائپ کریں گے تب ہی Auto-Cad سوفٹ ویئر آپ کے کمپیوٹر میں لوڈ ہوگا۔

● ہم اور آپ طالبِ علم ہیں۔ پروفیسر یہ اللہ کے رسول کی طرح ہیں۔ Text-Book آسمانی کتاب کی طرح ہے۔ اور Auto-Cad سوفٹ ویئر یہ اس ایمان کے نور کی طرح جو آسمانی کتابوں کے ساتھ اُترتا ہے۔ Pass-Word یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق اور ہدایت دینے کا فیصلہ ہے۔

جب تک Pass-Word نہ ہوگا Auto-Cad لوڈ نہ ہوگا۔ جب تک Auto-Cad لوڈ نہ ہوگا آپ انجینیر نگ ڈرائنگ Drawing نہیں سیکھ سکتے۔

جب تک اللہ تعالیٰ کی اجازت نہ ہوگی ایمان کا نور انسان کے سینے میں نہیں سمائے گا۔ جب تک ایمان کا نور سینے میں نہیں سمائے گا۔ دین کی بات سمجھ میں نہیں آئے گی چاہے وہ انسان پیغمبر کی ۴۰ سال پرورش کیوں نہ کرے اور اس بات کو اچھی طرح پہچانے کہ یہ رسول صحیح راستے پر ہیں۔ جس طرح C.D کی مدد سے Text-Book سمجھنا آسان ہوتا ہے اسی طرح ایمان کے نور ملنے کے بعد ہی قرآن سمجھنا آسان ہوتا ہے۔

سورۃ بقرہ کی دوسری آیت میں یہی بات کہی گئی ہے کہ یہ قرآن ہدایت ہے خدا سے ڈرنے والوں کے لئے۔یعنی قرآن کو پڑھ تو سب سکتے ہیں مگر ہدایت صرف ایمان والے ہی حاصل کریں گے۔

● جب جلتی ہوئی ایک لکڑی سے دوسری لکڑی جلائی جاتی ہے تو کیا پہلی لکڑی کی آگ کم ہو جاتی ہے؟ نہیں! وہ جیسے پہلے تھی ویسے ہی رہتی ہے۔ کیا C.D سے کسی کمپیوٹر میں کوئی پروگرام لوڈ کرو تو پہلی C.D کا وزن کم ہو جاتا ہے۔نہیں!

جب تک لائسنس ہوگا آپ اس سے لاکھوں کمپیوٹر فارمیٹ کرتے رہو کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

اسی طرح ایک رسول کے ساتھ جو ایمان کا نور اترتا ہے اس سے ساری قوم کے سینے نور ایمان سے منور ہو جائیں تو اس نورانی روح پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔

● اور جیسے ایک C.D سے دوسری C.D نقل کی جائے تو پہلی C.D پر کوئی اثر نہیں پڑتا اور نہ نقل ہونے والی C.D پہلی C.D کا بچہ یا غلام یہ عکس اور کوئی رِشتے سے جوڑی جاتی ہے۔ جیسے ایک جلتی لکڑی سے جب دوسری لکڑی جلائی جائے تو بعد میں جلنے والی لکڑی پہلی لکڑی کی نہ اولاد ہوئی اور نہ اور کوئی رشتہ دار ہوئی۔اسی طرح جو ایمان کا نور پیغمبر اور آسمانی کتاب کے ساتھ اترتا ہے وہ ایک ذریعہ ہے ایمان کا چراغ روشن کرنے کا۔اس سے کوئی رشتہ نہیں پیدا ہوتا یا جُڑتا ہے۔یہ اللہ تعالیٰ کا ایک نظام ہے۔ چراغ سے چراغ جلانے کا۔

(۲) (میں نے میرا نظریہ آپ کے سامنے رکھا۔صحیح علم تو صرف اللہ تعالیٰ کو ہی ہے۔)

ہم نے قرآن کی تمام نور والی آیتوں کو پڑھ کر سمجھنے کی کوشش کی مگر ان آیتوں میں ایک آیت کا مفہوم بھی ایسا نہ نکلا کہ یہ آیت نبی کریم ﷺ کے لئے اتری ہے اور نہ کسی آیت سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے۔کہ اس آیت کا تعلق تخلیق کائنات سے ہے۔

اعلیٰ حضرات کے نظریات :

● اعلیٰ حضرت نے کنزالایمان کے آخر میں پانچ آیتوں کا حوالہ دیا ہے اور کہا کہ یہ نبی کریم ﷺ کو نور ثابت کرنے والی آیتیں ہیں وہ آیتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(سورۃ المائدہ آیت نمبر ۱۵)

(سورۃ النور آیت نمبر ۳۵)

(سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۵)

(سورۃ التوبہ آیت نمبر ۳۲)

(سورۃ الصّف آیت نمبر ۸)

● مگر سورہ توبہ کی آیت نمبر ۳۲ اور سورہ الصّف کی

آیت نمبر ۸ کی تشریح میں اعلیٰ حضرت خود اسی صفحہ کے حاشیہ میں لکھے ہیں کہ اس میں نور کا مفہوم دین اسلام ہے نہ کے نبی کریم ﷺ کا نور۔

● سورۃ نور کی آیت نمبر ۳۵ پڑھ کر دیکھیں اللہ تعالیٰ خود کہتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے نور کی مثال ہے نہ کے نبی کریم ﷺ کے نور کی۔

سورۃ الاحزاب کے آیت نمبر ۴۵ میں تو نور کا ذکر ہی نہیں ہے۔

● اعلیٰ حضرت نے اس آیت کا ترجمہ اس طرح کیا ہے۔

''اے غیب کی خبریں بتانے والے بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا۔ اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب''۔

● اب ہم اس آیت کا لفظ بہ لفظ عربی ترجمہ کرتے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ	اے نبی
اِنَّآاَرْسَلْنٰكَ	بیشک ہم نے آپ کو بھیجا
شَاهِدًا	گواہی دینے والا
وَّمُبَشِّرًا	اور خوشخبری دینے والا
وَّنَذِيْرًا	اور ڈر سنانے والا
وَّدَاعِيًا	اور بلانے والا
اِلَى اللّٰهِ	اللہ کی طرف
بِاِذْنِهٖ	اس کے حکم سے
وَسِرَاجًا	اور چراغ
مُّنِيْرًا	روشن

عربی ترجمہ پر غور کیجیئے۔ ''اے غیب کی خبریں بتانے والے'' اس مفہوم کا کوئی لفظ تو کیا ایک نقطہ بھی اس آیت میں نہیں ہے اور نا ہی آپ ﷺ نور ہیں اس قسم کی بات ہے۔ تو اعلیٰ حضرت کو یہ مفہوم کہا سے مل گیا؟ دراصل اعلیٰ حضرت نے اپنے نظریات کے مطابق ہی قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ آیت نبی کریم ﷺ کو نور ثابت کرتی ہے یہ آپ کا اپنا ذاتی نظریہ ہے۔

● اس طرح کی نبی کریم ﷺ کی تعریف کے شلوک تو ویدوں میں بھی ہیں۔ ان میں سے ایک شلوک اس طرح ہے۔ ''احمد ﷺ وہ ہیں جو لوٹتے ہیں تو روشن طاقتور رہبر ثابت ہوتے ہیں۔ مخلوقات اور دوست کی حفاظت ہر پہلو سے کرتے ہیں۔ اور بہترین نجات دہندہ ثابت ہوتے ہیں۔ (اتھروید ۲۰:۱۲۶:۱۴)

اس طرح کی آیت یہ شلوک کا مفہوم ہے کہ جس طرح چراغ سے اندھیرے دور ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح

آپؐ کی تعلیم کے ذریعے سے قیامت تک کفر وشرک کی تاریکیاں دور ہوتی رہیں گی۔"

● سورۃ مائدہ میں تین آیتیں ایسی ہیں جس میں ایک پیغمبر اور اس کے ساتھ نازل کتاب اور ایک نور کا ذکر ہے۔آیت نمبر ۱۵ میں نبی کریم ﷺ اور قرآن شریف اور ایک نور کا ذکر ہے۔آیت نمبر ۴۴ میں حضرت موسیٰ تورات اور ایک نور کا ذکر ہے اور آیت نمبر ۴۶ میں حضرت عیسیٰ انجیل اور ایک نور کا ذکر ہے۔ اعلیٰ حضرت آیت نمبر ۱۵ میں قرآن کے ساتھ جو نور نازل ہوا اسے نبی کریم ﷺ مانتے ہیں۔اور تورات اور انجیل کے ساتھ جو نور نازل ہوا اسے ہدایت مانتے ہیں۔چونکہ تینوں آیتوں میں ایک ہی بات کہی جا رہی ہے کہ ہم نے ایک پیغمبر ایک کتاب اور ایک نور اُتارا۔اس لئے نور کا مفہوم جو ایک پیغمبر کے لئے لیا جائے گا وہی باقی دونوں پر لاگو ہوگا اس لئے اگر اس آیت سے نبی کریم ﷺ کا نور ہونا ثابت ہوتا ہے تو حضرت عیسیٰ اور حضرت موسیٰ بھی نور ہی تھے۔

میری تحقیق سے کسی بھی آیت سے نبی کریم ﷺ کا اس زمین پر نور ہونا ثابت نہیں ہوتا۔نبی کریم ﷺ کا اس دنیا میں نور کہنا یہ اعلیٰ حضرت کا اپنا ذاتی نظریہ ہے۔

● نبی کریم ﷺ کی تین کیفیتیں ہیں۔ان میں سے ایک کیفیت میں آپ نور سے بنے ہیں۔مگر وہ کیفیت آپ کا انسان کی طرح پیدا ہونے سے پہلے کی ہیں۔ آپؐ کے تین کیفیتوں کی تفصیل ہم اسی کتاب میں اگلے کسی مضمون میں پڑھیں گے۔

نبی کریم ﷺ کی زندگی میں بہت سے تلخ لمحات بھی گزرے ہیں۔جیسے

۱) جنگِ اُحد میں آپؐ کے دندان مبارک شہید ہوگئے۔

۲) جنگِ خیبر کے بعد آپ کو زہر دیا گیا۔اس کا اثر آپ پر آخری سانس تک رہا اور اسی اثر کی وجہ سے آپؐ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔

۳) طائف میں آپ پر پتھر برسائے گئے اور آپ کو لہولہان کر دیا گیا۔

۴) حجۃ الوداع کے موقع پر آپ کے سر میں شدید درد تھا جس کی وجہ سے آپ نے سر سے خون نکلوایا۔(پچھنے لگوائے)

اگر اس فانی دنیا میں آپ نور ہوتے تو کیا آپ کو اتنی تکلیفیں برداشت کرنی پڑتی؟ کبھی نہیں۔جیسے فرشتوں کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی اسی طرح آپ کو بھی نہ ہوتی۔اس دنیا میں آپ انسان تھے تبھی تو آپ کو اتنی تکلیفوں سے گزرنا پڑا۔

☆☆☆☆☆

۵۔اللہ تعالیٰ کے نور کا بیان

پچھلے مضمون میں ہم نے قرآن کریم کی ۲۷ آیتیں پڑھیں۔ان آیتوں میں نور کا لفظ پانچ طرح کے نور کے لئے استعمال ہوا ہے۔یا پانچ مفہوم کے لئے استعمال ہوا ہے۔

(۱) پہلا نور کا لفظ اللہ تعالیٰ کے نور کے لئے استعمال ہوا۔

(۲) دوسرا نور کا لفظ قرآن کریم کے لئے استعمال ہوا ہے۔

(۳) تیسرا نور کا لفظ دین اسلام اور ہدایت کے لئے استعمال ہوا ہے۔

(۴) چوتھا نور کا لفظ چاند کی روشنی یہ عام روشنی کے لئے استعمال ہوا ہے۔

(۵) اور پانچواں نور کا لفظ ایمان کے نور کے لئے استعمال ہوا ہے۔

(۶) چھٹے طرح کا نور وہ نور ہے جس سے فرشتوں کی تخلیق ہوئی۔اس کا ذکر قرآن کریم میں نہیں اس لئے پچھلے مضمون میں ہم نے اس کا ذکر نہیں کیا مگر احادیث شریف سے ہم اسے جانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا نور کسی بھی شئے جیسا نہیں ہے۔

● سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۱۱ کا مفہوم ہے کہ اس (اللہ تعالیٰ کے نور) جیسی کوئی شئے نہیں۔

یعنی ہم جو کچھ بھی اس کائنات میں دیکھتے ہیں یا سمجھتے ہیں اللہ تعالیٰ اس جیسے نہیں ہیں۔

● چاند کی روشنی کو ہم دیکھ سکتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ ایسے نور نہیں ہیں۔

● قرآن کریم کا نور یا ہدایت کا نور یہ دیکھنے کے بجائے سمجھنے کی چیز ہے۔

● فرشتوں کو انبیاء اکرام نے جاگتے ہوئے حالت میں دیکھا ہے۔وہ کوئی روح یا شئے کی طرح ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی روح یا شئے کی طرح نہیں۔اس لئے اللہ تعالیٰ کا نور فرشتوں والا نور بھی نہیں ہیں۔

● ایمان کا نور قیامت کے دن مومنوں کے آگے آگے دوڑے گا۔اور نظر آئے گا۔پہچاننے والے اس دنیا میں بھی ایمان کے نور کو چہرہ دیکھ کر پہچان لیتے ہیں۔یہ نور بھی چمک یا کوئی پہچانے جانے والی چیز ہے جو نظر آتی ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ یہ شئے یہ ایمان کا نور بھی نہیں

ہیں۔

● تو اللہ تعالیٰ کے نور کو پہچاننا اور بیان کرنا ناممکن ہے۔ اس لئے ہم قرآن کریم کی آیتوں سے اور سائنس کی مدد سے اللہ تعالیٰ کے نور کی صرف طاقت اور شان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

● اللہ تعالیٰ کے نور کی طاقت :۔

مندرجہ ذیل قرآن شریف کی آیتوں سے ہم اللہ تعالیٰ کے نور کی طاقت کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

(۱) اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کئے ہوئے وقت پر کوہ طور پر پہنچے اور ان کے پروردگار نے ان سے کلام کیا تو کہنے لگے کہ اے پروردگار مجھے جلوہ دکھا کہ میں تیرا دیدار بھی دیکھوں۔ پروردگار نے کہا کہ تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔ ہاں پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو۔ اگر یہ اپنی جگہ قائم رہا تو تم مجھے دیکھ سکو گے۔ جب انکا پروردگار پہاڑ پر نمودار ہوا تو تجلی انوار ربانی نے اسکو ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور موسیٰ بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے کہ تیری ذات پاک ہے اور میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور جو ایمان لانے والے ہیں ان میں سب سے اول ہوں۔ (سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۴۳)

(۲) اور جب تم (بنی اسرائیل) نے موسیٰ سے کہا کہ موسیٰ جب تک ہم خدا کو سامنے نہ دیکھ لیں گے تم پر ایمان نہیں لائیں گے۔ تو تم کو بجلی نے آگھیرا اور تم دیکھ رہے تھے۔ (سورۃ البقرہ آیت نمبر ۵۵)

(۳) اور کسی آدمی کے لئے ممکن نہیں کہ خدا اس سے بات کرے مگر الہام کے ذریعے سے یا پردے کے پیچھے سے یا کوئی فرشتہ بھیج دے تو خدا کے حکم سے جو خدا چاہے القا کرے۔ بیشک وہ عالی رتبہ اور حکمت والا ہے۔
(سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۵۱)

یعنی اللہ تعالیٰ کا نور اتنا طاقت ور ہے کہ ہم انسان اس کی تاب نہیں لا سکتے۔

اللہ تعالیٰ کے نور کی پہلی شان

● اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہیں سب خدا ہی کا ہے۔ تم اپنے دلوں کی بات کو ظاہر کرو یا چھپاؤ۔ خدا تم سے اسکا حساب لے گا۔ پھر وہ جسے چاہے مغفرت کرے اور جسے چاہے عذاب دے۔ اور خدا ہر چیز پر قادر ہے۔

(سورۃ بقرہ آیت نمبر کا مفہوم ۲۸۴)

یعنی اللہ تعالیٰ ہمارے ظاہر اور باطن دونوں کو دیکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے باطن کو کیسے دیکھتے ہیں اس کو سمجھنے کے لئے اب ہم اللہ تعالیٰ کے نور یا اللہ تعالیٰ کی نظر کی شان کو سائنس کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے

ہیں۔

● ہم گھر میں روشنی کے لئے بلب یا ٹیوب لائٹ استعمال کرتے ہیں۔ یہ بہت کم توانائی کے آلات یا چیزیں ہیں۔ اس لئے ان کی روشنی میں بہت کم طاقت ہوتی ہے اور انھیں ایک دھوپ میں پہنے جانے والے چشمے سے بھی روکا جاسکتا ہے۔

● لوہے کو ویلڈ ینگ (Welding) کرتے وقت جو آگ (Arc) یا جو روشنی پیدا ہوتی ہے اس میں روشنی کے بلب یا ٹیوب لائٹ سے زیادہ طاقت ہوتی ہے اس لئے ان میں سے نکلنے والے الٹرا وایولیٹ شعاع Ultra violet rays دھوپ میں پہنے جانے والے چشمے (Sun Glasses) سے روکا نہیں جاسکتا ہے بلکے ایک خاص قسم کے شیشے سے ہی روکا جاسکتا ہے۔

● جب ہم دوا خانہ جا کر اپنا X-Ray کراتے ہیں تو X-Ray مشین سے بھی ایک بہت طاقتور شعاع مشین سے نکل کر ہمارے جسم سے گزر کر ہمارے پیچھے رکھے ہوئے فلم (Negative) پر پڑتی ہے۔ اس X-Ray مشین کی شعاع میں اتنی طاقت ہوتی ہے کہ یہ ہمارے گوشت سے تو گزر جاتی ہے مگر ہڈیوں سے نہیں گزر پاتی ۔ اس لئے فلم (Negative) کا وہ حصہ جہاں ہڈیاں ہوتی ہے۔ سفید نظر آتا ہے کیوں کہ شعاعوں نے انھیں جلایا نہیں ہوتا ہے ۔اور گوشت کا حصہ سیاہ نظر آتا ہے ۔کیوں کہ X-Ray شعاعوں کی وجہ سے وہ فلم یا Negative کا وہ حصہ جل کر کالا ہو جاتا ہے۔

● جوہری توانائی سے بھی بجلی پیدا کی جاتی ہے۔بجلی گھر میں جو اٹومیک ریئکٹر (Atomic Reactor) ہوتے ہیں ان میں جو یورانیم دھات استعمال ہوتی ہے اس سے جو شعاعیں نکلتی ہیں وہ اس قدر طاقتور ہوتی ہیں کہ وہ ہڈی اینٹ اور پتھر کی دیوار یعنی ہر چیز سے گزر سکتی ہیں۔ انھیں روکنے کے لئے تین فٹ موٹی سیسے (Lead) کی دیوار بنائی جاتی ہے۔تب کہیں جا کر ان شعاعوں سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔

● اوپر بیان کی گئی مثالوں سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ روشنی جہاں سے نکلتی ہے اس کی طاقت جتنی زیادہ ہوگی اتنی ہی طاقتور اس سے نکلنے والے شعاع ہوگی۔

● لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللہ (سورۃ کہف آیت نمبر ۳۹)

یعنی کوئی طاقت نہیں سوائے اللہ کی طاقت کے۔

اللہ تعالیٰ کی طاقت ہر چیز سے زیادہ ہے یا اللہ تعالیٰ کی طاقت لامحدود ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ کے نور میں بھی لامحدود طاقت ہے۔اس لئے اللہ تعالیٰ کا نور یا اللہ تعالیٰ

کی نظر میں اتنی طاقت ہے کہ وہ ہر شئے سے گزر سکتی ہے۔ یہ ساری کائنات اللہ تعالیٰ کے لئے شیشے کی طرح شفاف ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کائنات کی ہر شئے کو جیسے باہر سے دیکھتے ہیں ویسے وہ اس کائنات کی ہر شئے کو اندر سے بھی دیکھتے ہیں اور ہر شئے کے آر پار بھی دیکھتے ہیں۔

اس لئے اس کائنات کی کوئی شئے اللہ تعالیٰ کے علم سے مخفی نہیں۔

چونکہ ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے ایک شفاف شیشے کی طرح ہیں اس لئے ہمارے دل میں اٹھنے والے ہر خیال سے اللہ تعالیٰ واقف ہیں۔ چاہے ہم اسے چھپائیں یا ظاہر کریں اور اسی ظاہر اور باطن کو دیکھنے کا ذکر سورۃ بقرہ کی آیت نمبر ۲۸۴ میں ہے۔

یہ ہے اللہ تعالیٰ کے نور کی ایک شان۔ اللہ تعالیٰ کے نور کی دوسری شان مندرجہ ذیل ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نور کی دوسری شان

- آئن سٹائن بیسویں صدی کا سب سے بڑا سائنس داں مانا گیا ہے۔ اس نے دنیا کو جوہری توانائی کے موزو پر اور رفتار اور وقت کے موضوع پر وہ معلومات دیں ہیں جو اس لائن میں سائنسی ترقی کی آج بنیاد ہیں۔

اس نے ایک فارمولا دیا تھا m=cv2۔ اس فارمولے سے ایک کلو یورانیم سے کتنی بجلی تیار ہوگی یہ حساب لگایا جا سکتا ہے۔

- آئن سٹائن نے اور ایک تھیوری کی تحقیق کی ہے۔ جو یہ کہتی ہے کہ روشنی کی شعاع کی رفتار ۳ لاکھ کیلومیٹر فی سیکنڈ ہے۔ اگر کسی چیز کی رفتار روشنی کی رفتار سے بڑھنے لگے تو اس کے لئے وقت آہستہ ہونے لگے گا۔ اور جب اس روشنی یا کسی شئے کی رفتار لامحدود ہو جائے تو اس کے لئے وقت رک جائے گا۔ اس تھیوری کو Theory of Relativity (تھیوری آف ریلے ٹی وی ٹی) کہتے ہیں۔

اس بات کو آپ مندرجہ ذیل مثال سے سمجھنے کی کوشش کیجئے۔

- خلاء میں چھوڑے جانے والا ایک راکٹ کا تصور کیجئے جس کے اندر دیوار کی ایک گھڑی لگی ہوئی ہے۔
- خلاء میں چھوڑے جانے کے بعد جب تک اس راکٹ کی رفتار روشنی کی رفتار سے کم رہے گی یعنی 3,00,000 km/sec سے کم رہے گی گھڑی اپنے عام رفتار سے چلے گی اور ہمیشہ صحیح وقت بتائے گی۔
- مان لو راکٹ کی رفتار تین لاکھ کیلومیٹر فی سیکنڈ سے زیادہ ہونے لگی تو دیوار گھڑی کی رفتار بھی دھیمی ہونے

لگے گی۔

جب راکٹ کی رفتار بڑھتے بڑھتے لامحدود ہو جائے گی تو راکٹ کے اندر لگی گھڑی کی رفتار رک جائے گی ۔یعنی ان کے لئے وقت رُک جائے گا۔ لامحدود رفتار پر نہ راکٹ پرانا ہوگا نہ گھڑی پرانی ہوگی ۔وہ سب اسی حالت میں رہیں گے جب تک ان کی رفتار لامحدود ہوگی۔

● قرآن کریم کی ایک آیت کا مفہوم ہے کہ ''نہیں پاسکتیں اس کو (اللہ تعالیٰ کے نور کو) نگاہیں اور وہ پاسکتا ہے نگاہوں کو اور وہ نہایت لطیف اور باخبر ہے''۔

(سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۰۴، معارف القرآن جلد ۳ صفحہ نمبر ۴۰۷)

● آپ راستہ چل رہے ہو اور ایک سائکل سوار آپ کے بغل سے گزر جائے تو کیا آپ اس کو دیکھ کر اس کی رفتار کا اندازہ لگا سکتے ہو؟

یقیناً۔

اگر ایک تیز رفتار کار گزر جائے تو کیا آپ اس کی رفتار کا اندازہ لگا سکتے ہو؟

یقیناً۔

اگر ایک بندوق کی گولی آپ کے قریب سے گزر جائے تو کیا آپ اس کی رفتار کا اندازہ لگا سکتے ہو؟

نہیں۔

کیوں کے آپ کی رفتار اور گولی کی رفتار میں بہت فرق ہے۔ہاں اگر آپ کسی تیز رفتار سواری پر سوار ہوں جس کی رفتار بندوق کی گولی سے تقریباً برابر ہوتو آپ بندوق کی گولی کو بھی گزرتے ہوئے دیکھ سکتے ہو۔

● روشنی ایک سیکنڈ میں تیس لاکھ کیلومیٹر کی رفتار سے سفر کرتی ہے۔ایک سال میں روشنی جو فاصلہ طے کرے گی اس فاصلے کو ایک نوری سال کہتے ہیں۔

کیا آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ فاصلہ کتنا ہوگا اگر آپ مندرجہ ذیل اعداد کو ضرب کریں تو وہ حاصل ہوگا۔

3,00,000× 365× 24 × 60 × 60

رفتار دِن گھنٹے منٹ سیکنڈ

● ضرب سے حاصل ہونے والے ہندسے کو کیا آپ پڑھ سکتے ہیں؟ نہیں۔کیوں کے کھرب کے بعد ہمارے پاس اور بڑے ہندسے کو پڑھنے کے لئے لفظ ہی نہیں ہے۔

● اگر روشنی ۱۰۰ کروڑ نوری سال سفر کرے تو کیا آپ اس فاصلے کو لفظوں میں بیان کر سکتے ہو؟ نہیں۔

● ہمارے پاس اس فاصلے کے لئے صرف ایک مختصر لفظ ہے اور وہ ہے لامحدود۔

● جب ہم رات کے وقت سر اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتے ہیں تو جو ستارے ہمیں نظر آتے ہیں یہ کروڑوں نوری سال ہم سے دور ہیں۔ ہماری نظریں ان ستاروں تک پلک جھپکتے ہی پہنچ جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ ہماری نظروں کو ان لامحدود فاصلے پر موجود ستاروں پر پہنچتے دیکھتے ہیں۔ یہ اسی وقت ممکن ہوسکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کے نور کی رفتار بھی لامحدود ہو۔

اور بیشک اللہ تعالیٰ کے نور کی رفتار لامحدود ہے اس لئے آج کے سائنس کی تحقیق کے مطابق بھی وقت اللہ تعالیٰ کے لئے رُکا ہوا ہے۔

● اس سائنس کی تحقیق کی روشنی میں ہم سورۃ اخلاص کو بھی سمجھ سکتے ہیں۔ چونکہ وقت اللہ تعالیٰ کے لئے وقت رُکا ہوا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ ہمیشہ ایک ہی حالت میں تھے اور رہیں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے کسی سے جنم نہیں لیا ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ اَلحیُّ القَیُّومُ ہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والے۔

یہ اللہ تعالیٰ کے نور کی دوسری شان ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نور کی تیسری شان

اس حدیث شریف کو غور سے پڑھئے۔

● حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے مطابق رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، ''سبحان اللہ وبحمدہ'' اس کائنات کی ہر مخلوق کی دعا ہے۔ اور اس تسبیح کی تلاوت سے انہیں اللہ تعالیٰ رزق عطا فرماتا ہے۔ کائنات کی ہر مخلوق اللہ کی حمد و ثنا کرتی ہے۔ مگر انسان نہیں سمجھ سکتا۔ (نسائی، حکیم، ترغیب، بزار)

● جو لوگ ڈِش اینٹینا (Dish Antina) لگا کر T.V دیکھتے ہیں۔ انھیں اس بات کی معلومات ہوگی کہ ڈِش اینٹینا کے ساتھ جو سیٹ اپ باکس ہوتا ہے اس کا ایک کوڈ نمبر (Code Number) ہوتا ہے۔ اس کوڈ نمبر کو وہ سیٹیلائٹ پہچانتا ہے جو T.V پروگرام نشر کرتا ہے۔ آپ جتنے چینل کا پیسہ بھریں گے اس سیٹیلائٹ سے آپ کے T.V پر اتنے ہی چینل کے سگنل ملیں گے۔

● آپ نے Solar Calculator سولار کیلکیولیٹر بھی استعمال کیا ہوگا۔ اس Calculator میں بیٹری نہیں ہوتی ہے۔ جب اس Calculator کو روشنی میں رکھا جاتا ہے تو یہ توانائی روشنی سے حاصل کرتا ہے اور اچھی طرح کام کرنے لگتا ہے۔

● آپ اپنے سر کے اوپر جو آسمان دیکھتے ہو اس آسمان میں بس ہر طرف خلاء ہی خلاء ہے۔ ایک مربع میٹر کے حجم میں (1m3 Volumn) میں بس کچھ پروٹون اور نیوٹرون پائے جاتے ہیں۔ اور ہر طرف اندھیرا بھی

ہے۔

● آسمان میں جب ہر جگہ خلاء ہی خلاء ہے اور ہر طرف اندھیرا ہے تو اللہ تعالیٰ چاند ستاروں کو کس طرح رزق دیتا ہے؟

● یہ اللہ تعالیٰ کا نور ہی ہے۔ جس سے سیارے اور ستارے اور کائنات کی ہر چیز توانائی پاتی ہے۔

جیسے آپ نے اپنے Set up box میں جتنے Channel کا انتخاب کیا ہیں اتنے Channel ہی سیٹیلائٹ سے آپ کے Dish Antina کو Receive ہوگا۔

اسی طرح کائنات کے اندھیرے خلاء میں جو بھی شئے اللہ تعالیٰ کے نام کی تسبیح بیان کرتی ہے اسے اللہ تعالیٰ رزق عطا کرتے ہیں۔ اور یہ رزق روشنی اور نور کے علاوہ اور کیا ہو سکتی ہے۔

جیسے Solar Calculator روشنی سے توانائی پاتا ہے اور کام کرتا ہے۔ اسی طرح اندھیرے خلاء میں ستارے اور سیارے اور فرشتے یہ اللہ تعالیٰ کے نور سے توانائی پاتے ہیں اور اپنے اپنے کام پر لگے رہتے ہیں۔

تو یہ ہے اللہ تعالیٰ کے نور کی طاقت اور شان۔ اور جو بھی اللہ تعالیٰ کے نور سے بنے گا اس میں بھی یہی طاقت اور شان ہوگی۔ کیا آپ نے ان خوبیوں کے ساتھ کسی کو دیکھا یا سُنا ہے؟

(بقیہ صفہ نمبر ۸۲ سے)

● حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا ''دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب ابو طالب کو ہوگا۔ وہ آگ کی جوتیاں پہنے ہوں گے جن سے ان کا دماغ کھولتا رہے گا۔

(بخاری بحوالہ منتخب ابواب جلد دوم حدیث نمبر ۱۷۰۹)

● حضرت ابو طالب کا کیا دین تھا۔ وہ سانپ بچھو اور پیڑ پودوں کی پوجا نہیں کرتے تھے۔ وہ ایک خدا کی عبادت اس طرح کرتے تھے جس طرح ہم اور آپ کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ وہ گزرے ہوئے پیغمبروں اور ولیوں کو بھی خدا سے قرب حاصل کرنے کا وسیلہ سمجھ کر ان کو پکارا کرتے تھے۔ جیسا کہ قرآن کریم کی سورۃ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۵۷ میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکّہ کے شرک کے گناہ کے بارے میں بیان کیا ہے۔

تو اگر جنّت عنایت کرنا نبی کریم ﷺ کے اختیار میں ہے تو کیوں آپؐ کے سگے چچا جنھوں نے آپؐ کی چالیس سال پرورش کی جہنم میں داخل ہوں گے۔

۶۔ نبی کریم ﷺ کا وجود کیا ہے؟

نبی کریم ﷺ کے وجود کو سمجھنے کے لئے ہم قرآن اور حدیث کے علاوہ انجیل اور ویدوں کا بھی سہارا لیں گے۔ کیوں کے آپ ﷺ کا بیان ان کتابوں میں بھی ہے۔ پہلے ہم برناباس انجیل سے اپنی تحقیق کی شروعات کرتے ہیں۔

عیسائی مذہبی کتابوں میں نبی کریم ﷺ کا ذکر:

● عیسائی مذہب میں کئی انجیل ہیں۔ توریت اور زبور کو ایک ساتھ ملا کر ایک انجیل بنائی گئی ہے جسے (Old Testament) اولڈ ٹیسٹامینٹ یا قدیم عہد نامہ کہتے ہیں۔

● حضرت عیسیٰؑ کے دنیا سے چلے جانے کے ۷۰ سے ۱۰۰ سال بعد چار لوگوں نے ان کی تعلیم اور ان کی زندگی پر کتاب لکھا۔ ان چاروں کے نام ہیں مارک، میتھیو، لیوک اور یوحانہ اور ان کی کتابیں بھی ان کے نام سے موسوم ہوئیں۔ بعد میں چاروں کتابوں کو ملا کر ایک انجیل بنائی گئی جسے New Testament یہ جدید عہد نامہ کہتے ہیں۔

● اوپر بیان کئے گئے چاروں لوگ حضرت عیسیٰؑ کے صحابی نہ تھے۔ اور ان کی کتابوں میں بھی شرک کی تعلیم ہے۔

● حضرت عیسیٰؑ کے ایک صحابی جو کہ برناباس کے نام سے مشہور تھے۔ انھوں نے حضرت عیسیٰؑ کے بعد آپ کی تعلیم کو ایک کتاب کی شکل میں لکھا۔ اسے برناباس کی انجیل یا Gospel of Barnabas کہتے ہیں۔ اور اس انجیل میں شرک کی تعلیم نہیں ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کو ایک اور حضرت عیسیٰؑ کو ایک رسول کہا گیا ہے۔ چونکہ یہ انجیل دوسرے انجیلوں سے الگ تھی۔ اور اس میں شرک کی تعلیم نہ تھی۔ اسی لئے وقفہ وقفہ سے کئی پادریوں (Pope) نے اسے نبی کریم ﷺ کی پیدائش کے پہلے ہی غلط قرار دے دیا تھا۔ چونک عیسائی عقیدے کے خلاف کوئی کتاب گھر میں رکھنا جرم سمجھا جاتا تھا اس لئے ۱۷۰۰ سال تک یہ برناباس کی انجیل لوگوں کی نظروں سے اوجھل رہی۔ پھر اٹھارویں صدی کے شروع میں اس کی دو کاپیاں دریافت ہوگئی۔ ایک کاپی اطالوی (Italian) زبان میں اسٹرڈیم کی ایک لائبریری میں ملی اور دوسری ہسپانوی (Spanish) زبان میں میڈلی کے مقام پر ڈاکٹر مہیاسم مین کو ملی۔ پھر اسی انجیل کا عربی اور

دوسری زبانوں میں بہت ترجمہ ہوا اور یہ انجیل مسلمانوں میں بہت مشہور ہوگئی۔ یہ نبی کریم ﷺ کے پیدائش کے پہلے بھی موجود تھی۔ مگر عیسائی اسے کسی مسلمان کی چال سازی سمجھتے ہیں۔ اور ماننے سے انکار کرتے ہیں۔

● اس انجیل میں کثرت سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں پیشن گوئی اور آپ ؐ کے شان میں بیانات ہیں۔ ان میں سے کچھ بیانات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) مبارک ہو خدا کا پاک نام جس نے تمام قدسیوں اور نبیوں کے سرتاج کو تمام مخلوق سے پہلے نجات پیدا فرمایا۔ تاکہ اسے دنیا کی نجاعت کے لئے بھیجے۔ (برناباس انجیل باب نمبر۱۲)

● اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے کہا کہ میں نے حضرت محمد ﷺ کی روح کو ہر چیز پیدا کرنے سے ساٹھ ہزار سال پہلے پیدا کی اور اپنے خزانے میں رکھا ہے۔ (برناباس انجیل باب نمبر۳۹)

● حضرت عیسیٰؑ نے کہا کہ ''کیا ہی مبارک ہوگا وہ وقت جب وہ (حضرت محمد ﷺ) دنیا میں آئیں گے۔ یقین جانو میں نے انھیں دیکھا ہے۔ اور ان کی تعظیم کی ہے۔ جیسے ہر نبی نے انھیں دیکھا ہے۔ کیونکہ آپ ؐ کی روح سے خدا نے انھیں نبوت دی اور جب میں نے آپ ؐ کو دیکھا تو میری روح تسکین سے بھر گئی۔ یہ کہہ کر کہ اے محمد ﷺ خدا آپ کے ساتھ ہو۔ اور وہ مجھے اس لائق بنائے کہ میں آپ ؐ کی جوتی کا تسمہ کھول سکوں۔ کیونکہ یہ پاکر میں ایک بڑا نبی اور خدا کا قدوس ہو جاؤں گا۔

اور یہ کہہ کر یسوع نے خدا کا شکر ادا کیا۔

(برناباس بائبل باب نمبر۴۴)

● اوپر بیان کئے گئے برناباس انجیل کی آیتوں سے ہمیں تین معلومات ملی۔

(۱) اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی تخلیق کی ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ خالق ہے اور نبی کریم ﷺ مخلوق۔ (اس زمانے میں کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کو ہی خدا سمجھتے ہیں۔)

(۲) اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی روح کو ہر چیز سے ۶۰ ہزار سال پہلے پیدا کیا۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے دوسرے انبیاء کرام کو نبوت کا نور یا علم نبی کریم ﷺ کی روح سے دیا۔

● ہندو مذہبی کتابوں میں نبی کریم ﷺ کا ذکر:

ہندو بھائی یہ حضرت نوحؑ کی قوم ہیں۔ ہندو مذہب کے

جو چار وید ہیں ہم انھیں الہامی کتاب نہیں کہہ سکتے ۔کیوں کے اس میں بہت تحریف ہوئی ہے اور اس میں شرک کی بھی تعلیم ہے۔مگر اس میں اللہ تعالیٰ کے ایک ہونے کا بیان جنّت جہنم کا بیان آخرت کا بیان بھی ہے۔اور نبی کریم ﷺ کا ذکر بھی ہے۔

● ویدوں کے کچھ شلوک اس طرح ہے۔

(۱) اگنی کا پہلا ظہور سورگ لوک (جنّت کی دنیا) میں بجلی (نور) کی شکل میں ہوا۔ان کا دوسرا ظہور ہم انسانوں کے درمیان ہوا۔ تب وہ جات وید کہلائے۔ان کا تیسرا ظہور پانی میں ہوا۔انسانوں کی فلاح کا کام لانے والے ہمیشہ ضوفشاں رہتے ہیں۔ (رِگ وید ۱۔۴۵۔۱۰)

اس شلوک میں انسانوں میں پیدا ہونے کا مطلب روح کی شکل میں پیدا ہونا۔ کیوں کے انسان ایک روح ہی ہے۔ جب کوئی مرتا ہے تو اس کی لاش کو دیکھ کر کوئی یہ نہیں کہتا ہے کہ یہ وہ شخص لیٹا ہوا ہے۔ بلکے کہتا ہے یہ اس کی لاش ہے۔انسان اصل میں جو روح تھا چلا گیا۔

پانی میں پیدا ہونے کا مطلب ہے کہ انسانی جسم کے روپ میں پیدا ہونا۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمام جاندار کو پانی سے پیدا کیا ہے۔(سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۳۰۔۳۲)اور انسانی جسم میں 65% پانی ہوتا ہے۔

تو اس شلوک میں نبی کریم ﷺ کی چار میں سے تین کیفیتوں کا بیان ہے پہلی پیدائشی نور کی شکل میں پھر دوسرا ظہور روح کی شکل میں پھر تیسرا ظہور دنیا میں انسانوں کی طرح ہوا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے پہلے ایک نور پیدا کیا۔ پھر اس نور سے ایک روح کی تخلیق کی پھر اس روح کو دنیا میں انسانی جسم کے ساتھ ایک انسان کی طرح بھیجا۔

(۲) جس اگنی کا تمام وسیع ولا متناہی روپ کبھی ختم نہیں ہوتا اسے بغیر جسم والی روح کہتے ہیں۔ جب وہ پیکر جسمانی میں ہوتے ہیں تو آسُر (سب سے بعد میں آنے والا) اور نراشنس کہلاتے ہیں۔اور جب کائنات کو منور کرتے ہیں تو ماتریشور ہوتے ہیں۔اور اس وقت وہ ہوا کی طرح (روحانی) ہوتے ہیں۔

(رِگ وید ۱۱۔۲۹۔۳)

● ہندو مذہبی کتابوں میں نبی کریم ﷺ کی پیشن گوئی نراشنس کے نام سے کی گئی ہے۔مندرجہ بالا شلوک میں نبی کریم ﷺ کو تخلیق کائنات کے ابتدائی مرحلے میں روح کی شکل میں کہا گیا ہے۔ پھر زمین پر آخری رسول اور حضرت محمد ﷺ کے روپ میں کیا گیا ہے اور قیامت کے دن ہوا کی طرح سب کو فائدہ پہنچانے والا کہا گیا

ہے۔ (یعنی سب کی مغفرت کے لئے دعا کرنے والا اور سفارش کرنے والا کہا گیا ہے۔)

● اس طرح ان دونوں شلوکوں میں نبی کریم ﷺ کی چار کیفیتون کا بیان ہے۔ پہلی کیفیت میں آسمانی دنیا میں آپؐ کی تخلیق ایک نور کی طرح ہوئی۔ اس کیفیت میں اللہ تعالیٰ نے صرف ایک ایمان کا نور پیدا کیا تھا۔ اس وقت تک آپؐ کا وجود کسی شکل میں نہ تھا۔ پھر دوسری کیفیت میں اس نور کو ایک روح کی شکل میں ڈھالا گیا۔ یہ نبی کریم ﷺ کی پہلی کیفیت ہے۔ اس کیفیت میں آپ نور سے بنے ایک روح ہیں۔ آپؐ کا نام روح اوّل یا احمدؐ ہے۔ آپ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور علم کا خزانہ ہیں۔ پھر تیسری کیفیت میں اس روح کو زمین پر انسانی جسم میں حضرت محمد ﷺ (نراشنس) کے روپ میں پیدا کیا گیا۔ پھر چوتھی کیفیت میں آپ ﷺ مقام محمود پر فائز ہوکر آخرت میں تمام مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا کرنے والے ہوں گے۔

● قرآن کریم اور احادیث شریف میں نبی کریم ﷺ کا ذکر:

● سورۃ الزخرف کی آیت نمبر ۸۱ اس طرح ہے۔

ترجمہ: تم فرماؤ بفرض محال رحمٰن کا کوئی بچہ ہوتا تو سب سے پہلے میں پوجتا۔

(کنزالایمان، اعلیٰ حضرت)

مفسرین نے اس آیت کا ترجمہ اس طرح بھی کیا ہے۔ ’’(اے نبی) آپ کہہ دیجئے کہ رحمٰن کی اولاد نہیں ہے۔ اور میں اول العابدین، یعنی سب سے پہلا عابد ہوں۔‘‘ (اگر اب بھی نہ جاگے تو صفحہ نمبر ۱۰۸)

اس آیت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے پہلے بندے ہیں۔

● دیلمی نے ابورافع سے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ’’مجھے میری اُمت مٹی اور پانی میں دکھائی گئی اور مجھے الاسماء کلّہا کا علم دیا گیا تھا۔‘‘

(تفسیر فتح القدیر، جلد اول صفحہ ۵۲ بحوالہ اگر اب بھی نہ جاگے تو صفحہ نمبر ۱۰۳)

(یعنی نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے بنانے سے پہلے پیدا کیا اور آپؐ کو اپنے تمام ناموں کا علم دیا۔)

● اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا تھا کہ ’’میں زمین میں ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں‘‘۔

(سورۃ البقرہ آیت نمبر ۳۰)

مندرجہ بالا آیت سے مفسرین یہ مفہوم نکلتے ہیں کہ حضرت آدمؑ کی نبوت جنّت میں نہیں تھی بلکہ دنیا میں

بھیجے جانے کے بعد حضرت آدمؑ کی نبوت کا آغاز ہوا تھا۔ کیوں کے اللہ تعالیٰ نے زمین پر خلِیفہ مقرر کرنے کی بات کہی ہے۔ آسمانی دنیا میں نہیں۔

● اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ''اور اس نے آدمؑ کو نام سکھائے۔ کل کے کل پھر انھیں فرشتوں کے سامنے پیش کیا۔

(سورۃ البقرہ آیت نمبر ۳۱)

مندرجہ بالا آیت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ تمام ناموں کا علم (الاسماء کلّھا) حضرت آدمؑ کو پیدا کرنے کے بعد دیا گیا۔

اب یہاں ایک بات غور کرنے کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو یہ ''ناموں کا علم'' براہِ راست خود دیا تھا یا حضرت جبرئیلؑ یا کسی فرشتے کے ذریعے دیا تھا؟ دونوں صورتوں میں یہ وحی ہوئی اور اگر حضرت آدمؑ پر وحی جنّت میں اترنا ثابت ہوتا ہے تو آپ روحانی دنیا میں بھی نبی ثابت ہوتے ہیں مگر ایسا نہیں ہے۔ حضرت آدمؑ دنیا میں پیغمبر تھے۔

● چونکہ جنّت میں صرف دو شخصیتوں کو الاسماء کلّھا کا علم ملا تھا۔ ایک نبی کریم ﷺ اور دوسرے حضرت آدمؑ۔ چونکہ حضرت آدمؑ جنّت میں پیغمبر نہ تھے اس لئے یہ علم بھی آپ کو نبی کریم ﷺ سے ملا تھا۔

اور اسی بات کا ذکر حضرت عیسیٰؑ نے برناباس انجیل میں کیا ہے کہ تمام انبیاء اکرام کو اللہ تعالیٰ نے علم نبی کریم ﷺ کے ذریعے دیا۔

● تو اب تک دو باتیں واضح ہوئی پہلی بات کہ نبی کریم ﷺ پہلے بندے ہیں جسے اللہ تعالیٰ نے تخلیق کیا۔ دوسری بات کہ تمام انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے ذریعے علم دیا۔

● اب ہم اپنے تحقیق کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں۔

ایک حدیث شریف اس طرح ہے کہ،

سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ کے مخفی خزانے سے ظہور کے طور پر جلوہ گر ہوئی وہ محبت تھی۔ جو کہ مخلوقات کے پیدائش کا سبب ہوئی۔ (مکتوبات ربانی، اردو ترجمہ، دفتر سوم حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۶۰ مکتوب نمبر ۱۲۲، مدینہ پبلیشنگ کمپنی بندر روڈ ، کراچی، بحوالہ اگر اب بھی نہ جاگے تو صفحہ ۱۰۵)

● ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تجھے (نبی کریم ﷺ) کو پیدا کرنا نہ ہوتا تو ، میں یہ کائنات نہ پیدا کرتا۔

(مکتوبات صفحہ نمبر ۹۳، دفتر سوم حصہ دوم)

● نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا۔ (مکتوب نمبر ۹۳ دفتر سوم حصہ دوم، بحوالہ اب بھی نہ جاگے تو صفحہ نمبر ۱۰۶)

● اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ ہم نے (حضرت محمدﷺ) کو سارے عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۷)

● اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۱)

اگر ہم اوپر بیان کی گئی انجیل وید قرآن کریم اور حدیث شریف کا مطالعہ کریں تو جو تصویر ابھر کر آتی ہے وہ اس طرح ہے۔

پہلا مرحلہ : اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے مخلوق پیدا کرنا چاہا اور ایک نور پیدا کیا:

● اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ میری عبادت کی جائے۔ مخلوق کی تخلیق کا مقصد اپنی عبادت کرانا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ایک ایسی شئے کو پیدا کیا کہ اس کے ذریعے مخلوق اپنے مقصد کو سمجھے اور اپنے پیدائش کے مقصد کے مطابق کام کرتی رہے یا اعمال کرتی رہے۔ یہ شئے خیر کی سمجھ تھی جو ایک نور کی شکل میں تھی اس کو محبت بھی کہتے ہیں۔ اور ایمان کا نور بھی۔ اور اس حقیقت کو ہم ایک حدیث شریف میں اس طرح پڑھ چکے ہیں کہ ''سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ کے مخفی خزانے سے ظہور کے طور پر جلوہ گر ہوئی وہ محبت تھی۔

یا ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے ایمان کا نور پیدا کیا۔

● طبعی محبت اور خیر کی سمجھ میں کیا کچھ فرق ہے؟

(خیر کی سمجھ یعنی اللہ تعالیٰ کو پہچاننا۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق عمل کرنا۔ اِسے ایمان بھی کہتے ہیں۔)

● نبی کریمﷺ نے حضرت عمرؓ سے فرمایا تھا کہ ''کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنی جان سے زیادہ مجھ سے محبت نہ کرے''۔

● ہم دو مسلم نوجوانوں کی مثال سے محبت اور خیر کی سمجھ (یا ایمان) کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یا اس بات کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں کہ حدیث شریف میں جو محبت لفظ استعمال ہوا ہے یہ کون سی محبت ہے۔ کیا یہ وہ طبعی محبت ہے جن سے آنسوں نکلتے ہیں یا یہ وہ محبت ہے جس سے آدمی سوچ سمجھ کر جان دینے کے لئے بھی تیار رہتا ہے۔ (یعنی خیر کی سمجھ ہے یا ایمان)

● نوجوان اکثر سب سے زیادہ اپنی ماں سے محبت کرتے ہیں۔ یا اپنی محبوبہ سے یا خود اپنے آپ سے۔

ایک نبی جو ۱۴۰۰ سال پہلے گزر چکا ہو۔اس سے کوئی اپنی ماں یا محبوبہ یا اپنے آپ سے زیادہ کیسے محبت کرسکتا ہے؟

دو مسلم نوجوان ہیں دونوں بیمار ہیں۔دونوں ایک عامل کے پاس اپنے علاج کے لئے جاتے ہیں۔ عامل کہتا ہے کہ تم دونوں پر خبیث جنوں کا اثر ہے۔ اگر تم دونوں ایک ایک کالے بکرے کی قربانی ان جناتوں کے لئے کردو تو وہ تمہیں پریشان کرنا چھوڑ دیں گے۔

دونوں میں سے ایک کہتا ہے کہ میں قربانی دینے کے لئے تیار ہوں۔اگر اچھا ہوگیا تو روزے، نماز ، حج سے اپنے گناہ اللہ سے معاف کرالوں گا۔

دوسرا کہتا ہے بھلے ہی میری جان چلی جائے مگر میں ایک خدا کو چھوڑ کر کسی اور کے نام سے قربانی نہیں کروں گا کیوں کہ ہمارے نبی نے اس سے منع کیا ہے۔

تو ان دونوں نوجوانوں میں وہ نوجوان جس نے کالے بکرے کی قربانی دینے سے انکار کردیا اس نے بھلے ہی اپنے نبی کو نہ دیکھا ہو جو ۱۴۰۰ سال پہلے گزر چکے ہیں۔ بھلے ہی وہ دل سے اپنے نبی سے اتنی محبت نہ کرتا ہو جتنی وہ اپنی ماں سے کرتا ہے جس نے اسے پیدا کیا دودھ پلایا اور پرورش کی۔

مگر جب سوچ سمجھ کر ترجیح دینے کی بات آئی تو اس نے اپنی جان خطرے میں ڈال دیا مگر نبی کا حکم نہ توڑا۔

یہی وہ سوجھ بوجھ یا سمجھ ہے جسے محبت کہا گیا ہے۔ یہ وہ طبعی محبت نہیں ہے جس سے آنکھوں سے آنسوں بہتے ہیں یا انسان محبت میں اندھا ہو کر گناہ کرنے سے بھی نہیں ڈرتا۔نبی سے اصلی محبت آنسوں بہانے کے ساتھ میں گناہ بھی کرنا نہیں ہے۔ بلکے نبی سے محبت اپنی جان سے زیادہ نبی کے حکم کو ماننا ہے۔اور یہی محبت یا سوجھ بوجھ یا سمجھ یا ایمان ہے جس کا حدیث شریف میں ذکر ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے غیبی خزانے سے سب سے پہلی نکلی تھی۔اگر یہ سوجھ بوجھ نہ ہو یا حکم کو ماننے کی سمجھ نہ ہو تو یہ پتھر اور مٹی سے بنے ، چاند سورج کبھی اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کرتے۔اور پھر اللہ تعالیٰ ایسے مردہ اجسام کو بنا کر کیا کرتے جو اپنی پیدائش کے مقصد کو ہی پورا نہ کریں۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے محبت کو پیدا کیا۔ یہ محبت ایمان کا نور ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اسے نور کی شکل میں پیدا کیا تھا۔

اور یہی بات اس حدیث شریف میں ہے کہ ''اگر تجھے نہ بنانا ہوتا تو یہ کائنات نہ بناتا۔''

یہ بات اس ایمان کے نور کے لئے ہے ۔تخلیق کے

دوسرے مرحلے میں اسی نور سے نبی کریم ﷺ بنے ہیں۔

دوسرا مرحلہ : نور سے روحِ اول کی تخلیق :

- جیسے روح ایک قسم کی توانائی (Energy) یا نور ہے اس طرح یہ محبت یا صحیح سمجھ یا ایمان بھی ایک توانائی یا نور ہے اور سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اسی نور کو پیدا کیا۔
- پھر اللہ تعالیٰ نے اس نور سے ایک روح کی تخلیق کیا۔ جسے روحِ اوّل کہتے ہیں۔ یہ نبی کریم ﷺ کا آسمانی دنیا میں پہلا ظہور تھا۔ اس کیفیت میں آسمانی دنیا میں آپ کا نام احمد تھا۔ مخلوق میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہی پیدا کیا۔ اس بات کو رِگ وید کے شلوک (۱۰۔۴۵۔۱) میں اس طرح کہا ہے کہ اگنی کا پہلا ظہور سورگ لوک میں بجلی (نور) کی شکل میں ہوا۔ ان کا دوسرا ظہور انسانوں (روحوں) کے درمیان ہوا۔
- پھر اللہ تعالیٰ نے ان سبھی روحوں کو پیدا کیا جن کو قیامت تک اپنی عبادت کے لئے پیدا کرنا تھا۔ اور ساتھ میں ان سبھی پیغمبروں کی روحوں کو بھی پیدا کیا جن کو رہنمائی کے لئے زمین پر آنا تھا۔ اور ان کو نبی کریم ﷺ کے ذریعے ایمان کا نور اور علم عطا کیا۔ پھر سب سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ لیا کہ وہ سب اللہ تعالیٰ کی ہی عبادت کریں گے۔ اس بات کا بیان قرآن کریم میں سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۷۲۔۱۷۳ میں ہے۔

تیسرا مرحلہ : مادّے کی تخلیق (Creation of matter) :

- پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت سے مادہ (Matter) کو پیدا کیا۔ صفر حجم سے (یعنی عدم کی کیفیت سے) کوئی شئے وجود میں آئی اور بڑی تیزی کے ساتھ چاروں طرف پھیل گئی اور یہ کائنات وجود میں آئی۔ یہ کوئی بہت گرم شئے تھی اس سے نیوٹرون پروٹون بنے پھر ائیم اور مولیکیول بنے۔ پھر ان مولیکیول سے گرم گیس اور دھواں بنا۔ پھر اس گرم گیس اور دھوئیں سے اللہ تعالیٰ نے کائنات کے سارے ستارے اور سیارے اور ساتوں آسمان بنائے۔ ہماری زمین بھی اس میں سے ایک ہے۔
- یہ زمین پہلے لاوے کی طرح گرم تھی۔ جب پوری طرح ٹھنڈی ہوئی تو اس کے سطح پر ہر طرف پانی پھیل گیا۔ شمال اور جنوبی کرہ پر جب برف بننا شروع ہوا تو پانی کی سطح بھی نیچے آئی اور زمین کی سطح بھی جس جگہ کعبہ شریف

ہے اس جگہ سے اُبھر کر پانی سے اوپر اُٹھی اور چاروں طرف پھیل گئی۔ اور دنیا آج کی شکل میں آ گئی۔

چوتھا مرحلہ : حضرت آدمؑ کی تخلیق

- پھر اللہ تعالیٰ نے زمین سے مٹی لے کر حضرت آدمؑ کے جسم کو بہترین طریقے سے تخلیق کیا۔ اور اس میں روح داخل کر کے زندہ کر دیا۔
- اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے ذریعے حضرت آدمؑ کو الاسماء کُلّہا کا علم دیا۔
- پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کے بائیں پسلی سے حضرت حوّا کو بنایا۔
- اللہ تعالیٰ نے حضرت حوّا کو حضرت آدمؑ کی طرح تخلیق نہیں کیا بلکے حضرت آدمؑ کے جسم سے کچھ حصہ لے کر بنا دیا۔ (آج کی سائنسی دور میں ایسا کہہ سکتے ہیں پر حضرت آدمؑ کا DNA یہ Tissue لیکر حضرت حوّا کو Develop کر دیا۔
- جو وجہ حضرت حوّا کو تخلیق نہیں کرنے کی ہے وہی وجہ نبی کریم ﷺ کو روح کی شکل میں سب سے پہلے پیدا کرنے کی ہے۔
- کسی (Perfect) کامل شئے کو بنانے میں بہت وقت لگتا ہے۔ یہ زمین انسان کے جینے کے لئے ۱۸ لاکھ سال پہلے تیار ہو چکی تھی۔ مگر حضرت آدمؑ صرف دس ہزار سال پہلے اس زمین پر آئے۔ ہوسکتا ہے حضرت آدمؑ کی تخلیق کے لئے لاکھوں سال لگے ہوں (اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو)۔

مگر ایک بار ایک کامل انسان بنانے کے بعد دوسرے انسان کو ماں کے پیٹ میں بنانے کے لئے صرف ۹ مہینے لگتے ہیں۔ حضرت حوّا کو بنانے کے لئے بھی ہوسکتا ہے اسی طرح کم وقفہ لگا ہوگا۔ (اس وقفہ کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے)

- جس طرح ایک کامل کمپیوٹر پروگرام Computer Programe لکھنے کے لئے دسیوں سال لگتے ہیں مگر ایک بار وہ لکھ جائے تو کسی دوسرے کمپیوٹر کو Format فارمیٹ کرنے صرف کچھ گھنٹے لگتے ہیں۔ اسی طرح ایمان بھی ایک ایسی سمجھ ہے یا ایک ایسا نور ہے یا ایک ایسی روح کی طرح ہے۔ جس کو کامل بنانے اور تخلیق کرنے میں ہوسکتا ہے اللہ تعالیٰ کو کافی وقت لگا ہوگا۔ (اس کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے) مگر ایک بار تخلیق ہونے کے بعد دوسرے انسان کے سینے میں علم کا نور پیدا کرنا اتنا ہی آسان ہے جتنا ایک کمپیوٹر سے دوسرے کمپیوٹر کو Format کرنا ہے۔

● اس لئے اللہ تعالیٰ نے پہلے ایک کامل روح کو پیدا کیا جو کہ سراپا رحمت تھی۔ جس میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت عبادت اور معرفت کا علم تھا۔ اس روح کو بنانے کے بعد پھر جب کسی پیغمبر کو علم دینا ہوا تو اسی پہلی روح سے دوسری روح کو علم کا نور عطا کر دیا گیا (جسے ایک کمپیوٹر سے دوسرے کمپیوٹر کو Format کیا جاتا ہے) یہی بات حضرت عیسیٰؑ نے برناباس انجیل میں کہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام پیغمبروں کو علم حضرت محمد ﷺ کی روح سے دیا ہے۔

پانچواں مرحلہ : انسانی سماج کا قیام (امتحان گاہ کا قیام)

● پھر انسان زمین پر پیدا ہوتے رہے اور اپنا اپنا امتحان دے کر رخصت ہوتے رہے اور انسانوں کی رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ پیغمبروں کو بھی اپنے اپنے وقت پر بھیجتا رہا۔ ہر پیغمبر ایک قوم ایک علاقے کے لئے ہوتا تھا۔ وہ اپنی قوم تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے بعد ایک آخری نبی کی پیشن گوئی بھی ضرور کرتا اور کہتا کہ وہ آخری نبی جب آئیں تو تمہاری نسلوں میں جو اس وقت زندہ ہوں وہ ان کو پہچانے کی کوشش کریں اور جو ان کی عطاعت کرے گا وہی کامیاب ہوگا۔

ہر نبی اس آخری پیغمبر کا نام احمد بتاتا جو کہ نبی کریم ﷺ کا آسمانی دنیا میں نام تھا۔ یا نراشنس بتاتا جس کا مفہوم ہے ایسا انسان جس کی بہت تعریف کی جائے گی۔ (جیسا کے ویدوں میں کہا گیا ہے) اور اس کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے اوصاف بیان کرتا تا کہ بعد میں آنے والی قوم نبی کریم ﷺ کو آپ کے اوصاف سے اچھی طرح پہچان کر آپؐ کی عطاعت کرے۔

● ویدوں میں نبی کریم ﷺ کی پیشن گوئی احمد نام سے مندرجہ ذیل شلوکوں میں ہے۔

(۱) ''وہ تمام علوم کا سرچشمہ 'احمد' عظیم ترین شخصیت ہے۔ یہ روشن سورج کے مانند اندھیروں کو دور بھگانے والا ہے۔ اس سراجِ مُنیر کو جان لینے کے بعد ہی موت کو جیتا جا سکتا ہے۔ نجات کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔'' (یجر وید: ۳۱۔۱۸)

(۲) ''احمدؐ نے سب سے پہلی قربانی دی اور سورج جیسا ہوگیا۔'' (رگ وید: ۸۔۶۔۷۹) (واضع رہے کہ قرآن میں رسول اللہؐ کو سراجاً منیرا یا چمکتا ہوا سورج کہا گیا ہے۔)

(۳) ''احمدؐ وہ ہیں جو لوٹتے ہیں تو روشن طاقت ور ہبر ثابت ہوتے ہیں۔ مخلوقات اور دولت کی حفاظت ہر پہلو سے کرتے ہیں اور بہترین نجات دہندہ ثابت ہوتے

ہیں۔'' (اتھرو وید:۲۰۔۱۲۶۔۱۴)

(۴) قرآن کریم میں بھی حضرت عیسیٰؑ کے بیان کا ذکر ہے جس میں انھوں نے اپنی قوم بنی اسرائیل سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمارے درمیان ایک نبی بھیجے گا جس کا نام احمد ہوگا۔ (سورۃ الصف آیت نمبر ۶)

● وہ نبی جسے حضرت محمدﷺ کے نام سے دنیا میں مشہور ہونا تھا۔ اس کی پیشن گوئی احمد کے نام سے کیوں کیا جاتا تھا؟

جیسے لوگ دنیا میں ملکوں میں بٹے ہیں اس طرح آسمانی دنیا میں بٹے ہوئے نہیں ہیں۔ بلکے نبی کریم ﷺ آسمان میں سبھی انسانی روحوں کے نبی تھے۔ پھر زمین پر لوگوں کو آسمانی کتابوں کے ذریعے یہ کہا جاتا رہا کہ وہ جو آسمانوں میں تمہارے نبی تھے وہی انسانی شکل میں تمہارے پاس آنے والے ہیں۔ جب وہ آجائیں تو ان کو ان کے اوصاف سے پہچانے کی اور ماننے کی کوشش کرنا۔ اس میں تمہاری نجاعت ہے۔ تو احمد نام سے یہ بات ذہن نشین کرنا تھا کہ یہ وہی آسمانی دنیا کے تمہارے اپنے نبی ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تخلیق کیا تھا وہ سب سے آخیر میں انسانی شکل میں بھی تمہاری رہنمائی کے لئے آئیں گے۔ تو ہر قوم آپؐ کا انتظار کرتی رہی (ہندو بھائی کلکی اوتار کے نام اب بھی انتشار کر رہے ہیں)۔ اور پہچانے کی کوشش کرتی۔ اور جو انھیں اچھی طرح پہچان لیتا تو اپنا ہی نبی تسلیم کر کے ایمان لے آتا۔ تو احمد نام کی وجہ سے دنیا کہ ہر انسان چاہے وہ دنیا کے کسی بھی علاقے کا ہو نبی کریم ﷺ انھیں اپنے ہی نبی لگتے تھے۔ ایسے نبی جو ان کی کتابوں میں صدیوں سے موجود ہیں۔

اگر نبی کریم ﷺ کی پیشن گوئی حضرت محمد ﷺ کے نام سے کیا جاتا اور ایسا کہا جاتا کہ وہ عرب میں پیدا ہوں گے تو ہزاروں لوگ نبی کریم ﷺ کے پیدا ہونے کے پہلے ہی اپنا نام محمدؐ کہہ کر جھوٹے نبی ہونے کا دعوا کرنے لگتے۔ اس لئے آپ کا دنیاوی نام نہیں ظاہر کیا گیا بلکے آپ کے اوصاف سے آپ کو پہچانے پر زور دیا گیا۔

● ویدوں کے مندرجہ ذیل شلوکوں سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کے آپ کو پہچانے اور عطاعت کرنے پر کتنا زور دیا گیا ہے۔ وید یہ چار ہزار سال پرانے ہیں۔

(۱) اگنی کا راز मेधावी जन یعنی راسخین فی العلم تلاش کریں گے۔ (رگ وید ۱۰۔۱۷۔۳)

(۲) اگنی کا راز یعنی تحقیق اور ریسرچ سے کھلے گا۔ اور اگنی کو پہچانے پر تمہاری فلاح کا دارومدار ہے اور اس راز

کے کھلنے کے بعد تم امام عالم بنو گے۔

(رگ وید ۵۔۳۔۲۹۔۵)

(اگنی کے معنی نور کے بھی ہیں تو ان شلوکوں میں اس پہلے نور کو پہچانے کے بارے میں زور دیا گیا ہے جو پیغمبر بن کر سب سے آخر میں آئیں گے۔ اور جس کی عطاعت میں ہی کامیابی ہے۔)

(۳) मरुत गण یعنی ریگستانی اُمّت کے لوگ (مسلمان) اس اگنی کے راز کی تحقیق کریں گے۔

(رگ وید ۵۔۳۔۳)

(۴) جب سب سے بعد والی مشعل (قرآن کریم) کو سب سے پہلی مشعل (وید) کے اوپر رکھا جائے گا۔ تب ہی اگنی کا راز کھلے گا۔

(رگ وید ۳۔۲۹۔۳)

یعنی قرآن کریم کی روشنی میں جب ویدوں کو پڑھا جائے گا تب ہی وہ نبی کریم ﷺ کو پہچان پائیں گے۔ اور ایسا ہی ہوا۔ ڈاکٹر وید پراش اُپادھیاء اور بہت سے پنڈت قرآن کریم کو پڑھنے کے بعد ہی اگنی، نراشنس اور کلکی اوتار کا مفہوم سمجھ پائے کہ یہ نبی کریم ﷺ کو ہی کہا گیا ہے۔

نبیوں کے سردار سب سے آخر میں کیوں مبعوث ہوئے؟

● جب بچہ چھوٹا ہوتا ہے تو اس کے کپڑے مختصر اور چھوٹے ہوتے ہیں۔ جیسے جیسے وہ بڑا ہوتا ہے اس کے جسم کے مطابق اس کے کپڑوں میں تبدیلی آتی ہے۔ جب وہ جوان ہو جاتا ہے تو پھر اس کے کپڑے پھر ہمیشہ کے لئے ایک جیسے ہو جاتے ہیں۔

جب انسانی سماج اپنے ابتدائی دور میں تھا تو اللہ کی شریعت اور مذہبی قانون یا عبادت کے طریقے بھی مختصر تھے۔ جیسے جیسے انسانی سماج نے ترقی کی شریعت اور عبادت کے قانون بھی بدلے۔ جب انسانی تہذیب جوان ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے روحِ اول کو جو کہ پہلے سے روحوں کے معلم تھے آخری نبی اور نبیوں کا سردار بنا کر فائنل شریعت کے ساتھ زمین پر بھیج کر اپنا دین مکمل کر دیا۔ اور یہ حقیقت بھی واضح کر دی کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کے دعویدار ہو تو تم اس آخری نبی کی اطاعت کرو تو اللہ تعالیٰ تم کو اپنا محبوب بنا لے گا اور تمہارے گناہوں کو بخشدے گا۔ (سورۃ آلِ عمران آیت نمبر ۳۱ کا مفہوم)

☆☆☆☆☆

۷۔لوگ نبی کریم ﷺ کو خدا کا نور کہنے پر بضد کیوں ہیں؟

اس مادّی زندگی میں بھی نبی کریم ﷺ خدا کا نور ہی ہیں۔ اس نظریہ پر اڑے رہنے کی دو بنیادی وجوہات ہیں۔

(۱) موضوع اور منکر احادیث

(۲) وحدۃ الوجود کا نظریہ

آئے اس مضمون میں ہم موضوع اور منکر حدیث اور اگلے مضمون میں وحدۃ الوجود کے نظریے کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

موضوع اور منکر احادیث کو ہم آسان لفظوں میں من گھڑت حدیثیں کہیں گے۔

من گھڑت حدیثیں :

● نبی کریم ﷺ کے زمانے میں یہودی، عیسائی اور مشرکین جب شکست کھا چکے اور ان میں تلوار سے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی ہمت نہ رہی تو انھوں نے مکرو فریب سے مسلمانوں کو نقصان پہچانے کی راہ اختیار کی۔ وہ بظاہر مسلمان ہوگئے۔ مگر ان کا مقصد اسلامی تعلیم کو نقصان پہنچانے کا ہی رہا۔

● نبی کریم ﷺ کے زمانے میں انھیں موقع نہ ملا۔

حضرت عمرؓ کے زمانے میں انھیں موقع نہ ملا۔

حضرت عثمان غنیؓ کی خلافت کے پانچویں یا چھٹے سال سے ان کے قدم مضبوط ہونے شروع ہوئے اور ہوتے چلے گئے۔ اس کے بعد ایسے بہت سے واقعات ہوئے جو نہیں ہونے چاہئے تھے۔ جیسے امیر المومنین حضرت عثمانؓ کو منافقوں نے شہید کر دیا۔ حضرت علیؓ اور حضرت عائشہؓ کی جنگ ہوئی۔ حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی جنگ ہوئی۔ کربلا کا واقعہ پیش آیا۔ یزید نے مدینہ والوں پر حملہ کیا اور ان پر ظلم کیا۔ مکّہ میں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو شہید کر دیا گیا۔ جو بارہ سال تک مکّہ مکرمہ کے گورنر تھے۔

ان واقعات سے آپ اسلامی حکومت کے اندرونی انتشار کو سمجھ سکتے ہیں۔

● اسلامی حکومت کے داخلی انتشار کی وجہ سے منافقین اور اسلام کے چھپے دشمنوں پر حکومت کی گرفت نہ رہی۔ اور انھوں نے دل کھول کر من گھڑت حدیثیں عوام میں پھیلانا شروع کر دیا۔ ۷۰ یا ۸۰ ہجری تک تقریباً پانچ لاکھ من گھڑت حدیثیں سماج میں گردش کر رہی تھیں۔

● عوام کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک

بندے پیدا کئے جیسے حضرت امام ابوحنیفہ، امام شافعی ، امام مالک، امام حنبل۔ امام بخاری ، امام مسلم وغیرہ۔ ان سب محدثین کو تقریباً تین سے پانچ لاکھ حدیثیں زبانی یاد تھیں۔ان میں سے انھوں نے صرف ۳ سے ۷ ہزار حدیثوں کو صحیح پایا اور انتخاب کیا۔ اور باقی کو اس قابل نہ سمجھا کہ انھیں Record کیا جائے۔ پانچ لاکھ میں سے ۷ ہزار یعنی اس زمانے کی 98% حدیثیں اس لائق نہ تھیں کہ انھیں لوگوں کو سکھایا جائے۔ یا کتابوں میں انھیں لکھا جائے۔

● محدیثین نے جو حدیثیں Record کی اس کی ایک مثال مندرجہ ذیل ہے۔

حَدَّ ثَنَا هِشَامُ بُنُ عَمَّارٍ، و مُحَمَّدُبُنُ الصَّبَّاحِ .قَالَ : ثَنَا سُفُيَانُ بُنُ عُيَيُنَةَ عَنِ الزُّهُرِيَّ عَنُ عَبُدِ الرَّحُمٰنِ الُعُرَجِ؛قَالَ: سَمِعُتُ ئَابَا هُرَيُرَةَ،يَبُلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيُهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِءِ ذَ اسُتَاذَنَ ئَاحَدَ كُمُ جَارُ هُانُ يَغُرِزَ .خَشَبَةً فِيُ جِدَارِ هِ فَلا يَمُنَعُهُ فَسلَمَّا حَدَّ ثَّهُمُ.ءَ ابوُ هُرِيَرُ ةَ طَئَا طَئَا وسَهُم. فَلَمَّا رَآهُمُ قَالَ: مَالِى ئَارَاكُمُ عَنُهَا مُعُرِضِيُنَ وَاللّهِ! لَا ئَرُمِيَنَّ بِهَا بَيُنَ ءَ اكُتَا فِكُمُ. (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ:

ہشام بن عمّار روایت کرتے ہیں محمد بن العبّاح سے اور وہ روایت کرتے ہیں سُفیان بن عینق سے اور وہ روایت کرتے ہیں الزہیری بن عبدالرحمن سے اور وہ روایت کرتے ہیں ابو ہریرہ اور وہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کا پڑوسی اسکی دیوار پر لکڑیاں رکھنے کی اجازت مانگے تو اس کو منع نہ کرے۔ جب حضرت ابو ہریرہؓ نے لوگوں سے یہ حدیث بیان کی تو لوگوں نے اپنے سروں کو جھکا لیا (انھیں ناگوار گزرا)۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے یہ دیکھ کر کہا کیوں کیا ہوا؟ میں دیکھتا ہوں تم اس حدیث سے منہ پھیرتے ہو۔ قسم خدا کی میں تو اس حدیث کو تمہارے مونڈھوں پر ماروں گا۔ (یعنی تمہیں زبردستی کہوں گا)۔

(سُنن ابن ماجہ شریف جلد دوم حدیث نمبر ۲۳۳۵)

● عربی میں جو عبارت ہوتی ہے اس میں اس طرح چار یا پانچ لوگوں کے نام ہوتے ہیں۔ اور یہ نام حدیث شریف کی جان ہے۔ اگر نام صحیح ہوں گے اور صحیح اور نیک لوگوں کے ہونگے تو ہی اس حدیث کی تحقیق کے لئے چنا جاتا ہے ورنہ بغیر راویوں کے اور غلط راویوں کی

حدیثیں نہ سیکھنے کے اور نہ پڑھ کر سبق لینے کے لائق ہوتی ہیں۔ کیوں کہ وہ من گھڑت ہی ہوتی ہیں۔

● مندرجہ بالا حدیث میں امام ابن ماجہ اور نبی کریم ﷺ کے درمیان پانچ لوگ ہیں جن کے ذریعے یہ حدیث شریف امام ابن ماجہ کے پاس پہنچی۔ اور اس روایت کو اپنی کتاب میں نقل کرنے کے پہلے امام ابن ماجہ نے درمیان کے تمام لوگوں کی اچھی طرح تحقیق کی اور حدیث کی عبارت کا بھی اچھی طرح مطالعہ کیا۔ جب اسے ہر طرح سے صحیح پایا تب ہی اپنی کتاب میں درج کیا۔ اور یہی طریقہ سارے محدثین کا رہا۔

● پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے سائنس دانوں جیسے ذہین اور ریسرچ کرنے والے لوگ پیدا کئے۔ ان لوگوں نے بھی ہر حدیث کے مضمون کو اور اس کے ساتھ جڑے لوگوں کی زندگی کا گہرا مطالعہ اور تحقیق کیا۔ اور یہ جاننے کی کوشش کی کہ وہ لوگ کیسے تھے جنھوں نے حدیث شریف روایت کی ہے۔ اس علم کو اسماء رجال کہا جاتا ہے۔ ایسے لاکھوں لوگوں کی پوری تفصیل ہمارے اسلامی کتابوں میں محفوظ ہیں۔

● مندرجہ ذیل حدیث کے ذریعے میں آپ کو اس اسماء رجال کے ماہرین کی مثال دینے کی کوشش کرتا ہوں۔ ابن ماجہ کی ایک اور حدیث اس طرح ہے۔

حَدَّ ثَنَا اِسْمَا عِيْلُ بْنُ اَسَدِ ثَنَادَاوُدُبْنُ الْمُحَبَّرِ اَنْبَانَا الرَّبِيْعُ ابْنُ صَبِيْحٍ وَسَتُفْتَح. عَلَيْكُمْ مَدِ يْنَةُ يُقَالُ لَهَا قَزْدِيْنُ مَنْ رَابَطَ فِيْهَا اَرْ بَعِيْنَ لَيْلَةً كَانَ لَهُ فِي الْجَنَّةِ مِنْ ذَهَبٍ عَلَيْهِ زَبَرْ جَدَةٌ خَفْرَا ءُ عَلَيْهَا تُبَّةٌ مَنْ يَا قُوْ تَةٍحَمْرَ آءَ لَهَا سَبْعُوْنَ اَلْفَ مِصْرَ عٍ مِنْ ذَهَبٍ عَلَى كُلِّ مِصْرَا عٍ زَرْجَةٌ مِنَ الْحُوْ رِ الْعِيْنِ.

ترجمہ: اسماعیل بن روایت کرتے ہیں داؤد بن المُحَبّر وہ روایت کرتے ہیں ربیع بن صبیح اور وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا قریب ہے وہ زمانہ جب کئی ملک تم فتح کروگے اور ایک شہر کو تم فتح کروگے اس کا نام قزوین ہوگا۔ جو شخص وہاں رباط کرے (مجاہدین کی حفاظت کے لئے پہرا دے) چالیس دن یا چالیس راتوں تک تو اسکو جنّت میں ایک ستون ملے گا جس پر سونے کا سرسبز زمرد لگا ہوگا۔ اس پر ایک قبہ (گنبد) سرخ یاقوت کا۔ اس قبے (گنبد) میں ستر ہزار چوکھٹے ہوں گے سونے کے (یعنی ستر ہزار دروازے)۔ ہر چوکھٹے پر ایک بی بی ہوگی حوروں میں سے جو بڑی آنکھ والیاں ہیں۔

(سُنن ابن ماجہ شریف جلد دوم حدیث نمبر ۲۷۸۰)

اس حدیث کے حاشیہ میں اسماء رجال کے ماہرین کے یہ خیالات لکھے ہوئے ہیں۔

● شوکانی نے کہا اس کی سند میں داؤد بن مجر ہے وہ ایک وَضَّاع (جھوٹی حدیث بیان کرنے والا) ہے اور ایک ضعیف ہے ایک متروک ہے۔ اور ابن جوزی نے اس حدیث کو موضوعات (جھوٹی حدیث) میں لکھا ہے۔ انجاح میں ہے کہ یہی وہ حدیث ہے جس کو لوگ کہتے ہیں کہ سنن ابن ماجہ میں ایک موضوع حدیث ہے ۔انتہیٰ

اوپر بیان کی گئی حدیث کو پڑھے اور اس پر لکھے گئے تبصرے کو پڑھے۔ حدیث میں کوئی گناہ کے کام کرنے کا ذکر نہ تھا۔ بس ایک بڑے انعام کا ذکر تھا۔مگر ماہرین نے اسے موضوع یعنی من گھڑت حدیث کا سرٹیفیکیٹ دیا۔مگر کیوں؟

کیوں کے اس کے راوی غلط تھے۔

● کسی حدیث کے غلط ہونے میں راویوں کی کیا اہمیت ہے آپ اس مثال سے سمجھ سکتے ہیں۔سُنن ابن ماجہ یہ ان سات حدیث کی کتابوں میں ایک ہے جسے صحاحِ ستہ کہتے ہیں۔مگر اس مستند حدیث کی کتاب سے بھی اگر کوئی روایت کرے تو بھی صحیح مان کر اس سے اپنا عقیدہ بنانے کے پہلے اس کے سرٹیفیکیٹ کی جانچ کرنا بہت ضروری ہے۔اگر اسماء رجال کے ماہرین نے بھی کسی حدیث کو صحیح کا یا حسن کا درجہ دیا ہے تبھی آپ اس سے اپنے مسائل کا حل تلاش کر سکتے ہیں۔ورنہ نہیں۔

● اس لئے اگر کوئی آپ سے کسی حدیث کا ذکر کرے تو پہلے اس سے اس کتاب کا نام پوچھئے جس سے اس نے وہ حدیث نقل کی ہے۔ پھر اس کتاب میں دیکھے کہ ان کے راویوں کا پورا ذکر اس حدیث کے عربی عبارت میں ہے یا نہیں۔(اردو ترجمہ میں اکثر صرف صحابہءکرام کا نام ہی لکھتے ہیں اور دوسروں کو نہیں لکھتے مگر عربی میں ہمیشہ سارے راویوں کے نام لکھے ہوتے ہیں۔)

پھر اس بات کی تحقیق کیجئے کے اسماء رجال کے ماہرین نے اس حدیث کے راویوں کے بارے میں کیا تبصرہ کیا گیا ہے۔ جو اعلیٰ درجہ کی کتابیں ہیں ان میں یہ تبصرے اکثر اسی صفحے کے حاشیہ میں لکھے ہوتے ہیں۔اگر ان تبصروں میں تمام راویوں کے سچے اور متقی اور پرہیزگار ہونے کا ذکر ہے تبھی وہ حدیث ماننے کے لائق ہوگی۔ ورنہ وہ انھیں %98 من گھڑت حدیثوں میں سے ایک

ہے جنھیں اسلام کے دشمنوں نے گھڑا تھا۔ (اسماء رجال میں ان تمام راویوں کا ذکر ہے جنھوں نے حدیثیں روایت کی ہیں۔)

● بہت سی ایسی بھی کتابیں ہیں جس میں حدیثیں لکھنے والے اور تبصرہ کرنے والے سب کے سب بھروسے کے لائق نہیں ہیں یا گمراہ ہیں۔ اس لئے اگر آپ کا دینی علم گہرا نہیں ہے تو صرف صحیح بخاری اور مسلم شریف تک اپنا مطالعہ محدود رکھیں۔ یا زیادہ سے زیادہ صحاحِ ستہ تک۔

● میں ابن ماجہ میں موجود ایک موضوع حدیث (من گھڑت حدیث) کی مثال آپ کو دے چکا ہوں۔ اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ صرف مستند کتاب کا حوالہ دینے سے کوئی حدیث مستند نہیں ہوجائے گی۔ وہ ضعیف موضوع اور منکر حدیث بھی ہوسکتی ہے۔ اس لئے کسی کے صرف اتنا کہنے سے کہ یہ ایک حدیث ہے دھوکہ مت کھایئے بلکہ تحقیق کیجیئے۔

احادیث کی درجہ بندی:

● اسلام مذہب کی فکر کرنے والوں نے احادیث شریف کی کس طرح درجہ بندی کی اس کی مختصر تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

● ان ذہین لوگوں نے حدیثوں کو کئی گروپ میں بانٹ دیا ان میں سے صرف تین کی مختصر تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) صحیح حدیث

(۲) حسن حدیث

(۳) ضعیف حدیث

● صحیح حدیث میں سارے راوی نیک اور پرہیزگار ہوتے ہیں۔ اور ان کی روایت بھی بالکل اسلام کی تعلیمات کے مطابق ہوتی ہے۔

احسن حدیث وہ ہے جس کے سارے راوی نیک اور متقی ہوں مگر ان سے ایک کچھ کم متقی ہو۔

● ضعیف حدیث وہ ہے جس کا راوی عادل اور ضابط اور متقن نہ ہو۔ بلکہ اس کے حافظہ میں کمی اور نقص ہو یا عقیدہ اور مروت کے لحاظ سے مجروح ہو۔ ضعف دو طرح سے ہوتا ہے:

(۱) راوی کی وجہ سے۔ (۲) سند کی وجہ سے۔

راوی کی وجہ سے ضعف کے اسباب :

ا۔ سوءِحفظ: (سوء یعنی خرابی) راوی کا حافظہ زیادہ قوی نہ ہو بلکہ خطاء کرجاتا ہو۔ اگر حافظہ مستقل خراب ہوگیا ہو تو ایسے راوی کو مختلط کہتے ہے۔ اختلاط سے پہلے کی

روایت قابل قبول ہے اور بعد والی مردود ہے۔

۲۔ کثرت غفلت: راوی حدیث کے بارے میں اکثر غفلت کا شکار رہا ہو۔

۳۔ فحش خطاء: راوی روایت حدیث میں اکثر غلطی کرتا ہو۔

۴۔ جہالت: راوی کے نام کا علم نہ ہو یا نام کا تو علم ہو مگر حال معلوم نہ ہو۔

۵۔ فسق: راوی کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو۔ بعض نے اس کے کبیرہ پر مصر ہونے کی شرط لگائی ہے۔

۶۔ وہم کی وجہ سے سند یا متن میں تبدیلی واقع ہو جائے۔

۷۔ کذب: راوی عمداً رسول اللہ ﷺ کی طرف کوئی جھوٹ منسوب کر دے۔

۸۔ متہم بالکذب: جس کا حدیث کے بارے میں جھوٹ ظاہر نہ ہو۔ ہاں البتہ عام باتوں میں اس کا جھوٹ ثابت اور معلوم ہو۔

۹۔ بدعت: بدعتی راوی کی ایسی روایت مردود ہے جو اسکی بدعت سے موافقت کرتی ہو یا بدعتی بدعت مکفرہ (جو کفر تک پہنچا دے) کا مرتکب ہو۔

۱۰۔ اضطراب۔ ایک راوی یا متعدد ایک ہی روایت کو مختلف اسناد یا متن سے روایت کریں جس میں ترجیح یا تطبیق ممکن نہ ہو۔

سند کی وجہ سے ضعف کے اسباب:

۱۔ مرسل: تابعی صحابی کے واسطہ کے بغیر رسول اللہ ﷺ سے براہ راست روایت کرے۔

۲۔ معضل: سند سے کسی ایک جگہ سے مسلسل دو یا دو سے زیادہ راوی چھوٹ گئے ہوں۔

۳۔ معلق: سند کے شروع سے ایک یا زیادہ راوی چھوٹ گئے ہوں۔

۴۔ منقطع: سند سے کسی بھی جگہ سے ایک راوی چھوٹ گیا ہو۔

۵۔ مدلس: راوی اپنے شیخ کے نام میں اخفاء کرے (نام چھپائے) اور اس کا ذکر اس طریقہ سے کرے جس سے وہ لوگوں میں پہچانا نہ جائے یا لوگوں میں معروف نہ ہو۔ یہ ایسی صورت میں ہوتا ہے جب راوی کا شیخ مجروح ہو۔ مدلس کی معنعن روایت نا قابل قبول ہے۔

۶۔ شاذ: ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ راوی یا بہت سے ثقہ راویوں کی مخالفت کرے۔ (ثقہ یعنی نیک)

۷۔ منکر: ضعیف اور مجروح راوی ثقہ راوی کی مخالفت کرے۔

۸۔ موضوع: کذاب راوی نے اپنی بات یا کسی غیر

کی بات کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کیا ہو۔
۹۔ باطل: بے ثبوت روایت۔
۱۰۔ بے اصل: جس کے سند معلوم نہ ہو۔
(ضعیف اور موضوع روایت صفحہ نمبر ۶۵۔۶۶)

● مختصر طور پر کہا جائے تو وہ حدیثیں جنھیں صحیح اور احسن کا سرٹیفکیٹ ملا ہے۔ان کو ماننا چاہیے۔جن کو موضوع اور منکر کا سرٹیفکیٹ ملا ہے اسے نہیں ماننا چاہیے۔اور جسے ضعف کا سرٹیفکیٹ ملا ہے اس کی تحقیق کرنا چاہیے کہ وہ ضعیف کیوں قرار دی گئی۔ اور اپنے علماء اکرام کی صلاح ومشورہ کے مطابق اس حدیث کے لئے اپنا نظریہ بنائے۔

● کچھ ضعیف حدیثیں فضائل کے بارے میں ہوتی ہے۔جیسے چالیس حدیث والی روایت کہ اگر کسی کو چالیس حدیثیں یاد ہوگی تو قیامت کے دن اللہ اسے عالم کا درجہ دے گا۔اگر کوئی اس حدیث پر عمل کر کے چالیس حدیث یاد کر لے تو اچھی بات ہے۔ یہ مثال فضائل والی ضعیف حدیث کی ہوئی۔اگر کوئی مسائل واحکام والی ضعیف حدیث ہے تو اس میں احتیاط کرے اور نہ مانے اور علماء کرام سے اس کے بارے میں تحقیق کر لے۔

● اسماء رجال کی بنیاد پر سب سے زیادہ تحقیق اور احتیاط امام بخاری اور امام مسلم نے برتا تھا۔اس لئے ان دونوں حضرات کی حدیث کی کتابوں کا دوسری حدیث کی کتابوں میں سب سے زیادہ ممتاز درجہ حاصل ہے۔

● امام بخاری اور امام مسلم نے جب پانچ لاکھ حدیثوں میں سے سچی حدیثوں کو چھانٹنا شروع کیا تو کئی بار ایسا ہوا کہ کسی حدیث کے کئی راویوں میں سے ایک راوی میں کچھ کمی ہے۔تو انھوں نے ان کے ذریعے بیان کئے ہوئے حدیث کو ضعیف قرار دیا مگر چونکہ مضمون صحیح تھا اس لئے اپنی کتاب میں اس حدیث کو نقل بھی کر دیا (یہ حدیث ضعیف ہے اس نوٹ کے ساتھ) پھر بعد میں علماء کرام نے امام بخاری اور امام مسلم کی حدیث کی کتابوں سے جتنی صحیح حدیثیں تھیں ان سب کو جمع کیا (ضعیف حدیث کو چھوڑ دیا) اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے نام سے کتاب کو شائع کیا۔تو جو صحیح بخاری حدیث کی کتاب ہے اور جو صحیح مسلم حدیث کی کتاب ہے ان دونوں کتابوں میں جو حدیثیں درج ہیں یہ سنہری حدیثیں ہیں۔انھیں آنکھ بند کر کے صحیح مانا اور عمل کیا جا سکتا ہے۔ ان کے علاوہ جتنی بھی حدیثیں ہیں اگر ان سے کوئی مسئلے مسائل کے حل تلاش کرنے ہیں تو اس بات کی تحقیق کرنا بہت ضروری ہے کہ وہ کس درجہ کی حدیث ہے صحیح ہے یا حسن ہے یا ضعیف ہے یا منکر ہے یا موضوع ہے۔

● جب محدثین نے پانچ لاکھ میں سے صرف تقریباً سات ۷۰۰۰ ہزار احادیث کو چن کر Record کیا یا اپنی کتاب میں نقل کرلیا تو بقیہ کا کیا ہوا؟

ان میں سے بہت سی حدیثوں کو بھولے بھالے مصنف انجان میں یا منافق قسم کے مصنفین جان بوجھ کر اپنی کتابوں میں نقل کرتے رہے یا اپنی تحریر میں حوالہ دیتے رہے۔ اور لوگوں میں پھیلاتے رہے۔ اوران حدیثوں نے اسلام کا بہت نقصان کیا۔

کچھ من گھڑت حدیثوں کی مثالیں مندرہ ذیل ہیں۔

من گھڑت حدیثوں کی مثالیں:

● ساتوں زمین کے نیچے ایک گائے ہے ۔اس کے چار ہزار سینگ ہیں۔ ایک سینگ سے دوسری سینگ کا فاصلہ پانچ سو برس کی راہ ہے۔اور یہ سات طبقات زمین اس کی دوسینگوں کے درمیان ہے۔وہ گائے ایک مچھلی کے پشت(پیٹھ) یہ استادہ (کھڑی) ہے۔ اور عمق (گہرائی) اور گھراؤ اس پانی کا (جس میں مچھلی ہے) چالیس برس کی راہ ہے۔اور وہ پانی ہوا پر معلق (ٹکی ہوئی) ہے۔اور وہ ہوا تاریکی دوزخ (جہنم کے اندھیرے) پر اور دوزخ ایک آسمانی پتھر پر اور وہ آسمانی پتھر ایک فرشتہ کے سر پر اور وہ فرشتہ ہوا اور تاریکی پر کھڑا ہے اور ہوا خدا کی قدرت سے متعلق ہے۔وغیرہ۔

یہ حدیث قصص الانبیاء نام کی کتاب میں آپ کو ملے گی۔

● نبی کریم ﷺ اور اللہ تعالیٰ سے جڑی من گھڑت روایات مندرجہ ذیل ہے۔

کسی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ آپ نے معراج کی رات میں اللہ تعالیٰ کا جب دیدار کیا تو آپؐ نے اللہ تعالیٰ کو کس حال میں دیکھا۔تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو ایسا دیکھا جیسے میں آئنہ دیکھ رہا ہوں۔یعنی بالکل میری اپنی شکل میں میں نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا۔(نعوذ باللہ)

● مجھے جب آسمان کی سیر کرائی گئی تو میں نے اپنے رب کو دیکھا میرے اوراس کے درمیان ظاہری پردہ تھا۔
(میزان ص ۳٦۷ ج ۳،الفوائد المجموعۃ ص ۴۴۱، کتاب الموضوعات ص ۴۲ ج ۱، لسان ص ۴۰٦ ج ۴،تاریخ ص ۱۳۰ ج ۱۰،الالی المصنوعۃ ص ۲۵ ج ۱)

● میں نے بحالت خواب اپنے رب کو ایک خوبصورت اور معزز نوجوان کے روپ میں دیکھا اس کے پاؤں

ایک سبزہ میں تھے اور سونے کا جوتا پہنا ہوا تھا اور چہرے پر سونے کا ہی پردہ تھا۔

(تاریخ بغداد ص۳۱۱ ج۱۳، تنزیہ الشریعۃ ص۱۴۰ ج۱، الفوائد المجموعۃ ص۴۴۸، اللآلی المصنوعۃ ص ۳۳ ج۱، کتاب الموضوعات ص۸۱ ج۱۔)

● میں نے اپنے رب کو گھنگریلے بالوں والا بغیر داڑھی کے دیکھا اس پر سبز حلہ تھا۔

(اللآلی ص۳۴، کامل ابن عدی ص۶۷۷ ج۲، علل المتناھیۃ ص۲۲ ج۱، تذکرۃ الموضوعات ص۱۲، تاریخ بغداد ص ۳۰۹ ج۱۔)

● محمد ﷺ نے اپنے رب کو نوجوان کی صورت میں دیکھا جس کے درمیان موتیوں کا پردہ حائل تھا اور اس کے قدم سبزہ میں تھے۔

(الکامل ص۲۷۷ ج۲، میزان الاعتدال ص۳۰۹ ج۱۔)

● میں نے رب کو عرفہ میں سرخ اونٹ پر دیکھا جس کے اوپر چادر تھی۔

(میزان الاعتدال ص۱۰۲ ج۱، لسان ص۲۳۸ ج۲۔)

● اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان ستر ہزار پردے ہیں (اور مخلوق میں سے سب سے زیادہ اللہ کے قریب جبریل، میکائیل اور اسرافیل ہیں۔ ان کے درمیان چار پردے ہیں۔ آگ کا پردہ، تاریکی کا پردہ، بادلوں کا پردہ اور پانی کا پردہ)۔

(کتاب الموضوعات ص۳۷ ج۱، تنزیہ الشریعۃ ص۱۴۲ ج۱، فوائد المجموعۃ ص۴۴۲، اللآلی ص۲۱ ج۱۔)

● اللہ تعالیٰ کے وراء ستر ہزار نور اور تاریکی اور پانی کے پردے ہیں کوئی نفس بھی ان پردوں کی خوبصورتی نہیں سنتا مگر اس کی جان نکل جاتی ہے۔

(مجمع الزوائد ص۷۹ ج۱، عقیلی ص۱۰۲ ج۳، تنزیہ الشریعۃ ص ۱۴۲ ج۱، کتاب الموضوعات ص۳۷ ج۱، ابو یعلی ح ۷۴۸۷ ص ۴۹۴ ج۶، طبرانی کبیر ص۱۴۸ ج۶ ح ۲-۰۸۔)

● جبریل سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تو نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا میرے اور اللہ کے درمیان آگ یا نور کے ستر پردے ہیں اگر میں ان میں سے کسی ہلکے پردے کو بھی دیکھ لوں تو جل جاؤں۔

(طبرانی اوسط ص۱۰۱ ج۱، ح ۶۲، واللآلی المصنوعۃ ص۲۲ ج۱، ومجمع ص۷۹ ج۱۔)

● جب حضرت جبریلؑ نے رسول اللہ ﷺ کو قرآن کی تعلیم دینی چاہی (وحی دینی چاہی) تو یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ رسول اللہ ﷺ قرآن کی تلاوت کررہے ہیں (یعنی پہلے سے اسے جانتے ہیں)۔ اور جب انہوں نے اس کا سبب معلوم کرنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’جب وحی تمارے حوالے کی جائے تو پردہ اٹھا کر دیکھنا۔ چنانچہ حضرت جبریلؑ نے ایسا ہی کیا اور دیکھا کہ محمد ﷺ خود ہی ان کو وحی کر رہے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر

جبریلؑ زور سے چیخے: سبحان اللہ! مِنکَ وَ اِلَیکَ یا مُحَمَّدُ! یعنی اے محمدؐ! آپ سے آپ کی طرف؟ مطلب یہ ہے کہ آپ ہی وحی کر رہے ہیں اور آپ ہی وحی وصول بھی کر رہے ہیں۔

(ھذہٖ ھی الصوفیل ص ۷۸ بحوالہ مجتبل الرسول ص ۱۹۹)

(یعنی نبی کریم ﷺ ہی خدا ہیں) (نعوذ باللہ)

نور موضوع سے جڑی کچھ من گھڑت حدیثیں ہم اس مضمون میں اور بیان کریں گے۔

من گھڑت حدیث ہونے کا ثبوت:

● عوام کو آگاہ کرنے کے لئے علماء کرام نے بہت سی کتابیں لکھیں ہے مگر مسلکی مسائل کی وجہ سے عوام انھیں پڑھنے سے کتراتے ہیں۔ مندرجہ بالا روایتیں راویوں کے اعتبار سے من گھڑت تو ہیں ہی مگر ان کا باریکی سے مطالعہ کیا جائے اور علمی معیار پر پرکھا جائے تو بھی وہ غلط ثابت ہوتی ہیں۔ ان من گھڑت روایتوں میں سے میں صرف آخری روایت کا پوسٹ مارٹم کرتا ہوں۔ جس سے آپ سمجھ سکیں کہ یہ غلط کس طرح ثابت ہوتی ہیں۔

(۱) قرآن تقریر کے انداز میں اُترا۔ تحریر کے انداز میں نہیں۔ اس لئے یہ تحریری طور پر نہیں ملتا تھا بلکے اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ کے دل میں بات ڈال دیتے یا فرشتہ آپؐ کو کہہ کر سناتا تھا۔ پھر آپؐ اسے اپنے صحابہ سے لکھا لیتے۔

اللہ تعالیٰ فرشتوں کو براہِ راست یا ڈائریکٹ حکم دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ سے براہِ راست کلام کیا۔ اللہ تعالیٰ نبی اور ولیوں کو براہِ راست الہام کرتا ہے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے بغیر ظاہر ہوئے کرتا ہے۔ وحی یا الہام یا فرشتوں کے لئے حکم یہ کاغذ پر لکھا ہوا کوئی پرچہ نہیں ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ لکھ کر پردے کے پیچھے سے فرشتوں کے ہاتھ میں تھما دیتا ہے۔ اس لئے حضرت جبرئیلؑ کو کوئی چیز پردے کے پیچھے سے وحی کی شکل میں دینے کا تصور ہی غلط ہے۔

(۲) حضرت جبرئیلؑ سدرۃ المنتہیٰ کے قریب بھی نہیں جاسکتے۔ کیوں کہ ایک حد کے بعد ان کے پر جلنے لگتے ہیں۔ تو پردہ اٹھانے کے لئے وہ سدرۃ المنتہیٰ کے آگے اور عرش کے پاس کیسے پہنچ گئے؟

(۳) اللہ تعالیٰ کا پردہ یہ کپڑے کا نہیں جسے ہاتھ سے اٹھایا جائے اسے حضرت جبرائیلؑ نے کیسے اٹھایا۔ یہ پردا تو اللہ تعالیٰ نور سے بنا تا ہے۔ جسے صرف اللہ تعالیٰ ہی اٹھا سکتا ہے۔

● ان احادیث سے آپ مسلمانوں کے دشمنوں کی چالوں اور خطرناک اِرادوں کو سمجھ سکتے ہیں کہ وہ لوگوں کو کس طرح گمراہ کرتے تھے۔

جھوٹی حدیثیں بیان کرنے والے کچھ لوگوں کے انجام :

● ہارون الرشید نے ایک زندیق (جھوٹی حدیث گھڑنے والے) کے قتل کا حکم جاری فرمایا۔ جس پر وہ زندیق خلیفہ سے کہنے لگا آپ کو میرے قتل کرنے سے کیا فائدہ ہوگا؟ خلیفہ فرمانے لگے لوگ تیرے شر سے محفوظ ہوجائیں گے۔ وہ کہنے لگا آپ ان ہزاروں روایتوں کا کیا حل کریں گے جو میں نے خود گھڑ کر رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کی ہیں۔ ان میں ایک لفظ بھی رسول اللہ ﷺ کا نہیں تھا۔ خلیفہ فرمانے لگے:

تو ابو اسحٰق فزاری اور عبداللہ بن مبارک سے کہاں بھاگ کر جائے گا وہ تیری روایات کو چھاننی میں ڈال کر ان کا ایک ایک حرف نکال لیں گے۔

(تاریخ الخلفاء سیوطی ص ۲۲۳)

● اسی طرح خلیفہ مہدی نے اس دور کے زنادقہ کے سرغنہ عبدالکریم بن ابی العوجاء کو گرفتار کر کے سولی پر چڑھانے کا حکم جاری کیا تو اس وقت عبدالکریم نے اقرار کیا کہ میں نے چار ہزار حدیثیں گھڑی ہیں جن میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال سے بدلا ہے۔

(میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۶۴۴)

(بحوالہ ضعیف اور موضوع روایات صفحہ نمبر ۴۱)

● زیادہ تر جھوٹی حدیثیں بیان کرنے والے لوگوں کی نظر سے اوجھل رہے۔ کیوں کہ وہ سماج کے عزت دار لوگوں میں تھے جن پر جھوٹی حدیثیں گھڑنے کا گمان تک نہ ہوتا تھا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے کرم کیا کہ ایسے بندے پیدا کئے جنھوں نے دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی کردیا۔

● اب تک ہم نے جو بیان کیا وہ آپ کو یہ سمجھانے کے لئے تھا کہ ایک زمانے میں لوگوں کے سامنے جو حدیثیں تھی ان میں 98% ماننے کے لائق نہ تھی۔ انھیں چھانٹا گیا۔ اور صحیح حدیثوں کو ایک جگہ جمع کیا گیا۔ مگر جو بچ گئی وہ ضائع نہیں ہوئی بلکے کسی نہ کسی طرح کتابوں میں محفوظ رہی۔ اس لئے کوئی بات نہ کسی پرانی کتاب میں لکھے ہوے ہونے سے صحیح ہوگی اور نہ حدیث شریف کے نام سے صحیح ہوگی۔ بلکہ اگر اس حدیث کا ذکر صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف جیسی معروف کتابوں میں ہے تو ہی اسے صحیح مانا جائے گا۔ یا کم از کم وہ صحاحِ ستہ میں ہو

اوراس کوضعیف یا منکر یا موضوع نہ قرار دیا گیا ہو۔ اگر کسی حدیث کے راوی نہیں ہیں۔اوراس کی کوئی سند موجودنہیں ہے تو وہ من گھڑت حدیث ہی ہوگی۔

● حدیث شریف کیسے لکھی جاتی ہے۔اس کی مثال ہم نے آپ کے سامنے بیان کردی تھی۔ جو امام حدیث لکھتا ہے وہ نبی کریمﷺ سے لے کراس امام تک جن جن لوگوں کے ذریعے حدیث امام صاحب کے پاس پہنچی ان سب کے نام لکھتا ہے۔ پھر علماء اکرام نے درمیان کے لوگوں کی زندگی کا مطالعہ کیا۔پھرجن حدیثوں کے راوی صحیح تھے ان حدیثوں کوصحیح قرار دیا۔اورجن حدیثوں کے راوی نہیں تھے یا غلط یا کمزور تھے انھیں من گھڑت یا ضعیف قرار دیا۔مگر چونکہ اس کائنات میں اللہ تعالیٰ کے بعد جوسب سے محترم ذات ہے وہ نبی کریم ﷺ کی ذات ہے۔ اسی لئے آپ ؐ سے اپنی عقیدت اورمحبت ظاہر کرنے کے لئے بہت سے زمیداراوراعلیٰ پائے کےمصنفوں نے اپنی کتابوں میں ان من گھڑت حدیثوں کوبھی نقل کیا جو کہ راویوں کے نہ ہونے کی وجہ سے یاراویوں کے غلط ہونے کی وجہ سے من گھڑت ثابت ہوتی تھیں۔اس عمل سے ان کا مقصد نبی کریمﷺ سے اپنی عقیدت اورمحبت ظاہر کرنا تھا۔مگر بعد میں آنے والی نسل نے اسے اپنا پختہ عقیدہ بنالیا اور گمراہ ہوگئے۔توجوکام اسلام کے دشمن کرنا چاہتے تھے وہ کا م نیک اور زمیدار مصنفوں نے بھی انجام دے دیا۔ ہم نے نور سے مطعلق جتنی حدیثیں بیان کی وہ سب یا توضعف ہیں یامن گھڑت۔جیسے ''اللہ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا''۔''یااللہ تعالیٰ کونبی کریمﷺ کونہ پیدا کرنا ہوتا تواس کائنات کونہ پیدا کرتا''۔''یااللہ تعالیٰ کے خزانے سے جوسب سے پہلی نکلی وہ محبت تھی'' وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب ضعیف یا من گھڑت ہیں۔ایسی ہی کچھ حدیثیں جن کی وجہ سے نبی کریمﷺ نور ہیں اس عقیدہ کوپختگی ملی وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

● حضرت جابرؓ نے پوچھا''یارسول میرے ماں باپ آپ پرقربان مجھے اس پہلی چیز کے بارے میں بتائیے جس کی اللہ نے تمام اشیاء سے پہلے تخلیق فرمائی؟ فرمایا: اے جابر! دراصل اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا اوراس نورکو یہ اختیار دے دیا کہ وہ جہاں چاہے ،اپنی قدرت و استطاعت سے گھومتا پھرے۔اس وقت نہ لوح محفوظ تھی،نہ قلم،نہ جنّت تھی،نہ فرشتہ تھا،نہ آسمان اورنہ زمین

،نہ سورج تھا۔نہ چاند،نہ جن تھے،اورنہ انسان۔اور جب اللہ نےمخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اس نور کو چار حصوں میں تقسیم کردیا۔اس کے پہلے حصے سے قلم کی تخلیق فرمائی،دوسرے سے لوح محفوظ اور تیسرے سے عرش۔پھراس کے چوتھے حصے کو چار حصوں میں تقسیم کردیا۔پہلے حصے سے حاملین عرش کی تخلیق فرمائی،دوسرے سے کرسی اور تیسرے سے بقیہ فرشتوں کو پیدا کیا۔پھراس کے چوتھے حصے کو چار اجزاء میں تقسیم کردیا۔پہلے جزء سے آسمانوں کو بنایا، دوسرے سے زمینوں کو اور تیسرے سے جنّت اور جہنم کو۔پھراس کے چوتھے جزءکو چار حصوں میں تقسیم کردیا۔پہلے حصے سے مئومنین کی بصارت کا نور بنایا۔دوسرے سے ان کے دلوں کا نور بنایا جو اللہ کی معرفت سے عبارت ہے۔اور تیسرے سے ان کے اُنس کا نور پیدا کیا جو توحید، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے۔ (المواھب اللدنیہ)

یہی حدیث نور من نور اللہ کی اصل جڑ ہے۔اس حدیث کے سارے راوی غائب ہیں ۔ اس من گھڑت حدیث کے بارے میں شیخ شہاب الدین احمد قسطلانی متوفی نے اپنی کتاب المواھب اللدنیہ میں صرف اتنا لکھا ہے عبدالرزاق نے اپنی سند کے ذریعے حضرت جابرؓ سے روایت کرتے ہیں۔ اس حدیث کو اور چار مشہور مصنفوں نے لکھا مگر صرف ایک دوسرے کی کتاب کا حوالہ دیا۔راویوں کے بارے میں سب خاموش ہیں۔اور بغیر سچے اور صحیح راوی کے حدیث کبھی بھی مانی نہیں جاتی۔اگر ایسی حدیثوں کو بھی مانا جائے تو آج وہ پانچ لاکھ حدیثیں بھی ماننا پڑیں گی۔جسے امام بخاری اور امام مسلم اور تمام محدثین نے رد کردیا تھا۔

● اس حدیث کی کچھ Technical خامیوں کی طرف میں اشارہ بھی کردوں تاکہ آپ کو بھی اس کے صحیح نہ ہونے کا یقین آجائے۔

پہلی وجہ :

یہ جملہ صحیح نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس نور کو یہ اختیار دیا کہ وہ جہاں چاہے اپنی قدرت واستطاعت کے مطابق گھومتا پھرے۔کیوں کہ قرآن شریف کی ایک آیت کا مفہوم ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے داہنے ہاتھ میں آسمان کو لپیٹ لے گا۔

(سورۃ الانبیاء آیت نمبر۱۰۴،سورۃ الزمر آیت نمبر ۶۷)

اگر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمان کو لپیٹ لے گا تو کسی دن اس آسمان کو یا کائنات کو پھیلایا بھی ہوگا۔ یہ

پھیلانے والا کون سا دن تھا۔ یقیناً جس دن اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی تخلیق کی۔ اور یہ تخلیق نبی کریم ﷺ کی تخلیق کے بعد ہوئی۔ تو جب آسمان اور کائنات نبی کریم ﷺ کے نور کی تخلیق کے بعد ہوئی تو نبی کریم ﷺ کا نور کہاں گھومتا پھرتا تھا؟

شروع میں کائنات کا حجم صفر تھا۔ یعنی وہ عدم کی کیفیت تھی۔ Space یعنی خلاء اور (Time) وقت اس وقت صفر تھا یعنی وقت رُکا ہوا تھا۔ اور نبی کریم ﷺ کے نور کے بعد ساری تخلیق ہوئی اس بات کا بیان اس حدیث کے اگلے حصہ میں ہے۔ یعنی اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قلم لوح، عرش حاملین ،عرش، کرسی ،فرشتوں، آسمان اور زمین جنات کو پیدا فرمایا۔ جب کچھ تھا ہی نہیں تو وہ نور کہاں گھومتا پھرتا۔

دوسری وجہ: ایک صحیح حدیث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا۔

(مسند احمد حدیث نمبر ۲۳۰۸۱)

اور یہ حدیث صحیح ہے۔ اور اس حدیث کو صحیح ماننے پر ہم کو یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ قلم نور سے یا کسی مادہ سے نہیں بنا ہے اس لئے اس کے پہلے تخلیق ہونے سے نبی کا نور اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے بنایا اس دعوے پر کوئی اثر نہیں ہوتا ہے۔ اور اگر قلم کو نور سے بنا مانا جائے تو یہ حدیث غلط ہے یہ خود بہ خود ثابت ہوجاتی ہے۔ کیوں کہ اس میں بیان ہے کہ قلم بھی نبی کریم ﷺ کے نور سے بنی۔ اور بعد میں بنی۔ قلم کا پہلے بننا قوی اور صحیح حدیث ہے اس لئے نور کے چار ٹکڑے والی یہ حدیث غلط ہے۔

● اور ایک اسی طرح کی من گھڑت روایت مندرجہ ذیل

''بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے محمد ﷺ کا نور آدمؑ کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل پیدا کیا اور اس کو اپنے عرش کے سامنے ایک ستون میں ڈال دیا کہ وہ اللہ کی تسبیح وتقدیس کرتا رہے۔ پھر محمد ﷺ کے نور سے آدمؑ کو پیدا کیا اور آدمؑ کے نور سے نبیوں کا نور بنایا۔''

(المدخل لابن الحاج ۳۰، ج ۲ بحوالہ مجتبۃ الرسول ۱۸۳)

ایسی ہی بات کو ابو محمد سہیل بن عبداللہ السّتر ی جو کہ دسویں صدی کے صوفی ہیں انھوں نے سورۃ النجم کی آیت نمبر ۱۳ سے ۱۸ کی تشریح میں لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ'' جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو پیدا کرنا چاہا تو اس نے اپنے نور سے ایک ٹکڑا الگ کیا اور اسے کائنات کی پنہائیوں میں پھیلا دیا اور یہ مملیکت ازلی کی لامحدود وسعتوں پر محیط ہوتا گیا۔ جب وہ عظمت کی بلدیوں تک پہنچ گیا تو سجدے میں جھک گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے

سجدے سے نور کثیف پر مبنی ایک ایسا ستون تخلیق کیا جس کی اونچائی ساتوں آسمان جتنی تھی اور وہ ظاہر و باطن میں ایک شفاف شیشے کی مانند تھا۔ یہ نور اللہ تعالیٰ کے حضور ایک لاکھ سال تک رہا جسے اللہ تعالیٰ ہر روز و شب میں ۷۰ ہزار مرتبہ دیکھتا اور ہر نظر میں ایک نیا نور عطا کرتا اور اس سے تمام موجودات (کائنات) کو تخلیق کیا۔

یہاں پر بھی وہی غلطی ہے۔ عرش اور یہ پھیلی ہوئی کائنات نبی کے نور کے تخلیق کے بعد میں بنا اس لئے کائنات کی بلندیوں میں نور کے پھیلنے والی بات غلط ہے۔ اور کائنات کی تخلیق کے پہلے وقت ٹھہرا ہوا تھا۔ اور دن رات کائنات میں ہماری اس زمین کے علاوہ کہیں نہیں ہوتے ہیں۔ اس لئے سال کا تصور بھی کہیں نہیں ہے۔ تو ایک لاکھ سال کا وقفہ کیسے طے کیا گیا۔

اور جب تک اللہ تعالیٰ نے کائنات اور ساتوں آسمان کی تخلیق نہیں کی (یعنی اس وقت عدم کی کیفیت تھی) اس وقت تک نہ نور کے ستون کو کہیں کھڑا کرنے کی جگہ تھی اور نہ ہی عرش تھا اور نہ وقت کا اندازہ ہوسکتا تھا۔ (رُکی ہوئی چیز کا اندازہ کیسے لگایا جائے؟)

تو اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب من گھڑت روایتیں لوگوں نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے پھیلا رکھیں ہیں۔

چونکہ ان من گھڑت حدیثوں کو کچھ ذمے دار اور نیک مصنفوں نے بھی نقل کیا ہے۔ جن کی دوسری کتابیں بہت مشہور ہیں۔ اس لئے ان من گھڑت حدیثوں میں لکھی باتیں لوگوں کے دل میں گھر کر گئیں۔ اور وہ اسے جھوٹ یا غلط ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہیں۔

- میں ایک بات اور بھی آپ کو بتا تا چلوں۔ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ نبی کریم ﷺ نے جو کچھ اپنی زبان سے ادا کیا وہ سب بھی صرف اللہ تعالیٰ کے حکم سے اور مرضی سے کیا ہے۔ دونوں سچے ہیں۔ اس لئے سائنس جب قرآن کریم کی آیتوں پر اور حدیث شریف پر تحقیق کرتی ہے تو ان میں بیان کی گئی ساری باتوں کو صحیح پاتی ہے اور سائنس داں اس پر تعجب کرتے ہیں اور کئی اسلام لا چکے ہیں۔ ایسی ہی ایک کتاب ہے۔ جس کا نام The Quran.Allah's miracle اس کے مصنف ہیں ہارون یحییٰ اور یہ کتاب www.haroonyahya.com پر مفت ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں۔ (بقیہ صفہ نمبر ۷۵ پر)

۸۔ مسلمانوں کے عقائد پر دیگر مذاہب کے اثرات

● ایک مدّت تک جیسے ہی نبی کریم ﷺ کا نام کانوں میں سنائی پڑتا اپنے انگوٹھے کا ناخون چوم کر میں اپنی آنکھوں سے لگایا کرتا تھا۔ ۱۹۹۵ کے بعد جب میں تحقیق کرنا شروع کیا کہ کس حدیث کی روشنی میں ہم ایسا کرتے ہیں۔ تو مجھے ایسی کوئی حدیث نہیں ملی۔ اس لئے میں نے اسے چھوڑ دیا۔ مگر اچانک ۲۰۱۳ میں مجھے اس رسم کے اصل وجہ کا پتہ چلا۔ برناباس کی انجیل پڑھتے وقت مجھے مندرجہ ذیل عبارت اس میں ملی۔

● ''جب خدا نے انسان کو روح بخشی' اس وقت تمام پاک فرشتوں نے گایا۔''تیرا پاک نام مبارک ہوٗ اے ہمارے خداوند خدا''۔

''جب آدمؑ اٹھ کر کھڑا ہوا تو اس نے ہوا میں ایک تحریر دیکھی جو سورج کی طرح چمکتی تھی' کہ' خدا ایک ہی ہے' اور محمد ﷺ خدا کا رسول ہے (**لا الهٰ الا الله محمد رسول الله**)' اس پر آدم نے اپنا منہ کھولا اور کہا' اے خداوند میرے خدا' میں تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے میری تخلیق فرمائی' مگر میں منت کرتا ہوں مجھے بتا ان الفاظ کا کیا مطلب ہے۔'' محمدؐ خدا کا رسول ہے'' کیا مجھ سے پہلے اور انسان بھی ہوئے ہیں؟

''تب خدا نے کہا۔ مرحبا' اے میرے بندے آدمؑ میں تجھے بتاتا ہوں کہ تو پہلا انسان ہے جسے میں نے پیدا کیا۔ اور وہ جسے تو نے (جس کا نام لکھا) دیکھا ہے' تیرا بیٹا ہے' جو دنیا میں اب سے بہت سال بعد آئے گا اور میرا رسول ہوگا'۔

'' آدم نے خدا سے منت کی کہ خداوند' یہ تحریر میرے ہاتھوں میں انگلیوں کے ناخنوں پر درج فرمادے۔ تب خدا نے پہلے انسان کے انگوٹھوں پر یہ تحریر درج کردی۔ دائیں انگوٹھے کے ناخن پر لکھا تھا۔ خدا ایک ہی ہے۔ اور بائیں انگوٹھے کے ناخن پر لکھا تھا' محمد خدا کا رسول ہے' تب پہلے انسان نے پدرانہ شفقت سے یہ الفاظ چومے اور اپنی آنکھوں پر مل لیں اور کہا مبارک ہو وہ دن جب تو دنیا میں آئے''۔ (برناباس کی انجیل باب نمبر ۳۹)

● برناباس کی انجیل ۱۷۰۰ عیسوی میں دریافت ہوئی اس کے بعد اس کا عربی میں ترجمہ ہوا۔ اسے مسلمان عالموں نے بہت پسند کیا۔ اس انگوٹھا چومنے کی روایت کو بہت سارے عالموں نے ضرور لکھا ہوگا مگر یہ ساری کتابیں ۱۷۰۰ کے بعد ہی لکھی گئی ہوں گی۔ اور اس کی

بنیاد یہی برناباس کی انجیل ہی ہوگی۔ یہ رسم نبی کریم ﷺ کے زمانے میں نہیں تھی۔ ورنہ صحاح ستہ کے حدیث کی کتابوں میں ضرور لکھا ہوتا۔

● یہ ایک مثال میں نے اپنی طرف سے آپ کو دیا کہ آپ سمجھ سکیں کہ بہت سے ہمارے عقیدے ہم نے دوسرے مذہبوں سے ادھار لئے ہیں۔ ایسا ہی ایک عقیدہ ہم نے ہندو مذہب سے لیا ہے جسے ہندو بھائی آدُویت واد अव्दैतवाद اور ہم وحدۃ الوجود کہتے ہیں۔ اب ہم اَدُویت واد کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اَدُویت واد کا نظریہ کیا ہے؟

اَدُویت واد دو لفظ سے مل کر بنا ہے۔ آ یعنی نہیں دُویت یعنی دوسرا۔ اَدُویت یعنی کوئی دوسرا نہیں ہے۔ یعنی اس کائنات میں کوئی دوسرا نہیں ہے۔ بس ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے خدا۔ یعنی کائنات کی ساری چیزیں صرف خدا ہی ہے۔

اس کی شروعات ایسے ہوئی کہ جیسے اسلام کی تعلیم ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ۔ یعنی کوئی خدا نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے سوا۔ اس طرح ہندو مذہب میں بھی ایک برہم سُوتر ہے۔

एकमं ब्रम्ह द्वितीय नास्ते, नेह ना नास्ते किंचन।

''یعنی خدا ایک۔ دوسرا نہیں ہے۔ نہیں ہے۔ ذرا سا بھی نہیں ہے۔''

مسلمانوں کے پاس حدیث شریف کا ذخیرہ ہے۔ اس لئے جہاں کسی قرآن کی آیت سمجھنے میں مشکل پیش آئی ہم حدیث کا سہارا لیتے ہیں۔ مگر ہندو بھائیوں کے پاس حدیث کا ذخیرہ نہیں ہے اس لئے وہ وید کو سمجھنے میں سخت دشواری محسوس کرتے ہیں۔

اس برہم سوتر کی کچھ عالموں نے ایسی تشریح کی کہ اس کائنات میں صرف ایک خدا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے۔

ان کے سمجھ کی مثال اس طرح ہے کہ اگر کوئی کہے کہ اس گاؤں میں صرف ایک ڈاکٹر ہے اور اس کے علاوہ کوئی نہیں ہے۔ اس کا ایک مفہوم جو صحیح ہے وہ یہ ہے کہ گاؤں میں تو بہت سے لوگ ہیں مگر ڈاکٹر صرف ایک ہے۔ جب کہ اَدُویت واد والوں نے اس کا مفہوم اس طرح لیا کہ اس گاؤں میں صرف ایک ڈاکٹر ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی انسان نہیں ہے۔

● پھر ان کے نظریات کی تقویت رِگ وید کے شلوکوں کے غلط تشریح سے ہوئی۔

● اللہ تعالیٰ کا نام نور ہے۔ نور کا ہم معنی لفظ سنسکرت میں اگنی ہے۔ جیسے قرآن کریم کی پہلی آیت ہے کہ ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ (سورۃ الفاتحہ

آیت نمبر۱)۔اسی طرح رگ وید کا بھی پہلا شلوک ہے کہ تمام تعریفیں اور عبادت صرف اگنی کے لئے ہے۔(رِگ وید۱۔۱۔۱) یہاں پر اگنی کا لفظ اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال ہوا ہے۔اسی طرح کے بہت سارے شلوک جس میں اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے رگ وید میں ہیں۔اس کی کچھ مثالیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اے اگنی! آپ ہی لوگوں کی دِلی مراد کو پوری کرتے ہو۔آپ ہی عبادت کے لائق ہو۔آپ ہی وشنو،برھما اور برہسپتی ہو۔ (روگ وید:۲۔۱۔۳)

(۲) دوست،وارون،اگنی،گُرو،یام،وایو،یہ ایک ہی طاقت کے نام ہے۔علماء ایک خدا کو اس کی صفات کی بنیاد پر الگ الگ نام سے پکارتے ہیں۔
(رِگ وید:۱۰۔۱۱۴۔۵)

● اللہ تعالیٰ کے ۱۰۰ نام ہیں اس میں کچھ صفاتی نام ایسے ہیں جو نبی کریم ﷺ کے لئے بھی وہی نام ہیں۔جیسے رؤف اور رحیم۔اسی طرح نور نام جو اللہ تعالیٰ کا ہے یہ نام بھی نبی کریم ﷺ کا ہے۔اور رگ وید میں نبی کریم ﷺ کو اس نام سے بھی یاد کیا گیا ہے۔یعنی اگنی کے نام سے۔

● کچھ وہ شلوک جس میں نبی کریم ﷺ کو اگنی کے نام سے یاد کیا گیا وہ مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) ''ہم نے اگنی کو پیغمبر چنا ہے۔''
(رِگ وید:۱۔۱۲۔۱)

(۲) ''اے اگنی! منو نے آپ کو پیغمبر کے روپ میں قبول کیا ہے۔'' (روگ وید:۱۔۱۳۔۴)

(۳) اگنی وہ انسان ہے جو خدا کی عبادت کرنے والوں سے خوش ہوتے ہیں۔
(رِگ وید:۱۔۳۱۔۱۵)

(۴) اگنی کو صرف عالم دین پہچان پائیں گے۔
(رِگ وید: ۱۰۔۷۱۔۳)

(۵) تحقیق سے اگنی کا راز کھُلے گا۔اور اسی سے تم نجات پاؤ گے۔اگنی کو مان کر ہی آپ لوگ دنیا کے امام بنو گے۔ (روگ وید:۱۔۳۱۔۱۵)

(۶) اگنی کے راز کی تلاش مروت گن (یعنی ریگستان کی امّت) کریں گے۔ (رِگ وید:۳۔۳۔۵)

(۷) جب آخری مشعل (قران کریم) کو پہلی مشعل (وید) پر رکھا جائیگا (یعنی قران کریم کی روشنی میں جب وید کا مطالعہ کیا جائے گا) تب ہی اگنی کا راز کھلے گا۔
(رِگ وید:۳۔۲۹۔۳)

● جب سورۃ توبہ کی آیت نمبر ۱۲۸ میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو رؤف اور رحیم کہا تو ہم نے نبی کریم ﷺ

کو خدا تصور نہیں کیا۔ بلکہ یہ سمجھا کہ نبی کریم ﷺ میں بھی اللہ تعالیٰ کی رحم اور معاف کرنے والی صفات ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے انھیں کریم اور رؤف کہا۔ مگر جب رگ وید میں نبی کریم ﷺ کو اگنی کہا گیا تو یہ شلوک کسی نبی کے لئے کہا گیا ہے اس کا انھیں تصور بھی نہ تھا۔ اس لئے وہ اوتارواد کے نظریہ میں الجھتے چلے گئے۔ پھر جب انھوں نے مندرجہ ذیل شلوک پڑھے تو ان کا اُدویت واد کا نظریہ اور پکا ہوگیا۔

● اگنی کا پہلا ظہور سورگ لوک (جنت کی دنیا) میں بجلی (نور) کی شکل میں ہوا۔ ان کا دوسرا ظہور انسان کے درمیان ہوا (روح کی شکل میں ہوا)۔ تب وہ جات وید۔ کہلائے۔ ان کا تیسرا ظہور پانی میں ہوا (انسانی جسم کے ساتھ ہوا)۔ انسانوں کی فلاح کا کام کرنے والے ہمیشہ ضوفشاں رہتے ہیں۔ (روگ وید: ۱۰-۴۵-۱)

● جس اگنی کا تمام وسیع روپ کبھی ختم نہیں ہوتا اسے بغیر جسم والی روح کہتے ہیں۔ جب وہ پیکر جسمانی میں ہوتے ہیں تب آسُر (سب سے بعد میں آنے والا) اور نراشنس کہلاتے ہیں اور جب کائنات کو منور کرتے ہیں تو ماتر یشور ہوتے ہیں اور اس وقت وہ ہوا کی طرح (روحانی یا سب کو فیض پہنچانے والے) ہوتے ہیں۔ (روگ وید: ۳-۲۹-۱۱)

نوٹ: اوپر دیئے گئے وید منتروں کے ترجموں میں بریکٹ کے درمیان والے الفاظ ہمارے ہیں۔

● مندرجہ بالا شلوکوں سے انھوں نے یہ یقین بنالیا کہ یہ خدا ہی ہے جو پہلے ایک نور تھا۔ پھر عالمِ برزخ میں روحوں کی شکل اختیار کی پھر دنیا میں جانداروں کی شکل میں نمودار ہوتا ہے اور آخرت میں سب پھر اس میں سما جائیں گے۔

● اپنے اس نظریہ کی مثال وہ ایسے دیتے ہیں۔ سمندر انتہائی وسیع ہے۔ لامحدود ہے۔ یہ اِشور ہے۔ سمندر سے پانی بھاپ بن کر اٹھتا ہے۔ اور ساری دنیا میں برستا ہے۔ پھر اس کا پانی ندی، جھیل، تالاب وغیرہ میں جمع ہوجاتا ہے۔ پھر پانی اپنے استعمال ہونے کا ایک چکر پورا کر کے وہ پھر سمندر میں سما جاتا ہے۔

بھلے ہی پانی ندی میں ہو یا جھیل میں یا تالاب میں یا ہمارے گلاس میں مگر ہے تو سب سمندر کا ہی پانی اور آخر میں اس میں جا کر ملے گا۔

اسی طرح جو کچھ بھی اس کائنات میں نظر آتی ہے وہ سب خدا کا ہی حصہ ہے اور آخر میں اسی میں سما جائے گی۔

● یا یوں کہتے ہیں کہ ہماری روحیں یہ گلاس میں رکھا پانی ہے۔اور سمندر یہ ایشور ہے۔گلاس کا پانی جو کچھ بھی ہو ہے تو آخر سمندر کا پانی جو پھر اس میں مل جائے گا۔اسی طرح ہماری روحیں بھی یہ ایشور کا حصہ ہے اور آخر میں اس میں سما جائیں گی۔

ان کی غلط فہمی کہ ایک مثال مندرجہ ذیل ہے۔ جس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ کس طرح ہندو بھائی علم نہ ہونے کی وجہ سے حقیقت کو سمجھ نہیں پاتے ہیں اور اپنے ذاتی نظریہ کے مطابق مورتی بنا کر خدا کی طرح پوجتے ہیں۔

● بھویشہ پُران میں لکھا ہے کہ برہمانے اپنے جسم کے دو حصہ کئے۔ایک حصہ مرد کا بنا اور دوسرا حصہ عورت کا بنا۔ دراصل یہ بیان حضرت آدمؑ سے حضرت حوّاؑ کی پیدائش کا ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کی بائیں پسلی سے حضرت حوّاؑ کو بنایا تھا اور اس بات کا ذکر انجیل میں بھی ہے۔مگر ہندو بھائیوں کو اس طرح حضرت حوّاؑ کے پیدائش کا علم نہیں ہے۔ جب قرآن کی کوئی بات ہمیں سمجھ میں نہیں آتی ہے تو ہم احادیث کے ذخیروں میں اس کا مفہوم تلاش کر لیتے ہیں۔اب چونکہ ہندو بھائیوں کے پاس کوئی احادیث کے علم کا ذخیرہ نہیں ہے۔اس لئے وہ ایسی باتیں سمجھ نہیں پاتے۔

اس طرح حضرت آدمؑ سے،حضرت حوّاؑ کی پیدائش کے مفہوم کو سمجھنے کے بدلے انھوں نے سمجھا کہ برہما کا یہ آدھا عورت بننا کوئی بہت مبارک کام ہے۔اس لئے انھوں نے ایسے مندر بنائے جس میں برہما بھگوان کی آدھا مرد اور آدھا عورت کی شکل میں مورتی ہوتی ہے اور وہ اس کی پوجا کرتے ہیں۔اسے وہ اردناریشور بھگوان کہتے ہیں۔

تو مندرجہ بالا بیان سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ اَدُویت واد صرف علم کی کمی کی وجہ سے ہندو بھائیوں نے اپنایا ہے۔اور اَدُویت واد کا جو خاکہ وہ اپنے کتابوں میں لوگوں کے سمجھنے کے لئے بناتے ہیں وہ خاکہ بھی ہم نقل کرتے ہیں۔

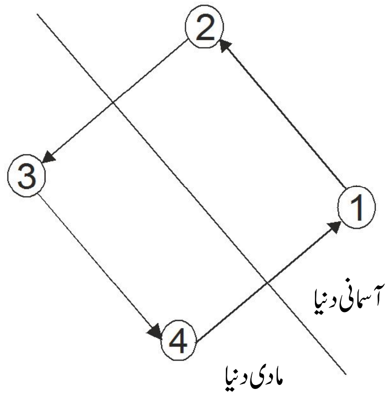

اس نقشے کی تشریح اس طرح ہے۔

(۱) ایشور

(۲) ایشور نے برہما کا روپ لیا۔

(۳) برہما سے تمام روحیں پیدا ہوئی

(۴) برہما سے تمام کائنات اور انسانی جسم پیدا ہوئے۔

● ان کی کتابوں سے نقل کیا ہوا خاکہ مندرجہ ذیل ہے۔

وحدۃ الوجود:

● اب میں آپ کو وحدۃ الوجود کے بارے میں کچھ بتانے کی کوشش کروں گا۔ کیوں کہ یہی وہ نظریہ ہے جس کی وجہ سے لوگ نبی کریم ﷺ کو اللہ کا نور کہنے کے نظریے پر اڑے ہوئے ہیں۔

● میں جو کچھ بھی لکھوں گا اسے آپ ضرور تحقیق کریں گے۔ اس لئے میں اُس کتاب کا آپ کو حوالہ دوں گا جو آپ آسانی سے خرید سکتے ہیں اور پڑھ سکتے ہیں۔ میں مندرجہ ذیل کتاب سے آپ کو حوالہ دوں گا۔

● کتاب کا نام: سیدنا بندہ نواز خواجہ گیسودراز
مصنف: سید محمد فضل المتین چشتی

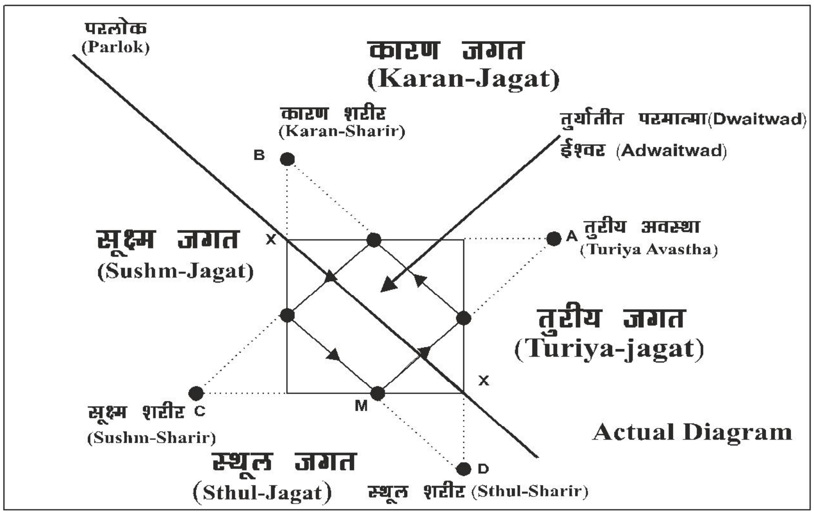

اُدویت واد کا خاکہ

(ملنے کا پتہ: معینی کتب خانہ، شرقی دروازہ، درگاہ شریف، اجمیر ۳۰۵۰۰۱)

اس کتاب کے کچھ پیراگراف مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) ''بقول خلیق احمد نظامی ''وحدت الوجود'' کے معنی یہ ہیں کہ خدا کے سوا کائنات میں کوئی چیز موجود نہیں یا یہ کہ جو کچھ موجود ہے سب خدا ہی ہے'' (صفحہ۱۱۳)۔ (اسی نظریہ کو ہندو بھائی اَدْوَیت واد کہتے ہیں۔)

(۲) ''وحدت الوجود'' کی تعلیم سب سے پہلے اپنشدوں نے دی۔ مشرقی فلسفہ افکار (ہندوستانی فلسفوں) میں اس کی ایک امتیازی حیثیت ہے۔ (صفحہ۱۱۲)

(یعنی یہ نظریہ مسلمانوں نے ہندو مذہب سے سیکھا اور اپنایا ہے۔)

(۳) مشائخ چشتیہ (چشتی سلسلے کے صوفیوں) کا ''وحدت الوجود'' پر اتفاق تھا (یعنی ان سب کا یہی عقیدہ تھا) لیکن اس کی عام دعوت اور اس پر اظہارِ رائے کے لئے وہ احتیاط کو ضروری سمجھتے تھے۔ (صفحہ۱۱۴)

(۴) میر سید جہانگیر سمنانیؒ (یہ وہ بزرگ ہے جن کا کچھوچھے میں مزار ہے) ایک خط میں لکھتے ہیں کہ دکن کی طرف میں جب پہلی مرتبہ گیا تو بندہ نواز گیسو دراز کی زیارت ہوئی۔ میں نے ان کو بڑا عالیشان بزرگ پایا۔ آپ نے بہت ساری کتابیں لکھی ہیں۔ آپ نے اپنی آخری تصنیف میں ''فصوص الحکم'' (شیخ ابن عربی کی ''وحدت الوجود کی کتاب) کی طرف اشارہ کیا ہے۔ (یعنی اس کے غلط ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے) اس فقیر نے اس کی بہت تاویل کی (صحیح ثابت کرنے کی کوشش کی) اور قسم قسم کے دلائل عقلی ونقلی پیش کئے۔ لیکن آپ (حضرت بندہ نواز) کو اس کتاب کی ترمیم کے لئے آمادہ نہ کرسکا''۔ (صفحہ۱۱۵)

(یعنی میر سید جہانگیر سمنانی وحدت الوجود کے قائل تھے۔ اور سید نا بندہ نواز گیسو دراز وحدت الوجود کو غلط سمجھتے تھے۔ اور وہ آخیر تک اپنی بات پر قائم رہے۔)

● شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے پہلی بار ہندوں کے اَدْوَیت واد کے نظریے کو وحدت الوجود نظریے کے نام سے کتاب ''فصوص الحکم'' میں پیش کیا تھا۔ یہ کتاب عربی میں تھی۔ اور بہت مشہور ہوئی۔

(۵) سید محمد فضل صاحب لکھتے ہیں۔ فیروز شاہ تغلق کی تخت نشین تک نہ صرف ابن عربی کی تصانیف ہندوستان پہنچ چکی تھی۔ بلکہ ان کے نظریات پر بحث ومباحثہ ہونے لگے تھے۔ ''ابن عربی'' کی تصانیف پر تشریحات کئے

جانے لگے اور مکتوبات کے ذریعے ''وحدت الوجود'' کی وضاحت ہونے لگی۔ لوگوں نے ''اناالحق'' کے نعرے لگائے جن پر ''فیروز شاہ تغلق'' نے قتل کے فتوے صادر کئے۔ (صفحہ۱۱۴)

(۶) محمد فضل صاحب لکھتے ہیں بقول خلیق احمد نظامی'' نظریہ'' وحدث لوجوذ'' میں اعتقاد کا اثر عملی زندگی میں بڑا زبردست پڑتا ہے۔ اس پر یقین رکھنے والے کا نظریہ بلند، ہمدیاں وسیع اور مقاصد اعلیٰ ہوتے ہیں۔ اس انسان میں تنگ نظری اور تعصب کا وجود تک نہیں رہتا۔

(۷) اس وسیع نظری کی ایک مثال مصنف صفحہ نمبر ۱۲۳ پر لکھتے ہیں۔

''ہندو مذہب کی طرف مشائخ چشت کا جو رویہ تھا اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایئے۔''

ایک دن صبح کے وقت شیخ نظام الدین اولیاؒ امیر خسروؒ کے ساتھ اپنے جماعت خانہ کے چھت پر چہل قدمی فرما رہے تھے۔ دیکھا کہ پڑوس میں کچھ ہندو بتوں کی پوجا کر رہے ہیں۔ فرمایا

ہر قوم راست راہے

دینے وقبلہ گاہے

(انوالعوین قلمی) (تزک جہانگیری)

مصنف آگے لکھتے ہیں: یہ جملہ ان کے افکار کا مکمل ترجمان ہے۔ چشتیہ سلسلہ کے اصولوں کا بہترین آئینہ دار ہے'' ہر قوم راست راہے۔ دینے وقبلہ گاہ ہے۔

یعنی ہر قوم سیدھے راستے پر ہی ہے۔ صرف ان کے مذہب اور قبلہ الگ الگ ہیں۔

● ایک بار حضرت معاذ بن جبلؓ نبی کریم ﷺ کی قبر مبارک کے پاس بیٹھے رو رہے تھے۔ حضرت عمرؓ کا اس طرح گزر ہوا تو رونے کی وجہ پوچھی۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ کو کہتے سُنا ہے کہ ریا بھی شرک کی طرح ہے۔

حضرت معاذؓ یمن کے گورنر تھے۔ انتہائی متقی اور پرہیز گار۔ چونکہ آپ اعلیٰ عہدے پر تھے اس لئے آپ کے سارے نیک کام ہر خاص وعام پر ظاہر ہو جاتے تھے۔ نیک کام کرتے ہوئے خدا کی خوشنودی کے ساتھ کہیں لوگوں سے تعریف حاصل کرنے کا جذبہ بھی نہ شامل ہو جائے اور اگر ہو گیا تو یہ شرک ہوگا۔ اس ڈر سے آپ رو رہے تھے۔ آپ اس گناہ کے ڈر سے رو رہے تھے جو آپ نے نہیں کیا تھا۔

آپ نے ریا کاری نہیں کیا تھا۔ مگر اس کے ہونے کے ڈر سے رو رہے تھے۔ اور ہمارے صوفی حضرات بت پرستی اور شرک کرتے ہوئے دیکھتے ہیں اور کہتے

ہیں یہ بھی صحیح مذہب ہے صرف عبادت کے طریقے کا فرق ہے۔

آپ کو کیا ایسا نہیں لگتا کہ ہم چودہ سو سال کی اپنی پہلی حالت پر لوٹ گئے ہیں؟

● صوفیاء کرام نے اسی اَدُویت واد کے نظریہ کو وحدۃ الوجود کے نام سے اپنایا اور جو کچھ ہندی اور سنسکرت میں لکھا تھا اس کو عربی میں مندرجہ ذیل خاکہ کی طرح لکھا۔

اسی نقشے کی تشریح وحدۃ الوجود کی نظریہ کے روشنی میں اس طرح ہے۔

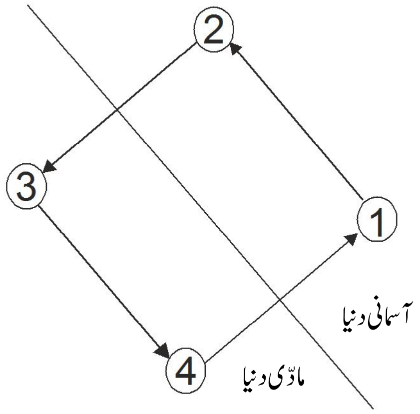

(۱) اللہ تعالیٰ نے اپنے نور سے ایک نور الگ کیا۔

(۲) اسی نور سے نبی کریم ﷺ کو بنایا۔

(۳) نبی کریم ﷺ کے نور سے تمام روحوں کو پیدا کیا۔

(۴) نبی کریم ﷺ کے نور سے تمام کائنات کو پیدا کیا۔

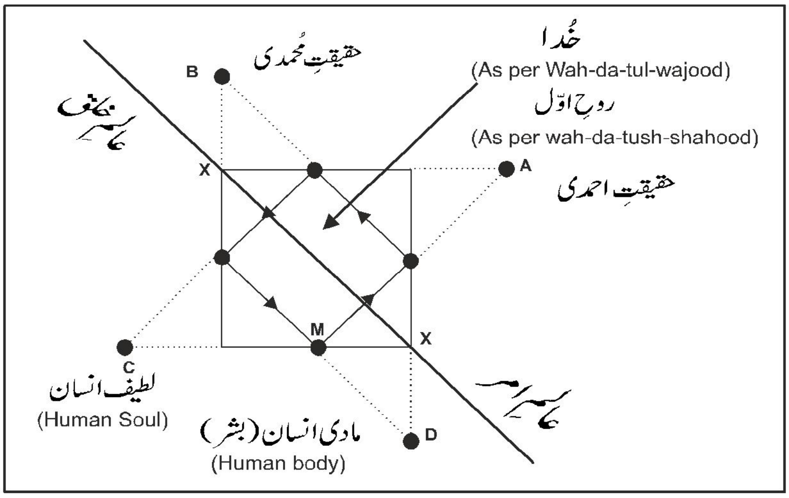

● وہ نظریہ جس پر فیروز شاہ تغلق کے زمانے میں علماء کرام نے قتل کا فتویٰ جاری کر دیا تھا۔ اگر آج بھی لوگ اپنے اس عقیدہ کو ظاہر کر دیں تو مسلمانوں کی اکثریت انھیں کافر قرار دے دے۔ جس طرح قادیانی فرقے کے لوگوں کو کافر قرار دیا ہے۔

اس لئے کھلے عام اس نظریہ کی تشریح نہیں کی جاتی مگر ہمارے سُنی مسلک کے لوگوں کو اس نظریہ سے مانوس کیا جارہا ہے۔ اُنھیں دوسرے مسلک کے لوگوں سے دور رکھنے کی کوشش کی جارہی ہے۔

نور من نور اللہ کا عقیدہ آدویت واد کے نظریہ کو اسلامی رنگ دینے کی سمت ایک مضبوط قدم ہے۔

اس نظریہ کے تحت لوگوں کا ایسا ایمان وعقیدہ ہے کہ خدا کے نور سے بنا نبی کا نور۔ پھر نبی کے نور سے بنی کائنات۔ یعنی یہ کائنات خدا کے نور سے بنی۔ یعنی ساری کائنات خدا کا نور ہی ہے۔ اور خدا بھی ایک نور ہی ہے۔ تو جو کچھ کائنات نظر آرہی وہ خدا ہی خدا ہے۔

تو جس طرح چشتیہ سلسلہ کے صوفیاء کرام وحدۃ الوجود کے نظریے کی تشریح نہیں کی مگر اس عقیدے پر قائم رہے۔ اس طرح آج کے زمانے کے ہمارے سُنی علماء بھی وحدۃ الوجود کے نظریے کی تشریح نہیں کرتے بس کہتے ہیں۔ خدا کے نور سے بنا نبی کا نور اور نبی کے نور سے کائنات کی تخلیق ہوئی۔ آگے کی بات آپ سمجھ لو۔

اگر ہمارے سنی علماء مان لیں کہ یہ کائنات اللہ تعالیٰ نے اپنے کُن کے فیصلے سے تخلیق کی ہے۔ اور اس دنیا میں نبی کریم ﷺ انسان کی طرح پیدا ہوئے تھے تو اس وحدت الوجود کے نظریہ کی جڑ کٹ جاتی ہے اور تمام چشتیہ سلسلہ کے صوفیاء کرام کا نظریہ غلط ثابت ہوتا ہے اس لئے وہ ایسا کبھی نہیں کریں گے۔

● ہندو بھائی بہک گئے کیوں کہ وہ مجبور تھے۔ ان کے پاس ان کے پیغمبروں کے ارشادات اور تعلیم وغیرہ نہ تھی۔ اور ہمارے لوگ اس لئے بہک گئے کہ صوفیاء کرام نے شریعت سے زیادہ طریقت کو اہمیت دیا۔ اسلامی تعلیمات سے غفلت برتی۔ اور اسلام کے دشمنوں نے جو پانچ لاکھ من گھڑت حدیثیں سماج میں پھیلا رکھی تھی۔ اس میں چن چن کر وہ حدیثیں اپنائی جو وحدۃ الوجود کے فلسفے کو ثابت کرتے تھے۔ چونکہ ہر زمانے میں صوفی حضرات کی حکومت لوگوں کے دلوں پر رہی ہے۔ اس لئے صحیح عقیدوں کے علماء کرام کا ان

سے اختلاف بھی ان کے نظریہ کو سماج کے ذہن سے مٹانے میں ناکام رہا۔

تو نبی کریم ﷺ اللہ کے نور سے ہی بنے ہیں اس نظریہ پر جمے رہنے کی دوسری وجہ وحدۃ الوجود کا نظریہ ہے۔

(**نوٹ**:

حضرت بندہ نواز گیسودراز وحدۃ الوجود کے قائل نہ تھے۔ حضرت مخدوم شاہ ماہی نے قرآن کی تفسیر لکھا ہے جو اب بھی پڑھی جاتی ہے۔ اور ایسے لاکھوں صوفی حضرات گزرے ہیں جو شریعت کے پابند اور اللہ کے سچے ولی تھے۔ اور ہندوستان میں اسلام انہیں اللہ کے ولی صفت صوفیوں سے پھیلا ہے۔ تو ہر صوفی غلط نہیں ہوتا ہے۔ مگر چونکہ ابو محمد سہیل بن عبداللہ تستری یہ صوفی تھے۔ اور نور اور وحدۃ الوجود سے جڑی ساری روایتیں اور کتابیں صوفیوں سے ہی جڑی ہیں یا یہی لوگ شدت سے اس پر یقین رکھتے ہیں اور اپنے اس نظریے کی تبلیغ کرتے ہیں۔ اس لئے جہاں من گھڑت نور والی حدیثوں کا ذکر آتا ہے اور وحدۃ الوجود نظریہ کا ذکر آتا ہے وہاں الزام انھیں حضرات پر آتا ہے۔)

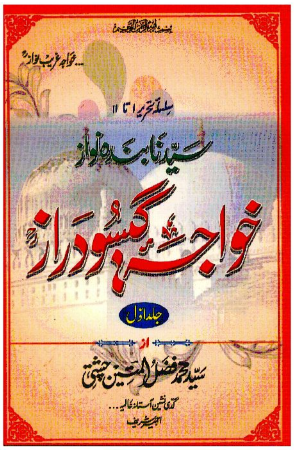

☆☆☆☆☆

(بقیہ صفحہ نمبر ۶۴ سے)

اس کتاب میں ۸۰ سے زائد سائنس تحقیقات ہیں۔ جس سے قرآن اور حدیث صحیح ثابت ہوتے ہیں۔ جب کہ وہ ۱۴۰۰ پہلے نازل ہوئے تھے یا لکھے گئے تھے۔ مگر من گھڑت حدیثیں سائنس کی معمولی تحقیق سے ہی جھوٹی ثابت ہوجاتی ہیں۔ قرآن کا یہ ایک معجزہ ہے کہ وہ ہمیشہ سچ ثابت ہوتا ہے۔ اور من گھڑت روایتیں کتنی ہی اچھی طرح بیان کی جائے ان کا پول کھل ہی جاتا ہے۔

۹۔ضعیف اور من گھڑت احادیث کے نقصانات

نبی کریم ﷺ کے معبوث ہونے سے پہلے لوگوں کا کیا حال تھا؟

- کتابوں میں مجھے پڑھایا گیا کہ نبی کریم ﷺ کے مبعوث ہونے کے پہلے ملّہ کے لوگ انتہائی جہالت اور پچھڑی ہوئی یا گری ہوئی زندگی گزارتے تھے ۔ وہ ایک دم غیر تہذیب یافتہ تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔
- جب میں نے تحقیق کیا تو پتہ چلا کہ ان کی زندگی اور تہذیب وتمدن بالکل اس زمانے جیسی ہی تھی۔ اوران کی کچھ خصوصیات تو ہم سے بھی اچھی تھی۔

مثال کے طور پر ان میں موجود برائیوں کو اس طرح گنایا جاتا ہے۔

(۱) وہ بُت پرستی کرتے تھے۔

(۲) وہ لڑکیوں کو زندہ دفن کرتے تھے۔

(۳) وہ بہت جلدی تشدد پر اُتر آتے۔

(۴) وہ ننگے طواف کرتے تھے۔

(۵) وہ اتنے وحشی تھے کہ ان پر کوئی راج نہ کرنا چاہتا۔

(٦) وہ بغیر تحقیق کے خون چاٹا کرتے۔

ان پانچوں برائیوں کے بارے میں میری تحقیق اس طرح ہے۔

(۱) جس طرح اس زمانے میں ہندو، عیسائی اور مسلمان کے کچھ طبقے شرک کرتے ہیں۔ اسی معیار کا وہ بھی شرک کرتے تھے۔

(۲) ان کی ٹیکنالوجی بہت اڈوانس نہیں تھی اس لئے وہ بچیوں کو پہلے پیدا ہونے دیتے پھر مارتے تھے۔ اب اڈوانس سائنس کا دور ہے ۔ لوگ بچیوں کو پیدا ہونے سے پہلے ہی ماردیتے ہیں۔ یعنی بچیوں کے قتل تو اب بھی ہوتے ہیں۔

(۳) وہ بہت جلد تشدد پر اُتر آتے تھے۔ آج بھی ہندو مسلمان یا مسلمان کا ایک فرقہ دوسرے فرقے کے ساتھ ذرا سا بھی نرمی کا معاملہ نہیں کرتا۔ ذرا ذرا سی بات پر فساد پھوٹ پڑتے ہیں۔

(۴) وہ ننگے طواف کرتے تھے۔ آج کی مذہب دنیا اور ترقی یافتہ ممالک کی ساری عوام ننگے ہونے میں ذرا سا بھی شرم محسوس نہیں کرتے۔ امریکہ اور یورپ کے ساحلِ سمندر پر اگر کوئی کپڑا پہن کر سورج کی روشنی کا

لطف لے تو اسے بے وقوف سمجھا جائے گا۔ ساحل پر ننگا ہونا آج کے تہذیب کا ایک حصہ ہے۔ اور امریکہ اور یورپ میں کھلے عام T.V پر ننگی فلمیں دیکھائی جاتی ہے۔

(۵) عربوں پر کوئی اس لئے راج نہ کرتا کہ وہ وحشی تھے۔ بلکے وہ اتنے بہادر تھے کہ ان پر حکومت کرنا ایک عجمی کے لئے ناممکن تھا۔

(۶) خون چاٹنے کا عربوں پر الزام غلط ہے۔ خون کوئی شہد نہیں جسے کوئی چاٹے۔ ایسا تو آدیواسی اور جنگلی قبیلے والے بھی نہیں کرتے۔ تو عرب جیسے تہذیب یافتہ لوگ ایسا کیوں کریں گے۔

تو آج کے زمانے میں ہم میں اور نبی کریم ﷺ سے پہلے کے مکّہ کے لوگوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ بلکے دو یا تین خصوصیات میں وہ ہم سے بہتر تھے۔ (۱) وہ وعدے کے پکے تھے۔ (۲) وہ مہمان نواز تھے۔ (۳) وہ انتہائی بہادر تھے۔

● مکّہ کے لوگ یہ حضرت اسماعیلؑ کی نسل سے ہیں۔ اور حضرت اسماعیلؑ کی قوم ہیں۔ مکّہ کے لوگوں کو حضرت اسماعیلؑ کی تمام تعلیمات یاد تھیں۔ وہ ایک خدا کو مانتے تھے۔ مثال کے طور پر حضرت عبدالمطلب ہر رمضان میں غارِ حرا میں اعتکاف کرتے تھے۔ نبی کریم ﷺ بھی ایک اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے ہی غارِ حرا جایا کرتے۔ نبی کریم ﷺ نے کبھی کسی بت کو کوئی اہمیت نہیں دی۔ مکّہ کے لوگ حضرت ابراہیمؑ کے بنائے ہوئے طریقے سے حج بھی کرتے تھے۔

● جب پہلی بار نبی کریم ﷺ پر وحی نازل ہوئی اور آپ ﷺ گھبرائے ہوئے گھر تشریف لائے تو ام المومنین حضرت خدیجہؓ نے جن الفاظ میں آپ ﷺ کو دِلاسہ دیا وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ یاد رکھئے کہ ابھی آپ مسلمان نہیں ہوئیں تھیں۔ یہ تو پہلی وحی کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد مسلمان ہونے کا سلسلہ شروع ہوا۔

خدا کی قسم اللہ آپ کو ذلیل اور رسوا نہیں کرے گا، اس لئے کہ آپ تو صلہ رحمی کرتے ہو، کمزوروں کی مدد کرتے ہو، محتاجوں کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہو، مہمان نوازی خوب کرتے ہو اور حق باتوں میں لوگوں کی مدد کرتے ہو، اس لئے اللہ تعالیٰ آپ کو ضائع نہیں کرے گا۔

(سیرت نبی اکرم ﷺ صفحہ نمبر ۲۵)

کیا یہ الفاظ آپ کو کسی بت پرست کے لگتے ہیں؟ بالکل نہیں۔ یہ ایک سچے پکے مسلمان کے ہی الفاظ ہیں۔

● قرآن کریم کی اس آیت پر غور کرو۔ جو مکّہ کے مشرکین کے لئے نازل ہوئی تھی۔

کہو کہ اگر تم جانتے ہوتو بتاؤ کہ زمین اور جو کچھ زمین میں ہے سب کس کا مال ہے۔ جھٹ بول اٹھیں گے کہ خدا کا۔ کہو کہ پھر تم سوچتے کیوں نہیں۔ ان سے پوچھو کہ سات آسمانوں کا اور عرش عظیم کا کون مالک ہے؟ بیساختہ کہہ دینگے کہ یہ چیزیں خدا ہی کی ہیں کہو کہ پھر تم ڈرتے کیوں نہیں۔ کہو کہ اگر تم جانتے ہوتو بتاؤ کہ وہ کون ہے جسکے ہاتھ میں ہر چیز کی بادشاہی ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور اسکے مقابل کوئی کسی کو پناہ نہیں دے سکتا۔ فوراً کہہ دینگے کہ ایسی بادشاہی تو خدا ہی کی ہے۔ کہو کہ پھر تم پر جادو کہاں سے پڑ جاتا ہے۔ (سورۃ المومنون آیت نمبر ۸۴۔۸۹)

اس آیت سے بھی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مکّہ کے لوگ اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح پہچانتے تھے۔

● تو پھر اللہ تعالیٰ نے کسی بھی موقع پر اور نبی کریم ﷺ نے مکّہ کے رہنے والوں کو اسلام لانے کے پہلے مسلمان کیوں نہیں کہا؟ کیوں مکّہ والوں کو ہمیشہ مشرک یا کافر کہہ کر خطاب کیا؟

کیوں کے وہ ایک اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے بتوں کو بھی پوجا کرتے تھے۔

● ہندوستان میں 20% مسلمان تقریباً ایک ہزار سال سے 80% ہندو بھائیوں کے ساتھ رہ رہے ہیں۔ مگر کبھی کسی مسلمان نے نہ کسی سانپ کو پوجا نہ سورج چاند کو پوجا نہ پتھر یا درخت کو پوجا۔ تو یہ حضرت اسماعیلؑ کی قوم کیسی قوم تھی کہ وہ مکّہ مکرمہ جیسے مبارک شہر میں رہتے ہوئے ہندو بھائیوں کی طرح سانپ وسورج، مٹی پتھر کو پوجنے لگے۔

نہیں!

یہ بھی صحیح نہیں ہے۔

وہ ہندو بھائیوں کی طرح بُت پرست نہیں تھے۔

ہندو بھائی ان مخلوق کو خدا سمجھ کر پوجا کرتے ہیں۔ یہ تو خدا کو پہچانتے ہی نہیں۔ جب کہ مکّہ والے تو اللہ تعالیٰ کو اچھی طرح جانتے تھے۔ وہ ان لوگوں کی پوجا کرتے جو انھیں آسانی سے اللہ تعالیٰ سے قریب کردیں۔ یا ان کی فریاد اللہ تعالیٰ تک سیدھے پہنچا دیے اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس طرح بیان کیا ہے۔

یہ لوگ جن کو خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ خود اپنے پروردگار کے ہاں تقرب تلاش کرتے رہتے ہیں کہ کون ان میں خدا کا زیادہ مقرب ہوتا ہے۔ اور اس کی رحمت کے امیدوار رہتے ہیں۔ اور اسکے عذاب سے خوف رکھتے ہیں بیشک تمہارے پروردگار کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔ (سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۵۷)

یعنی مکّہ کے لوگ گزرے ہوئے نیک لوگوں کو پوجا

کرتے تھے۔

● یعنی وہ پیغمبروں کو پوجتے تھے اور وہ ولیوں کو پوجتے تھے۔تاکہ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔اور یہی خرابی عیسائیوں اور یہودیوں میں بھی ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں اس طرح ہے۔

''ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنایا ہے اور مریم کے بیٹے مسیح کو بھی۔ حالانکہ انھیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا۔جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہ پاک ہے ان کے شریک مقرر کرنے سے۔'' (سورۃ التوبہ آیت نمبر ۳۱)

کیا آج ہمارے کچھ مسلمانوں بھائیوں کا یہی حال نہیں ہے۔ ہمارے کچھ علماء تو اس سے بھی زیادہ گمراہی میں بتلا ہیں۔اس کی مثال مندرجہ ذیل ہے۔

نبی کریم ﷺ کو خدا ماننا:

● کیو۔ٹی۔وی۔ پر مولانا طاہر القادری نے ایک تقریر کیا تھا اس میں آپ کہہ رہے تھے۔ ''ارے آپ نورانیت اور بشریت میں جھگڑتے ہو۔ عالمِ خلق میں بشریت بھی عیب ہے۔ اور نورانیت بھی عیب ہے۔عالمِ خلق میں ایک مقام آتا ہے جہاں جانے کے لئے بشریت سے بھی نکلنا پڑھتا ہے اور نورانیت سے بھی نکلنا پڑھتا ہے۔معراج کی رات جب نبی کریم ﷺ عرش پر آئے تو بشریت کا لباس اُتار دیا۔اور جب عرش والوں کو چھوڑ کر لا مکاں پر گئے تو نورانیت کا لباس بھی اُتار دیا۔

پھر طاہر القادری صاحب خود اپنے سے پوچھتے ہیں کہ اب کونسا لباس رہ گیا۔پھر خود پنجابی کا ایک شعر پڑھتے ہیں۔

ایکّے ایکّے ایکّے
جیڑا ایک کو دو کر جانے
تے کافر تے مشرک ہے

اس شعر کا مفہوم ہے کہ ایک ہے ایک ہے ایک ہے۔جو ایک کو دو کہے۔(یعنی خدا کو خالق اور نبی کریم ﷺ کو پیغمبر کہے یعنی الگ الگ دو جانے) وہ کافر اور مشرک ہے۔یہ عقیدہ صرف طاہر القادری صاحب کا نہیں ہے۔ بلکے ہمارے علماء کرام کے ایک بڑے طبقہ کا ہے۔کیوں کہ اس نظریہ کی جھلک اکثر ہماری عبادت اور مسجدوں میں نظر آتی ہے۔مثال کے طور پر میں نے ایک مسجد میں یہ شعر لکھا دیکھا۔

● میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب اور محبّ میں نہیں تیرا میرا

یعنی شاعر نبی کریم ﷺ کو بھی مالک (خدا) ہی کہنا چاہتا ہے کیوں کہ آپؐ خدا کے محبوب ہے۔

● اور ایک شعر اس طرح ہے۔

وہ جو مستوی تھا عرش پر خدا ہو کر
نکل پڑا ہے مدینے میں مصطفٰی بن کر

● اسی مفہوم کا ایک درود شریف کھلے عام لاوڈ اسپیکر پر پڑھا جاتا ہے۔ وہ اس طرح ہے۔

اَلله رَبّ محمدٍا صَلّوا عَليه وسلماً
نَحْنُ عِباَ دِ مُحمّدٍ صَلّوُ عَلَيه و سلما

اللہ تعالیٰ محمدؐ کے رب ہیں۔ آپؐ پر درود وسلام ہو ۔ہم محمدؐ کے بندے ہیں۔ آپؐ پر درود اور سلام ہو۔

● خدا کہتے ہیں جس کو مصطفٰی معلوم ہوتا ہے۔
جسے کہتے ہیں بندہ خود خدا معلوم ہوتا ہے۔
(دیوانِ محمدی صفہ نمبر ۱۰۱)

● حقیقت جن کی مشکل تھی تماشا بن کے نکلیں گے۔
جسے کہتے ہیں بندہ قل ھواللہ بن کے نکلیں گے۔
بجاتے تے تھے جو اِنِّی عَبدُہٗ کی بنسری ہر دم
خدا کے عرش پر اِنِّی انا اللہ بن کے نکلیں گے۔

(دیوانِ محمدی صفہ نمبر ۱۰۳)

● گر محمد نے محمد ﷺ کو خدا مان لیا۔
پھر تو سمجھو کہ مسلمان ہے دغا باز نہیں۔
(دیوانِ محمدی صفہ نمبر ۱۰۵)

● یعنی ہمارے سنی علماء کے ایک طبقے نے نبی کریم ﷺ کو ہی خدا ماننا شروع کر دیا ہے۔

● Lido ایک کھیل ہے۔ جس میں ایک سے سو تک خانے بنے ہوتے ہیں اور اس میں کئی سانپ اور سیڑھی کی تصویر ہوتی ہے۔ جب پانسا پھیکا جاتا ہے (جس میں اسے ٦ تک عدد ہوتے ہیں) تو جو نمبر پانسے کے اوپر ہوتا ہے اسی کے مطابق خانہ میں آگے بڑھا جاتا ہے۔ مگر آگے بڑھتے ہوئے آپ کسی سیڑھی تک پہنچے تو سیڑھی چڑھ کر اوپر پہنچ جاتے ہیں اور اگر کسی سانپ کے منہ والے خانہ پر پہنچے تو سانپ کی دُم تک نیچے آجاتے ہیں۔ اس میں ۹۸ نمبر کے خانے میں ایک سانپ کا منہ ہوتا ہے اگر کوئی اس مقام پر ڈسا جاتا ہے تو پھر وہ ایک دم نیچے اپنے پہلے مقام پر آجاتا ہے۔

● نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں معبوث اس لئے نہیں کیا تھا کہ وہ دنیا والوں سے اللہ تعالیٰ کا تعارف کرائیں۔ کیوں کے لوگ تو اللہ تعالیٰ کو پہلے سے جانتے

تھے۔ نبی کریم ﷺ کے معبوث ہونے کا مقصد یہ شرک کوختم کرنا تھا۔ یہی پیغمبروں اور ولیوں کو خدا کی طرح اہمیت دینے کے رواج کوختم کرنا تھا۔ اور آج کے ماحول کو دیکھ کر کیا آپ کو ایسا نہیں لگتا کے ۹۸ نمبر کے خانے والے سانپ نے اس اُمّت کو ڈس لیا ہے۔ کیا یہ آج اپنے نبی کریم ﷺ کے نبوت کے پہلے والی حالت پر نہیں لوٹ گئی؟

انسان کی عجیب فطرت

● گوتم بدھ نے اپنے خادم لڑکے نندا سے کہا کہ ''اے میرے بیٹے میں نہ پہلا بدھ ہوں اور نہ آخری۔ میرے بعد جو آخری بدھ آئے گا وہ سب سے عظیم ہوگا۔ اس کا نام میتریا ہوگا۔ اس کی اطاعت میں ہی نجات ہوگی۔

Gospet of Buddha by carus page)
(no217

(اس شلوک میں میتریا نبی کریم ﷺ کو کہا گیا ہے۔ گوتم بدھ کے بیان پر غور کریں۔ گوتم بدھ نے خود کو خدا نہیں کہا۔ بلکے ان کے الفاظ پیغمبروں کی طرح ہیں۔ انھوں نے کہا کہ نہ میں پہلا بدھ ہوں اور نہ آخر۔ بلکے آخری بدھ (نبی کریم ﷺ) ہیں اور سب سے عظیم ہیں، اور ان کے حکم پر چل کر ہی انسان کامیاب ہوگا۔

● چودہ سال کے ون واس (جنگل میں زندگی گزارنے کے وقفہ) میں ہنومان جی نے شری رام جی سے پوچھا کہ میں خدا کی عبادت کیسے کروں۔ تو شری رام جی نے کہا پہلے خدا کے سامنے سیدھے کھڑے ہو جاؤ۔ پھر سجدہ کرو پھر بیٹھ جاؤ پھر چاند کی طرح خدا کے سامنے جھک جاؤ پھر سیدھے بیٹھ جاؤ اور اس کی یاد میں دل لگاؤ۔
(شری رام تتوا امریت)

प्रथमः ताराकः चयवादितिय दंड मुच्यते तीतय कुंडला।कारम चतुर्थ अर्द्धे चंन्द्रक पंच बिन्दु संयुक्त ओउ्म मित्यज्योती रूपक।
(श्री राम तत्वामृत)

(اس شلوک پر غور کیجیئے، شری رام نے یہ نہیں کہا کہ ''اے ہنومان'' میں ہی ایشور ہوں تو میری عبادت کرو۔ نہ یہ کہا کہ آنے والے زمانے میں تمہاری بھی پوجا ہوگی اسی لئے تم کیوں کسی کی عبادت کرنا چاہتے ہو۔ بلکے شری رام نے ہنومان جی کو بھی ایک نظر نہ آنے والے خدا کی بندگی کرنے کا حکم دیا۔

● حضرت عیسیٰؑ نے لوگوں سے کہا ''اے لوگوں! میں خدا کا بندا ہوں۔ اس نے مجھے انجیل عطا کی ہے اور مجھے پیغمبر منتخب کیا ہے۔ خدا ہی میرا رب ہے اور تمہارا۔ اس لئے اسی کی عبادت کرو اور یہی سیدھا راستہ ہے۔ (

سورۃ المریم آیت نمبر ۳۶-۱۶ کا مفہوم)

تو عیسائیوں نے جو حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا رتبہ دیا یہ ان کے علماء کرام کی سوچ کا نتیجہ ہے۔

● حضرت عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ایک حد سے زیادہ میری تعریف نہ کرو جس طرح عیسائی حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ کرتے ہیں۔ میں خدا کا بندا ہوں۔ اس لئے مجھے صرف اللہ کا بندہ اور پیغمبر کہو۔

(بخاری شریف، بحوالہ منتخب ابواب جلد احدیث نمبر ۹۶۵)

● انسان کی فطرت بھی کتنی عجیب ہے۔ وہ محترم شخصیتیں جو انسان کو خدا کا سچا راستہ دکھاتی ہیں۔ انسان خدا کو چوڑ کر بس انھیں کو معبود بنانے پر اڑا رہتا ہے۔

نہ گوتم بدھ نے نہ شری رام جی نے نہ حضرت عیسیٰؑ نے نہ نبی کریم ﷺ نے کبھی بھی کسی انسان کو یہ کہا کہ تم سب ہماری عبادت کرو۔ یا خدا کی کچھ صفات ہم میں بھی ہیں۔ یا تم ہمارے سے بھی کچھ مانگ سکتے ہوں۔ بلکہ سب نے ایک خدا کی پرستش کی ہی تعلیم دی۔ مگر آج بدھ، ہندو اور عیسائی مذہب کے لوگ پوری طرح سے گوتم بدھ، شری رام جی اور حضرت عیسیٰؑ کو ہی خدا کی طرح پوجا کرتے ہیں۔

اور اب مسلمانوں کے ایک طبقے نے بھی نبی کریم ﷺ کو پیغمبر کے رتبے سے اوپر اُٹھا کر خدا کے رتبے تک پہنچا دیا ہے۔ اور کھلے عام یا چھپ کر آپؐ کی پرستش شروع کردی ہے۔

یہ انسان کی کتنی عجیب فطرت ہے کہ وہ ایک نظر نہ آنے والے اور سمجھ میں نہ آنے والے خدا کی پرستش کرنا ہی نہیں چاہتا۔

مسلمان بھائیوں مندرجہ ذیل حقیقت پر غور کرو:

● ایک بار نبی کریم ﷺ کے غلام (حضرت ربیع بن کعب) نے صبح صادق کے وقت نبی کریم ﷺ کے لئے وضو کا اتنی اچھی طرح انتظام کیا کہ خوش ہوکر نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا کہ تم مجھ سے مانگو۔ انھوں نے کہا کہ میں جنّت میں آپ کا ساتھ چاہتا ہوں۔ (تو نبی کریم ﷺ نے ایسا نہیں کہا کہ جا خوش ہوجا۔ میں نے تجھے جنّت عطا کردیا۔ بلکے کہا کہ) اچھا پھر سجدوں سے میری مدد کرنا۔ (یعنی جب میں خدا سے تمہارے لئے جنّت کی دعا کروں تو تمہارے اعمال بھی جنّت میں جانے والے ہوں۔) (صحیح مسلم شریف)

(بقیہ صفہ نمبر ۳۷ پر)

۱۰۔ایک پُرخلوص گزارش

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ (ایک دن) ہم (چند) صحابہ (بیٹھے ہوئے) آپس میں تقدیر کے مسلۂ پر بحث ومباحثہ کر رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ آگئے اور ہمیں بحث ومباحثہ میں مشغول دیکھا تو آپؐ نے ہم سے پوچھا کہ کس موضوع پر بحث کر رہے ہو۔ہم نے کہا تقدیر پر۔تقدیر کے الفاظ سنتے ہی آپ ﷺ کو اتنا غصہ آیا کہ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور سرخ بھی ایسا کہ جیسے انار کے دانوں کا پانی آپؐ کے رخساروں میں نچوڑ دیا گیا ہو۔اور پھر آپ ﷺ نے (ہمیں مخاطب کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا۔''کیا تمہیں اس بات پر مامور کیا گیا ہے؟اور تمہارے درمیان کیا میں اسی لئے مبعوث کیا گیا ہوں؟ بلاشبہ تم سے پہلے (بعض امتوں) کے لوگ اس (تقدیر کے) مسئلہ میں بحث ومباحثہ کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئے تھے ۔دیکھو میں تم کو قسم دیتا ہوں (پھر) تم کو قسم دیتا ہوں (آئندہ پھر کبھی) اس مسئلہ میں بحث ومباحثہ مت کرنا۔''

(ترمذی،ابن ماجہ،بحوالہ منتخب ابواب جلد احدیث ۹۲)

(۲) ایک بار کچھ یہودیوں نے نبی کریم ﷺ سے روح کے بارے میں دریافت کیا تو اللہ تعالیٰ نے مندرجہ ذیل آیت نازل کی:

اور تم سے روح کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔کہہ دو کہ وہ میرے پروردگار کے حکم کی ایک شان ہے۔اور تم لوگوں کو بہت ہی کم علم دیا گیا ہے۔

(سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۸۵)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے روح کے بارے میں بہت کم علم تم لوگوں کو دیا ہے۔

● اب اس بات پر غور کیجئے کہ تقدیر کے بارے میں اگر گفتگو کی جائے تو اس میں ایسی کون سی غلط بات ہے جس سے نبی کریم ﷺ اتنا غصہ ہوئے کہ آپ کا چہرہ مبارک سُرخ ہو گیا۔

کیوں کہ اس سے نظریات میں بگاڑ آسکتے ہیں۔اس طرح روح کے بارے میں بھی نہ اللہ تعالیٰ نے زیادہ علم دیا۔نہ نبی کریم ﷺ نے اس کے بارے میں زیادہ معلومات دی۔اور بڑے بڑے عالموں اور فلسفیوں نے بھی روح کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے۔جیسے امام غزالیؒ نے بھی اپنی کتاب کیمیاء سعادت میں روح کے بارے میں چند الفاظ لکھ کر بات ختم کر دی کہ نبی کریم

ﷺ نے اسے پسند نہیں فرمایا ہے۔

● میں نے اس کتاب میں روح کے بارے میں اور خود نبی کریم ﷺ کے اس دنیا میں پیدائش کے پہلے کی کیفیت کے بارے میں بہت کچھ لکھا۔ جو مجھے لکھنا نہیں چاہیئے تھا۔

● میں نے مجبوراً ایسا کیا۔ کیوں کہ میں نے دیکھا کہ لوگ نبی کریم ﷺ کو خدا کا ذاتی نور سمجھ کر پرستش کر رہے ہیں۔ جب کہ تحقیق سے یہ احساس ہوتا ہے کہ آپؐ صفاتی نور یا علم کا نور یا ایمان کا نور ہو سکتے ہیں۔ اور آپ مخلوق ہیں اللہ تعالیٰ ہی سب کا رب ہے۔ اور اس نے اپنے اختیارات میں کسی کو کچھ بھی حصہ نہیں دیا ہے۔

● ہم خدا کے بارے میں زیادہ نہیں جانتے ہیں مگر اس علم کی کمی کے باوجود ہماری آخرت کی کامیابی اور مغفرت پر کوئی اثر نہیں ہوگا اگر ہم اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے صراط مستقیم پر چلتے رہے۔

اس طرح اگر ہم نبی کریم ﷺ کے تینوں کیفیتوں کے بارے میں کچھ نہ جانے اور بس آپ کے ارشادات پر اچھی طرح عمل کرتے رہے تو انشاء اللہ ہماری آخرت کی کامیابی اور مغفرت پر بھی کوئی اثر نہ ہوگا۔

جب کہ اگر ہم آپ کے ان کیفیتوں کے بارے میں تحقیق کرتے رہے جس کا قرآن میں اور صحیح حدیث میں کوئی ذکر نہیں ہے اور اپنا کوئی نظریہ بنانے کی کوشش کرتے رہے اور خدا نا خواستہ اگر وہ نظریات آخرت میں غلط ثابت ہوئے تو ہماری کامیابی خطرے میں پڑ سکتی ہیں۔ اور ہم ہمیشہ کے لئے جہنم میں جلنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

ہم ۴۵۰ کروڑ سال سے روح کی شکل میں اس کائنات میں موجود ہیں۔ اور لامحدود عرصے تک مرنے کے بعد بھی موجود رہے گے۔ مرنے کے بعد اس لامحدود عرصے میں ہماری کیفیت (آرام وسکون) ہمارے اس ۵۰ سال کی زندگی پر منحصر ہے۔ تو اس چھوٹی سی زندگی میں ہم اپنی ناکامی کا خطرہ کیوں مول لیں۔

ہم کیوں نبی کریم ﷺ کے بارے میں وہ نظریات بنانے کی کوشش کریں جو خدا اور نبی کریم ﷺ نے ہم کو صاف صاف نہیں بتایا ہے۔

اس طرح نظریات بنانے سے ہم کو کوئی فائدہ تو ہوگا نہیں۔ ہاں نقصان ہونے کے خطرے بہت ہیں۔ اس لئے خدا کے لئے صرف قرآن اور صحیح حدیث میں جو صاف صاف لکھا ہے بس اسی کے مطابق اپنے ایمان اور یقین کو بنایئے۔ (بقیہ صفہ نمبر ۱۰۳ پر)

۱۱۔قرآن پاک میں نبی کریمؐ کا تعارف

نبی کریمﷺ آخری نبی اور نبیوں کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے محبوب بندے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کا تعارف اور اپنے حبیب کی ذمّے داریوں کو قرآن کریم میں جن آیتوں میں بیان کیا ہے ان میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

(A) نبی کریمؐ خوشخبری سنانے والے اور ڈر سنانے والے ہیں۔

قرآن کریم میں اس مفہوم کی آیتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اے محمدؐ ہم نے تم کو سچائی کے ساتھ خوشخبری سنانے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اہل دوزخ کے بارے میں تم سے کچھ پرسش نہیں ہوگی۔(سورۃ البقرہ آیت نمبر۱۱۹)

(۲) کیا ان لوگوں نے غور نہیں کیا کہ انکے ساتھی کو کوئی جنون نہیں ہے۔ وہ تو ایک صاف ڈرانے والے ہیں۔(سورۃ آل عمران آیت نمبر۱۸۴)

(۳) اور اس مفہوم کی قرآن شریف میں کئی آیتیں ہیں جنھیں یہاں لکھنا مشکل ہے۔اس لئے ہم صرف ان آیتوں کی نشان دہی کر دیتے ہیں۔

سورۃ الاحزاب آیت 46:45

سورۃ سبا آیت نمبر 46

سورۃ نجم آیت نمبر 56

سورۃ الکھف آیت نمبر۱۰۵

(B): نبی کریمؐ نگھبان بنا کر نہیں بھیجے گئے ہیں:

قرآن کریم میں اس مفہوم کی آیتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) جو شخص رسول کی فرمانبرداری کرے گا تو بیشک اس نے خدا کی فرمانبرادی کی اور جو نافرمانی کرے تو اے پیغمبر تمہیں ہم نے انکا نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

(سورۃ النساء آیت نمبر۸۰)

(۲) تم نصیحت کرتے رہو کہ تم تو صرف نصیحت کرنے والے ہی ہو تم ان پر داروغہ نہیں ہو۔

(سورۃ غاشیہ آیت نمبر۱۲۔۲۲)

(C):نبی کریمؐ صرف اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں۔ آپؐ کا کام اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنا اورامت تک ان احکامات کو پہنچا دینا۔

قرآن کریم میں اس مفہوم کی آیتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) کہو۔ کیا میں خدا کو چھوڑ کر کسی اور کو مددگار بناؤں۔ کہ وہی تو آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور وہی سب کو کھانا دیتا ہے اور خود کسی سے کھانا نہیں لیتا۔ یہ بھی کہہ دو کہ مجھے یہ حکم ہوا ہے کہ میں سب سے پہلے اسلام لانے والا ہوں اور یہ کہ تم اے پیغمبر مشرکوں میں نہ ہونا۔

(سورۃ الانعام آیت نمبر۱۴)

(۲) کہہ دو کہ میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب جانتا ہوں اور نہ تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس حکم پر چلتا ہوں جو مجھے خدا کی طرف سے آتا ہے۔ کہہ دو کہ بھلا اندھا اور آنکھ والا برابر ہوتے ہیں؟ تو پھر تم غور کیوں نہیں کرتے؟

(سورۃ الانعام آیت نمبر۵۰)

(۳) وہ جو محمد رسول اللہ کی جو نبی امی ہیں پیروی کرتے ہیں جن کے اوصاف کو وہ اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔ وہ انہیں نیک کام کا حکم دیتے ہیں۔ اور برے کام سے روکتے ہیں۔ اور پاک چیزوں کو ان کے لئے حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو ان پہ حرام ٹھراتے ہیں اور ان پر سے بوجھ اور طوق جو ان کے سر پر اور گلے میں تھے اتارتے ہیں۔ تو جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی رفاقت کی اور انہیں مدد دی اور جو نور ان کے ساتھ نازل ہوا ہے اس کی پیروی کی وہی مراد پانے والے ہیں۔

(سورۃ الاعراف آیت نمبر۱۵۷)

(۴) جس طرح ہم اور پیغمبر بھیجتے رہے ہیں اسی طرح اے محمدؐ ہم نے تم کو اس امت میں جس سے پہلے بہت سی امتیں گذر چکی ہیں بھیجا ہے تاکہ تم ان کو وہ کتاب جو ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے پڑھ کر سنا دو۔ اور یہ لوگ رحمان کو نہیں مانتے۔ کہہ دو۔ وہی تو میرا پروردگار ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں میں اسی پر بھروسہ رکھتا ہوں اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ (سورۃ الرعد آیت نمبر۳۰)

(۵) اور اگر ہم کوئی عذاب جس کا ان لوگوں سے وعدہ کرتے ہیں تمہیں دکھائیں یعنی تمہارے روبرو ان پر

نازل کریں یا تمہاری مدت حیات پوری کردیں۔ یعنی تمہارے انتقال کے بعد عذاب بھیجیں تو تمہارا کام تو صرف ہمارے احکام کا پہنچا دینا ہے اور ہمارا کام حساب لینا ہے۔ (سورۃ الرعد آیت نمبر۴۰)

(۶) اور مشرک کہتے ہیں کہ اگر خدا چاہتا تو نہ ہم ہی اسکے سوا کسی چیز کو پوجتے اور نہ ہمارے بڑے ہی پوجتے اور نہ اسکے فرمان کے بغیر ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔ اے پیغمبر اسی طرح ان سے اگلے لوگوں نے کہا تھا۔ تو پیغمبروں کے ذمے خدا کے احکام کو کھول کر سنا دینے کے سوا اور کچھ نہیں۔

(سورۃ النحل آیت نمبر۳۵)

(۷) اور یہ قرآن خدائے پروردگار عالم کا اتارا ہوا ہے۔ اسکو امانت دار فرشتہ لے کر اترا ہے۔ یعنی اس نے تمہارے دل پر القا کیا ہے تا کہ تم لوگوں کو نصیحت کرتے رہو۔ (سورۃ الشعراء آیت نمبر۱۹۴۔۱۹۲)

(۸) کہہ دو کہ اگر میں گمراہ ہوں تو میری گمراہی کا ضرر مجھی کو ہے۔ اور اگر ہدایت پر ہوں تو یہ اسکی طفیل ہے جو میرا پروردگار میری طرف وحی بھیجتا ہے۔ بیشک وہ سننے والا اور نزدیک ہے۔

(سورۃ السباء آیت نمبر۵۰)

(۹) کہہ دو کہ میں کوئی نیا پیغمبر نہیں آیا اور میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا سلوک کیا جائیگا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائیگا میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر وحی آتی ہے اور میرا کام تو علانیہ ہدایت کرنا ہے۔

(سورۃ الاحقاف آیت نمبر۹)

(۱۰) وہی تو ہے جس نے انپڑھوں میں انہیں میں سے محمدؐ کو پیغمبر بنا کر بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیتیں پڑھتے اور ان کو پاک کرتے اور خدا کی کتاب اور دانائی سکھاتے ہیں اور اس کے پہلے تو یہ لوگ صریح گمراہی میں تھے۔ (سورۃ الشوریٰ آیت نمبر۵۲)

(۱۱) کہہ دو کہ میں تو اپنے نقصان و فائدے کا بھی کچھ اختیار نہیں رکھتا۔ مگر جو خدا چاہے ہر ایک امت کے لئے موت کا ایک وقت مقرر ہے۔ جب وہ وقت آجاتا ہے تو ایک گھڑی بھی دیر نہیں کر سکتے اور نہ جلدی کر سکتے ہیں۔ (سورۃ یونس آیت نمبر۴۹)

(D):۔ نبی کریمؐ کو اپنی امت سے بے انتہا محبت تھی۔

- نبی کریمؐ کو اپنی امت سے بے انتہا محبت تھی اور آپؐ رات رات بھر اللہ تعالیٰ کے حضور کھڑے رہ کر نماز پڑھتے اور رو رو کر امت کے لئے دعائیں مانگتے

رہتے۔آپ ؐ کی تکلیف دیکھ کراس خدانے جس نے آپ ؐ کوپیغمبر بناکرلوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجاتھا خوداسے کہناپڑا۔

(۱) ''ہم نے قرآن اس لئے نہیں اُتارا ہے کہ آپ مصیبت میں پڑجاؤ۔'' (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر۲)

(۲) اے پیغمبر شاید تم اس رنج سے کہ یہ لوگ ایمان نہیں لاتے اپنے تئیں ہلاک کردوگے۔

(سورۃ الشعراء آیت نمبر۳)

(۳) شاید تم ان کے پیچھے غم سے اپنے کو ہلاک کر ڈالوگے؛ اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں۔

(سورۃ الکھف آیت نمبر۶)

(۴) لوگو تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک پیغمبر آئے ہیں۔تمہاری تکلیف انکو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے بہت خواہشمند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے اور مہربان ہیں۔

(سورۃ التوبہ آیت نمبر۱۲۸)

(E): **نبی کریم ؐ اس زمین پر انسان کی طرح پیدا ہوئے اور جس طرح ہر نفس کو موت کا مزا چکھنا ہے اسی طرح آپ ؐ نے بھی اس دارِ فانی سے کوچ کیا۔**

(آپ ؐ کو زندہ دفن نہیں کیا گیا تھا۔جیسا کہ کچھ لوگوں کا یقین ہے کہ دفناتے وقت آپ ؐ کے ہونٹ ہل رہے تھے اور آپ ؐ اپنی امت کو یاد کررہے تھے۔)اس مفہوم کی کچھ آیتیں اس طرح کی ہیں۔

(۱) اور محمد ؐ تو صرف خدا کے پیغمبر ہیں۔ان سے پہلے بھی بہت سے پیغمبر ہو گذرے ہیں۔ بھلا اگر یہ <u>مرجائیں یا مارے جائیں</u> تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ؟ یعنی مرتد ہو جاؤ اور جو الٹے پاؤں پھر جائے گا تو خدا کا کچھ نقصان نہیں کر سکے گا اور خدا شکر گذاروں کو بڑا ثواب دے گا۔(سورۃ آل عمران آیت نمبر۱۴۴)

اعلیٰ حضرت کا ترجمہ: اور محمد ﷺ تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول ہو چکے ہیں تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو الٹے پاؤں پھرے گا اللہ تعالیٰ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ تعالیٰ شکر گزاروں کو صلہ دے گا۔

(سورۃ آل عمران : آیت نمبر۱۴۴)

(۲) کہہ دو کہ میں تمہاری طرح کا ایک بشر ہوں۔ البتہ میری طرف وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود وہی ایک معبود ہے تو جو شخص اپنے پروردگار سے ملنے کی امید رکھے چاہیے کہ عمل نیک کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ بنائے۔
(سورۃ الکھف آیت نمبر۱۱۰)

اعلیٰ حضرت کا ترجمہ: تم فرماؤ ظاہر صورت بشری میں تو جیسا ہوں۔ مجھے وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔ تو جسے اپنے رب سے ملنے کی امید ہو اُسے چاہیے نیک کام کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو شریک نہ کرے۔
(سورہ۱۸ الکھف : آیت نمبر۱۱۰)

(۳) اور ہم نے تم سے پہلے مرد ہی پیغمبر بنا کر بھیجے جن کی طرف ہم وحی بھیجتے تھے۔ اگر تم نہیں جانتے تو جو یاد رکھتے ہیں ان سے پوچھ لو اور ہم نے ان کے ایسے جسم نہیں بنائے تھے کہ کھانا نہ کھائیں اور نہ وہ ہمیشہ رہنے والے تھے۔
(سورۃ النبیاء آیت نمبر۸۔۷)

اعلیٰ حضرت کا ترجمہ: اور ہم نے تم سے پہلے نہ بھیجے مگر مرد جنھیں ہم وحی کرتے۔ تو اے لوگو علم والوں سے پوچھو اگر تمہیں علم نہ ہو اور ہم نے انھیں خالی بدن نہ بنایا کہ کھانا نہ کھائیں اور نہ دنیا میں ہمیشہ رہیں۔
(سورۃ الانبیاؑ آیت نمبر۷۔۸)

(۴) اور اے پیغمبر ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کو بقائے دوام (ہمیشہ کی زندگی) نہیں بخشا۔ بھلا اگر تم مر جاؤ تو کیا یہ لوگ ہمیشہ رہیں گے۔ ہر متنفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ (سورۃ النبیاء آیت نمبر۳۵۔۳۴)

اعلیٰ حضرت کا ترجمہ: اور ہم نے تم سے پہلے کسی آدمی کے لیئے دنیا میں ہمیشگی نہ بنائی۔ تو کیا اگر تم انتقال فرماؤ تو یہ ہمیشہ رہیں گے اور ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ (سورۃ الانبیاؑ ۲۱ آیت نمبر۳۴۔۳۵)

(F) کسی کو ھدایت دینا، کسی کی مغفرت کرنا اور بذات خود غیب کا جاننا اس کا اختیار نبی کریمؐ کو نھیں دیا گیا تھا:۔

اس مفہوم کی کچھ آیتیں مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) اور اے محمدؐ ہم نے تم سے پہلے بھی پیغمبر بھیجے تھے اور ان کو بیویاں اور اولاد بھی دی تھی۔ اور کسی پیغمبر کے اختیار کی بات نہ تھی کہ خدا کے حکم کے بغیر کوئی نشانی

لائے۔ ہر حکم قضاء کتاب میں مرقوم ہے۔

(سورۃ الرعد ۱۳ آیت نمبر ۳۸)

اعلیٰ حضرت کا ترجمہ: اور کسی رسول کا کام نہیں کہ کوئی نشانی لے آئے مگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر وعدہ کی ایک لکھت ہے۔

(سورہ الرّعد ۱۳ آیت نمبر ۳۹)

(۲) اگر تم ان کفار کی ہدایت کیلئے للچاؤ تو جس کو خدا گمراہ کر دیتا ہے اس کو وہ ہدایت نہیں دیا کرتا اور ایسے لوگوں کا کوئی مددگار بھی نہیں ہوتا۔

(سورۃ النحل آیت نمبر ۳۷)

اعلیٰ حضرت کا ترجمہ: اگر تم ان کی ہدایت کی حرص کرو تو بیشک اللہ تعالیٰ ہدایت نہیں دیتا جسے گمراہ کرے اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

(سورہ النحل ۱۶: آیت نمبر ۳۷)

(۳) اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول خدا تمہارے لئے مغفرت مانگیں تو سر ہلا دیتے ہیں اور تم ان کو دیکھو کہ تکبر کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں۔ (اے محمدؐ) تم ان کے لئے مغفرت مانگو یا نہ مانگو ان کے حق میں برابر ہے۔ خدا ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔ بیشک خدا نافرمانوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا۔ (سورۃ المنفقون آیت نمبر ۵-۶)

اعلیٰ حضرت کا ترجمہ: اور جب ان سے کہا جائے کہ آؤ رسول اللہ تمہارے لئے معافی چاہیں تو اپنے سر گھماتے ہیں اور تم انھیں دیکھو کہ غرور کرتے ہوئے منہ پھیر لیتے ہیں۔ ان پر ایک سا ہے۔ تم ان کے لئے معافی چاہو یا نہ چاہو۔ اللہ انھیں ہرگز نہ بخشے گا۔ بیشک اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (سورۃ المنفقون آیت نمبر ۵-۶)

(۴) اور جب خدا کے بندے محمدؐ اس کی عبادت کو کھڑے ہوئے تو کافران کے گرد ہجوم کر لینے کو تھے۔ کہہ دو کہ میں تو اپنے پروردگار ہی کی عبادت کرتا ہوں اور کسی کو اس کا شریک نہیں بناتا۔ یہ بھی کہہ دو کہ میں تمہارے حق میں نفع اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا۔ یہ بھی کہہ دو کہ خدا کے عذاب سے مجھے کوئی پناہ نہیں دے سکتا اور میں اس کے سوا کہیں جائے پناہ نہیں دیکھتا۔

(سورۃ الجن آیت نمبر ۲۲-۱۹)

اعلیٰ حضرت کا ترجمہ: اور یہ کہ جب اللہ کا بندہ اسکی بندگی کرنے کھڑا ہوا تو قریب تھا کہ وہ جن اس پر ٹھٹھ کے ٹھٹھ ہو جائیں۔ تم فرماؤ میں تو اپنے رب ہی کی بندگی کرتا ہوں اور کسی کو اسکا شریک نہیں ٹھہراتا۔ تم فرماؤ میں تمہارے کسی بھلے بُرے کا مالک نہیں۔ تم فرماؤ ہرگز

مجھے اللہ سے کوئی نہیں بچائے گا۔اور ہرگز اس کے سوا کوئی پناہ نہ پاؤں گا۔ (سورۃ الجن آیت نمبر۲۲-۱۹)

(۵) ہاں جس پیغمبر کو(اللہ تعالیٰ) پسند فرمائے تو اس کو غیب کی باتیں بتا دیتا اور اس کے آگے اور پیچھے نگہبان مقرر کر دیتا ہے۔(سورۃ الجن آیت نمبر۲۷)

اعلیٰ حضرت کا رجمہ: غیب کا جاننے والا (خدا) تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا۔سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے ۔کہ ان کے آگے پیچھے پہرا مقرر کر دیتا ہے۔(سورۃ الجن آیت نمبر۲۷)

(نوٹ: نگہبان مقرر کرنے کی ایک وجہ غیب کی باتوں کو شیاطین سے محفوظ رکھنا ہے۔)

(۶) کہہ دو کہ میں اپنے فائدے اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں رکھتا مگر جو خدا چاہے۔اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو میں اپنے لئے بہت سے فائدے جمع کر لیتا اور مجھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچتی۔ میں تو مومنوں کو ڈرانے اور خوشخبری سنانے والا ہوں ۔ (سورۃ الاعراف آیت نمبر۱۸۸)

اعلیٰ حضرت کا ترجمہ: تم فرماؤ میں اپنی جان کے بھلے بُرے کا خود مختار نہیں۔مگر جو اللہ چاہے۔اور اگر میں غیب جان لیا کرتا تو یوں ہوتا کہ میں نے بہت بھلائی جمع کر لی۔اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچتی۔ میں تو یہی ڈر اور خوشی سنانے والا ہوں انھیں جو ایمان رکھتے ہیں۔

(سورۃ الاعراف آیت نمبر۱۸۸)

(G): نبی کریم کی کچھ اور فضیلت اور امت کی ذمہ داریاں:

(۱) پیغمبر مومنوں پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ حق رکھتے ہیں اور پیغمبر کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔

(سورۃ الاحزاب آیت نمبر۶)

(۲) اور کسی مومن مرد اور مومن عورت کو حق نہیں ہے کہ جب خدا اور اس کا رسول کوئی امر (حکم) مقرر کر دیں تو وہ اس کام میں اپنا بھی کچھ اختیار سمجھیں۔اور جو کوئی خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہ ہو گیا۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر۳۶)

(۳) محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ خدا کے پیغمبر اور نبیوں کی نبوت کی مہر یعنی اس کو ختم کر دینے والے ہیں اور خدا ہر چیز سے واقف ہے۔

(سورۃ الاحزاب آیت نمبر۴۰)

(بقیہ صفحہ نمبر۹۸ پر)

۱۲۔قرآن پاک کی وہ آیتیں جن میں نبی کریمؐ کے لئے احکام ہیں۔

نبی کریم ﷺ کے ذاتی زندگی کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکام:

(۱) اے محمدؐ! سب سے یکسو ہو کر دین اسلام کی پیروی کیے جاؤ اور مشرکوں میں ہرگز نہ ہو جانا۔

(سورۃ یونس آیت نمبر ۱۰۵)

(۲) اے محمدؐ جو کپڑا لپیٹے پڑے ہو اٹھو اور ہدایت کردو اور اپنے پروردگار کی بڑائی کرو اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھو اور ناپاکی سے دور رہو۔

(سورۃ المدثر آیت نمبر ۱-۵)

(۳) پس جو کچھ یہ بکواس کرتے ہیں اس پر صبر کرو۔ اور سورج کے نکلنے سے پہلے اور اس کے غروب ہونے سے پہلے اپنے پروردگار کی تسبیح وتحمید کیا کرو اور رات کی ساعات اولین میں بھی اس کی تسبیح کیا کرو اور دن کی اطراف یعنی دوپہر کے قریب ظہر کے وقت بھی تاکہ تم خوش ہو جاؤ۔ اور کئی طرح کے لوگوں کو جو ہم نے دنیا کی زندگی میں آرائش کی چیزوں سے بہرہ مند کیا ہے تاکہ انکی آزمائش کریں ان پر نگاہ نہ کرنا۔ اور تمہارے پروردگار کی عطا فرمائی ہوئی روزی بہت بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔ اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم کرو اور اس پر قائم رہو ہم تم سے روزی کے خواستگار نہیں بلکہ تمہیں ہم روزی دیتے ہیں اور نیک انجام اہل تقویٰ کا ہے۔ (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۳۲-۱۳۰)

(۴) اے پیغمبر اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ باہر نکلا کریں تو اپنے مونہوں پر چادر لٹکا کر گھونگٹ نکال لیا کریں۔ یہ امر ان کے لیے موجب شناخت وامتیاز ہوگا تو کوئی ان کو ایذا نہ دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۹)

(۵) اے پیغمبر ہم نے یہ کتاب تمہاری طرف سچائی کے ساتھ نازل کی ہے تو خدا کی عبادت کرو یعنی اس کی عبادت کو شرک سے خالص کر کے۔ (سورۃ الزمر آیت نمبر ۲)

(۶) اے محمدؐ تمہاری طرف اور ان پیغمبروں کی طرف جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں یہی وحی بھیجی گئی ہے۔ کہ اگر تم نے شرک کیا تو تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے اور تم زیاں کاروں میں ہو جاؤ گے۔ (سورۃ الزمر آیت نمبر ۶۵)

(۷) پس اے محمدؐ جس طرح اور عالی ہمت پیغمبر صبر کرتے رہے ہیں اسی طرح تم بھی صبر کرو اور ان کے

لئے عذاب جلدی نہ مانگو جس دن یہ اس چیز کو دیکھیں گے جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے تو خیال کریں گے کے گویا دنیا میں رہے ہی نہ تھے مگر گھڑی بھر دن ۔یہ قرآن پیغام ہے سو اب وہی ہلاک ہونگے جو نافرمان تھے۔(سورۃ الاحقاف آیت نمبر ۳۵)

(۸) اے محمدؐ جو کپڑے میں لپٹ رہے ہو۔رات کو قیام کیا کرو مگر تھوڑی سی رات یعنی نصف رات یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ۔ٹھہر ٹھہر کر (قرآن) پڑھا کرو۔ہم عنقریب تم پر ایک بھاری فرمان نازل کرینگے۔ (سورۃ المزمل آیت نمبر ۱۔۵)

(۹) تو خدا جو سچا بادشاہ ہے عالی قدر ہے۔اور قرآن کی وحی جو تمہاری طرف بھیجی جاتی ہے اسکے پورا ہونے سے پہلے قرآن کے پڑھنے کے لئے جلدی نہ کیا کرو اور دعا کرو کہ میرے پروردگار مجھے اور زیادہ علم دے۔ (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۱۴)

(۱۰) اے محمدؐ ان سے کہہ دو کہ مجھے اس بات کی ممانعت کی گئی ہے کہ جن کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو ان کی پرستش کروں اور میں ان کی کیوں کر پرستش کروں جب کی میرے پاس میرے پروردگار کی طرف سے کھلی دلیلیں آچکی ہیں اور مجھ کو یہ حکم ہوا ہے کہ پروردگار عالم ہی کا تابع فرمان ہوں۔

(سورۃ المومن آیت نمبر ۶۶)

نیز مندرجہ ذیل آیات میں بھی پیارے نبی کریم ﷺ کو خاص احکام دئے گئے ہیں۔

(۱۱) سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۷۹۔۷۸
(۱۲) سورۃ النمل آیت نمبر ۹۳۔۹۱
(۱۳) سورۃ القصص آیت نمبر ۸۵۔۸۸
(۱۴) سورۃ الروم آیت نمبر ۳۰
(۱۵) سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۳۔۱
(۱۶) سورۃ المومن آیت نمبر ۶۶
(۱۷) سورۃ القیمۃ آیت نمبر ۱۹۔۱۶
(۱۸) سورۃ الروم آیت نمبر ۳۰
(۱۹) سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۷۹۔۷۸
(۲۰) سورۃ النمل آیت نمبر ۹۱۔۹۳
(۲۱) سورۃ القصص آیت نمبر ۸۵۔۸۸
(۲۲) سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۱۔۳

دعوت کے سلسلے سے اللہ تعالیٰ

کے احکام:

(۱) اے پیغمبر لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھیں گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا۔ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

(سورۃ آل عمران آیت نمبر۳۱)

(۲) اے محمدؐ! کہہ دو کہ لوگوں میں تم سب کی طرف خدا کا بھیجا ہوا ہوں یعنی اس کا رسول ہوں وہ جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندگانی بخشتا ہے اور وہی موت دیتا ہے تو خدا پر اور اس کے رسول پیغمبر امی پر جو خدا پر اور اس کے تمام کلام پر ایمان رکھتے ہیں ایمان لاؤ اور ان کی پیروی کرو تا کہ ہدایت پاؤ۔

(سورۃ الاعراف آیت نمبر۱۵۸)

(۳) اے پیغمبر لوگوں کو دانش اور نیک نصیحت سے اپنے پروردگار کے رستے کی طرف بلاؤ۔ اور بہت ہی اچھے طریقے سے ان سے مناظرہ کرو۔ جو اس کے رستے سے بھٹک گیا ہے تمہارا پروردگار بھی اسے خوب جانتا ہے۔ اور جو رستے پر چلنے والے ہیں ان سے بھی خوب واقف ہے۔ اور اگر تم ان کو تکلیف دینی چاہو تو اتنی ہی دو جتنی تکلیف تم کو ان سے پہنچی۔ اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنے والوں کے لیے بہت اچھا ہے۔ اور صبر ہی کرو اور تمہارا صبر ہی خدا ہی کی مدد سے ہے اور ان کے بارے میں غم نہ کرو اور جو یہ بد اندیشی کرتے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہو۔ کچھ شک نہیں کہ جو پرہیز گار ہیں اور جو نیکوکار ہیں خدا ان کا مددگار ہے۔

(سورۃ النحل آیت نمبر۱۲۵-۱۲۸)

(۴) اے پیغمبر میرے مومن بندوں سے کہہ دو کہ نماز پڑھا کریں اور اس دن کے آنے سے بیشتر جس میں نہ اعمال کا سودا ہوگا اور نہ دوستی کام آئے گی ہمارے دیے ہوئے مال میں سے درپردہ اور ظاہر خرچ کرتے رہیں۔

(سورۃ ابراہیم آیت نمبر۳۱)

(۵) کہہ دو کہ مجھ سے ارشاد ہوا ہے کہ خدا کی عبادت کو خالص کر کے اس کی بندگی کروں۔ اور یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ میں سب سے اوّل مسلمان بنوں۔ کہہ دو کہ اگر میں اپنے پروردگار کا حکم نہ مانوں تو مجھے بڑے دن کے عذاب سے ڈر لگتا ہے۔ کہہ دو کہ میں اپنے دین کو شرک سے خالص کر کے اس کی عبادت کرتا ہوں۔

(سورۃ الزمر آیت نمبر۱۱-۱۴)

(۶) سو جہاں تک نصیحت کے نافع ہونے کی امید ہو نصیحت کرتے رہو جو خوف رکھتا ہے وہ تو نصیحت پکڑے گا۔ (سورۃ اعلیٰ آیت نمبر ۹-۱۰)

(۷) اے پیغمبر کہہ دو کہ میں تم سے اس کا صلہ نہیں مانگتا اور نہ میں بناوٹ کرنے والوں میں ہوں۔ یہ قرآن تو اہل عالم کے لیے نصیحت ہے۔

(سورۃ ص آیت نمبر ۸۶-۸۷)

نبی کریم ﷺ کو صبر کرنے، لوگوں کو معاف کرنے اور ان کے لئے مغفرت مانگنے کے احکام

(۱) اے محمدؐ خدا کی مہربانی سے تمہارے افتاد مزاج ان لوگوں کے لئے نرم واقع ہوئی ہے اور اگر تم بدخو اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔ تو انکو معاف کردو اور ان کے لئے خدا سے مغفرت مانگو اور اپنے کاموں میں ان سے مشورۃ لیا کرو۔ اور جب کسی کام کا عزم مصمم کر لو تو خدا پر بھروسہ رکھو۔ بیشک خدا بھرسہ رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

(سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۵۹)

(۲) پس تم صبر کرو بیشک خدا کا وعدہ سچا ہے اور دیکھو جو لوگ یقین نہیں رکھتے وہ تمہیں اوچھا نہ بنا دیں۔ (سورۃ الروم آیت نمبر ۶۰)

(۳) تو تم کافروں کی باتوں کو حوصلے کے ساتھ برداشت کرتے رہو۔ (سورۃ نوح آیت نمبر ۵)

(۴) اے محمدؐ ہم نے تم پر قرآن آہستہ آہستہ نازل کیا ہے۔ تو اپنے پروردگار کے حکم کے مطابق صبر کیے رہو اور ان لوگوں میں سے کسی بدعمل اور ناشکرے کا کہا نہ مانو۔ اور صبح اور شام اپنے پروردگار کا نام لیتے رہو۔ اور رات کو بڑی رات تک اس کے آگے سجدے کرو اور اس کی پاکی بیان کرتے رہو۔ (سورۃ الدھر آیت نمبر ۲۳-۲۶)

(۵) اے محمدؐ! عفو اختیار کرو اور نیک کام کرنے کا حکم دو اور جاہلوں سے کنارہ کرلو۔ (سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۹۹)

کافر اور مشرکوں سے لڑنے کے احکام

(۱) اے پیغمبر کافروں اور منافقوں سے لڑو۔ اور ان پر سختی کرو۔ اور ان کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور وہ بُری جگہ ہے۔ (سورۃ التوبہ آیت نمبر ۷۳)

(۲) تو تم کافروں کا کہا نہ مانو اور ان سے اس قرآن کے حکم کے مطابق بڑے شدومد سے لڑو۔

(سورۃ الفرقان آیت نمبر ۵۲)

☆☆☆☆☆

۱۳۔ قرآن پاک کی وہ آیتیں جن میں نبی کریمؐ کو اللہ تعالیٰ نے تنبیہ کیا

(۱) اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہونگے اور نہ عیسائی۔ یہاں تک کہ ان کے مذہب کی پیروی اختیار کرلو۔ ان سے کہہ دو کہ خدا کی ہدایت یعنی دین اسلام ہی ہدایت ہے۔ اور اے پیغمبر اگر تم اپنے پاس علم یعنی (وحی خداوندی) کے آجانے کے بعد بھی ان کی خواہشوں پر چلو گے تو تم کو عذابِ خدا سے بچانے والا نہ کوئی دوست ہوگا نہ کوئی مددگار۔

(سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۲۰)

(۲) اور جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے۔ اور جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی ان کو بھی اور اے محمدؐ تم کو بھی ہم حکم تاکیدی کیا ہے کہ خدا سے ڈرتے رہو۔ اور اگر کفر کرو گے تو سمجھ رکھو کہ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب خدا ہی کا ہے اور خدا بے پرواہ اور سزاوار حمد وثنا ہے۔ (سورۃ النساء آیت نمبر ۱۳۱)

(۳) اور اگر ان کی روگردانی تم پر شاق گذرتی ہے تو اگر طاقت ہو تو زمین میں کوئی سرنگ ڈھونڈ نکالو یا آسمان میں سیڑھی تلاش کرو پھر ان کے پاس کوئی معجزہ لاؤ۔ اور خدا چاہتا تو سب کو ہدایت پر جمع کر دیتا۔ پس تم ہرگز نادانوں میں نہ ہونا۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر ۳۵)

(۴) اور جو لوگ صبح اور شام اپنے پروردگار سے دعاء کرتے ہیں اور اس کی ذات کے طالب ہیں ان کو اپنے پاس سے مت نکالو۔ ان کے حساب اعمال کی جوابدہی تم پر کچھ نہیں اور تمہارے حساب کی جوابدہی ان پر کچھ نہیں۔ پس ایسا نہ کرنا اگر ان کو نکالو گے تو ظالموں میں ہو جاؤ گے۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر ۵۲)

(۵) اور ہم اسی طرح اپنی آیتیں پھیر پھیر کر بیان کرتے ہیں تاکہ کافر یہ نہ کہیں کہ تم یہ باتیں اہل کتاب سے سیکھے ہوئے ہو۔ اور تاکہ سمجھنے والے لوگوں کے لئے تشریح کر دیں۔ اور جو حکم تمہارے پروردگار کے طرف سے تمہارے پاس آتا ہے اسی کی پیروی کرو اور اس پروردگار کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور مشرکوں سے کنارہ کر لو۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۰۷)

(۶) پیغمبر کو شایاں نہیں کہ اس کے قبضے میں قیدی

رہیں جب تک کافروں کو قتل کر کے زمین میں کثرت سے خون نہ بہادے۔تم لوگ دنیا کے مال کے طالب ہواور خدا آخرت کی بھلائی چاہتا ہے اور خدا غالب حکمت والا ہے۔اگر خدا کا حکم پہلے نہ ہو چکا ہوتا تو جو (قیدیوں کو چھوڑنے کے لئے فدیہ) تم نے لیا ہے اس کے بدلے تم پر بڑا عذاب نازل ہوتا۔ (سورۃ الانفال آیت نمبر ۶۷)

(یہ واقعہ غزوۂ بدر کا ہے۔اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے تھے کہ قیدیوں کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔)

(۷) اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کے سب ایمان لے آتے۔تو کیا تم لوگوں پر زبردستی کرنا چاہتے ہو کہ وہ مومن ہو جائیں۔(سورۃ یونس آیت نمبر ۹۹)

(۸) شاید تم کچھ چیز وحی میں سے جو تمہارے پاس آتی ہے چھوڑ دو اور اس خیال سے تمہارا دل تنگ ہو کہ کافر یہ کہنے لگیں کہ اس پر کوئی خزانہ کیوں نہیں نازل ہوا یا اس کے ساتھ کوئی فرشتہ کیوں نہیں آیا۔ اے محمدؐ تم تو صرف نصیحت کرنے والے ہو۔اور خدا ہر چیز کا نگہبان ہے۔(سورۃ ھود آیت نمبر ۱۲)

(۹) اور جو لوگ ظالم ہیں ان کی طرف مائل نہ ہونا نہیں تو تمہیں دوزخ کی آگ آ لپٹے گی اور خدا کے سوا تمہارے دوست نہیں ہیں۔اگر تم ظالموں کی طرف مائل ہو گئے تو پھر تم کو کہیں سے مدد نہ مل سکے گی۔۱۰۳:۱

(۱۰) اور اے پیغمبر جو وحی ہم نے تمہاری طرف بھیجی ہے قریب تھا کہ یہ کافر لوگ تم کو اس سے بچلا دیں تا کہ تم اس کے سوا اور باتیں ہماری نسبت بنا لو۔اور اس وقت وہ تم کو دوست بنا لیتے اور اگر ہم تم کو ثابت قدم نہ رہنے دیتے تو تم کسی قدر ان کی طرف مائل ہونے ہی لگے تھے۔اس وقت ہم تم کو زندگی میں بھی عذاب کا دوگنا اور مرنے پر بھی دونا مزہ چکھاتے۔پھر تم ہمارے مقابلے میں کسی کو اپنا مددگار نہ پاتے۔(۷۵۔۷۳۔۱۷)

(۱۱) اور کسی کام کی نسبت نہ کہنا کہ میں اسے کل کرلونگا مگر انشاء اللہ کہہ کر۔یعنی اگر خدا چاہے تو کردونگا۔اور جب خدا کا نام لینا بھول جاؤ تو یاد آنے پر لے لو۔اور کہہ دو کہ امید ہے کہ میرا پروردگار مجھے اس سے بھی زیادہ ہدایت کی باتیں بتائے گا۔(سورۃ الکھف آیت نمبر ۲۳۔۲۴)

(ایک بار آپؐ انشاء اللہ کہنا بھول گئے تھے تو یہ آیت نازل ہوئی تھی۔)

(۱۲) اے پیغمبر جو چیز خدا نے تمہارے لئے جائز کی ہے تم اس سے کنارہ کشی کیوں کرتے ہو؟ کیا اس سے

اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہو؟ اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ التحریم آیت نمبر۱)

(ایک بار آپؐ نے پکا ارادہ کیا کہ آئندہ پھر کبھی آپؐ شہد نہیں کھائیں گے۔ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔)

(۱۳) تو اپنے پروردگار کے حکم کے انتظار میں صبر کیے رہو اور مچھلی کا لقمہ ہونے والے یونس کی طرح نہ ہونا کہ انہوں نے خدا کو پکارا اور وہ غم اور غصے میں بھرے ہوئے تھے۔ (سورۃ القلم آیت نمبر ۴۸)

(۱۴) اگر یہ پیغمبر ہماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنا لاتے۔ تو ہم ان کا داہنا ہاتھ پکڑ لیتے۔ پھر ان کی رگ گردن کاٹ ڈالتے۔ پھر تم میں کوئی ہمیں اس سے روکنے والا نہ ہوتا۔ (سورۃ الحاقۃ آیت نمبر ۴۴-۴۷)

(۱۵) محمد مصطفیؐ ترش رو اور منہ پھیر بیٹھے کہ انکے پاس ایک نابینا آیا۔ اور تم کو کیا خبر شاید وہ پاکیزگی حاصل کرتا یا سوچتا تو سمجھانا اسے فائدہ دیتا۔ جو پرواہ نہیں کرتا۔ اس کی طرف تو تم توجہ کرتے ہو۔ حالانکہ اگر وہ نہ سنورے تو تم پر کچھ الزام نہیں۔ اور جو تمہارے پاس دوڑتا ہوا آیا اور خدا سے ڈرتا ہے اس سے تم بے رخی کرتے ہو۔

(سورۃ عبس آیت نمبر: ۱-۱۰)

(ایک بار آپؐ کچھ سرداروں کو وعظ فرما رہے تھے۔ اسی وقت حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم آئے اور کچھ پوچھنے لگے۔ آپؐ نے چاہا کہ پہلے سرداروں سے بات ختم کرلیں پھر حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم کو جواب دیں۔ سرداروں کو اسلامی تعلیم میں اتنی دلچسپی نہ تھی جتنی حضرت عبداللہ بن اُم مکتوم کو تھی۔ اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ جس کو اسلامی تعلیم کی چاہت ہے اسے پہلے تعلیم دو۔ اس لئے یہ آیت نازل ہوئی۔)

☆☆☆☆☆

(بقیہ صفحہ نمبر ۹۱ سے)

(۴) اے محمدؐ ہم نے تم کو فتح دی۔ فتح بھی صریح و صاف۔ تا کہ خدا تمہارے اگلے اور پچھلے گناہ بخش دے اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دے اور تم کو سیدھے راستے چلائے۔ (سورۃ الفتح آیت نمبر ۲-۱)

(۵) اور ہم نے تم سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر اس کا یہ حال تھا کہ جب وہ کوئی آرزو کرتا تھا تو شیطان اسکی آرزو میں وسوسہ ڈال دیتا تھا تو جو وسوسہ شیطان ڈالتا ہے خدا اسکو دور کر دیتا ہے۔ پھر خدا اپنی آیتوں کو مضبوط کر دیتا ہے۔ اور خدا علم والا اور حکمت والا ہے۔ (سورۃ الحج آیت نمبر ۵۲)

۱۴۔قرآن پاک میں نبی کریمؐ کی تعریف

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں مندرجہ ذیل آیات نبی کریمؐ کی تعریف میں نازل کیے ہیں:

(۱) اے محمدؐ! ہم نے تم کو تمام عالم کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۱۰۷)

(آپؐ صرف انسانوں کے لئے نہیں بلکہ سارے عالم یعنی وہ مخلوق جنہیں ہم اچھی طرح سے نہیں جانتے جیسے جنّات وغیرہ ان کے لئے بھی نجات کا راستہ بتانے والے ہیں۔)

(۲) (اے محمدؐ!) آپ کے اخلاق بڑے اعلیٰ ہیں۔ (سورۃ القلم، آیت نمبر ۷)

حضرت امام مالکؒ لکھتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے فرمایا: 'اللہ تعالیٰ نے میرا تقرر پیغمبر کی حیثیت سے کیا ہے تا کہ میں دنیا کو بہترین کردار (اخلاق حسنہ) کی تعلیم دوں۔ (موطاء امام مالک)

(۳) (اے محمدؐ!) ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔ (سورۃ الانشرح، آیت نمبر ۴)

یہ زمین اپنی محور پر گول گھومتی ہے۔ اس لئے آہستہ آہستہ اس زمین کے ہر علاقے کا وقت بدلتا رہتا ہے۔ اگر صبح پہلے جاپان میں مانا جائے تو پھر انڈونیشیا، برما، ہندوستان، عرب، امریکہ اور پھر صبح 24 گھنٹے بعد جاپان میں ہوگا اور ان تمام مقامات پر اور ان کے درمیان اپنے اپنے وقت پر فجر کی اذان ہوگی۔ اور پھر اسی طرح بقیہ وقت کی اذان ہوگی۔

اگر آپ اس بات پر غور کریں تو زمین کا کوئی حصہ ایسا نہیں ہوتا جہاں ہر لمحے اذان نہ کہی جا رہی ہو اور آپ کا نام نہ لیا جا رہا ہو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے بعد اگر کسی کا ذکر ہوتا ہے تو وہ نبی کریمؐ کا ذکر ہوتا ہے۔ اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے آپ کا ذکر بلند کیا ہے۔

(۴) خدا اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں مومنو! تم بھی پیغمبر پر درود اور سلام بھیجا کرو۔ (سورۃ السجدہ، آیت ۴۵، ۴۶)

اس کائنات کا خالق و مالک جس کے پر درود بھیجے اس سے بڑی اور شرف کی بات کیا ہوسکتی ہے۔

(۵) اور تم درجہ بہ درجہ رتبہ اعلیٰ چڑھو گے۔ (سورۃ اشاق، آیت ۱۹)

● عنقریب اللہ تعالیٰ تم کو مقامِ محمود میں داخل کرے گا۔ (سورۃ بنی اسرائیل، آیت۷۹)

(مقامِ محمود یہ خدا کی مخلوق میں سب سے اونچا درجہ ہے۔)

(۶) اے محمد! ہم نے تم کو کوثر عطا فرمائی ہے۔

(سورۃ کوثر آیت نمبر۱)

سورج میں ہیلیم نام کی گیس جلتی رہتی ہے جس سے روشنی اور گرمی پیدا ہوتی ہے۔ سورج کے اندر قریب دو کروڑ سینٹی گریڈ گرمی ہے۔ جبکہ ۱۸۰۰ سینٹی گریڈ پر لوہا پگھل جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے جب ہیلیم گیس کا جلنا سورج میں رُک جائے گا تو سورج گرم آگ کے گولے کی طرح پھیلنا شروع ہوگا اور پھیلتے پھیلتے عطارد، زہرہ، زمین و مریخ اور تمام سیاروں کو اپنے اندر سمالے گا۔ سورج کے گرم آگ کے گولے کی کشش ثقل (Gravity) زمین کے کشش ثقل (Gravity) کو ختم کر دے گی اور زمین پر ہر چیز کا وزن ختم ہو جائے گا اور وزنی پہاڑ بھی روئی کی طرح اُڑتے پھریں گے۔ سورج کی شعلوں کی گرمی عام طور پر دو کروڑ سینٹی گریڈ ہوتی ہے۔ اگر زمین تک پہنچتے پہنچتے سورج کے شعلوں کی گرمی کم ہو جائے تب بھی اس گرمی سے زمین تپ کر تانبے کی طرح سرخ ہو جائے گی۔

تصور کیجیے: زمین سورج کے شعلوں سے ہر طرف سے گھری ہوئی ہے۔ زمین پر صرف ایک ہی سایہ کی جگہ ہے اور وہ ہے عرش کا سایہ۔ اور پیاس سے ہر ایک کا برا حال ہے۔ اور ایسے عالم میں اگر کسی کے پاس پینے کے لئے کچھ ہے تو وہ نبی کریمؐ کے پاس ہے۔ اور وہ ہے حوض کوثر۔ جسے پینے کے بعد پھر پیاس محسوس نہیں ہوگی۔

اس معلومات سے آپ حوضِ کوثر کی اہمیت سمجھیے کہ کتنی بڑی نعمت اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ (اوپر جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ سب سائنس اور قرآن کریم کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے اور وہ سب مستند ہیں۔)

(۷) (اے محمد!) ہم نے تم کو خدا کی طرف بلانے والا اور چراغ روشن (بنا کر بھیجا ہے۔)

(سورۃ الاحزاب آیت:۴۶)

جس طرح چراغ سے اندھیرے دور ہو جاتے ہیں، اسی طرح آپؐ کی تعلیم کے ذریعے سے قیامت تک کفر و شرک کی تاریکیاں دور ہوتی رہیں گی اور یہ شرف آپؐ کے سوا کسی پیغمبر کو حاصل نہیں۔

☆☆☆☆☆

۱۵۔ دنیاوآخرت کے کامیابی کی آسان کنجی

- حضرت ابو اُمامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ حضور کریم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے بحث و مباحثہ میں الجھنے کوترک کر دیا، خواہ وہ حق ہی پر کیوں نہ ہومیں اس کے لئے جنت کے آس پاس گھر دلانے کا ضامن ہوں۔ اور جس شخص نے جھوٹ کو ترک کیا خواہ مذاق ہی میں کیوں نہ ہومیں اس کے لئے جنت کے اندر مکان دلانے کا ضامن ہوں ۔اور جس کے اخلاق اچھے ہوں، میں اس کو جنت کے اندر اعلیٰ علیین میں مکان دلانے کا ضامن ہوں۔'' (ابوداؤد، حدیث نبوی حدیث ۳۵۳)

- حضرت ابودرداؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''سُنو! کیا میں تمہیں نماز، روزہ اور صدقہ سے زیادہ اہم چیز نہ بتاؤں؟'' لوگوں نے عرض کیا ضرور بتایئے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا، '' باہمی اتفاق سب سے افضل ہے کیوں کہ آپس کی نااتفاقی (دین کو) مونڈنے والی ہے یعنی جیسے استرے سے بال ایک دم صاف ہوجاتے ہیں ایسے ہی آپس کی لڑائی سے دین ختم ہوجاتا ہے۔'' (ترمذی)

- حضرت انسؓ راوی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا، ''اے میرے پیارے بیٹے! تمہارے لئے یہ ممکن ہوکہ ایسی زندگی گزارو جسمیں کسی کے لئے تمہارے دل میں کوئی غلط جذبہ نہ ہو، تو ضرور ایسی زندگی گزارو۔ اور یہ میرا طریقۂ زندگی (اُسوۂ حسنہ) ہے۔ جو میرے اُسوۂ حسنہ کی پیروی کرتے ہیں ، اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں اور جو مجھ سے محبت کرتے ہیں وہ میرے ساتھ جنت الفردوس میں رہیں گے۔'' (مسلم)

- نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ''جو بندے رزق حلال پر گزارا کرتے ہیں اور میری طرزِ زندگی کی پیروی کرتے ہیں اور دوسروں کو تکلیف نہیں پہنچاتے ، وہ جنت کے حقدار ہیں۔'' صحابہ کرامؓ کو تعجب ہوا (کیونکہ یہ جنت میں جانے کا بہت آسان راستہ تھا۔) اور انہوں نے کہا ''یارسول اللہ ﷺ! اس زمانے میں ایسے لوگ بڑی تعداد میں ہیں۔'' نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ ''میرے بعد بھی اس طرح کے بندے ہوں گے۔'' (ترمذی)

- حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم

ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کا عمل اس کو نجات نہیں دلا سکتا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اور آپ کا عمل بھی نجات نہیں دلا سکتا؟ ارشاد فرمایا: اور نہ میں (اپنے عمل سے نجات پا سکتا ہوں) سوائے اس کے کہ اللہ تعالی اپنی رحمت سے ڈھک لے ۔لہذا میانہ روی اختیار کرو اور توسط اور اعتدال سے کام لو اور صبح وشام اور رات کے کچھ حصے میں بندگی کرو۔ راہِ اعتدال پر ہمیشہ قائم رہو، منزلِ مقصود تک پہنچ جاؤ گے۔

(ادب المفرد اردو، ترجمہ جلد اول، حدیث ۴۶۱)

• ایک بار حضرت ابی بن کعبؓ نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا ''یا رسول اللہ! میں اپنی روزمرہ کی عبادت میں ایک چوتھائی وقت آپ پر درود بھیجنے پر صرف کرتا ہوں کیا یہ صحیح ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اور زیادہ بھیجو گے تو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ پھر حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اگر میں اپنی عبادت کا آدھا وقت آپ پر درود بھیجنے پر صرف کروں تو کیا یہ میرے لئے بہتر ہوگا؟ آپؐ نے فرمایا اور زیادہ کرو تو تمہارے لئے اچھا ہوگا۔ پھر حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں اپنی عبادت کا تین چوتھائی حصہ آپ پر درود بھیجنے پر صرف کروں تو کیا یہ میرے لئے اچھا ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا اگر زیادہ کرو گے تو تمہارے لئے اچھا ہوگا۔ پھر حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر میں اپنی عبادت کا پورا وقت آپ پر درود بھیجنے پر صرف کروں تو کیا یہ میرے لئے اچھا ہوگا۔ آپؐ نے فرمایا ''ہاں'' یہ تمہارے لئے اچھا ہوگا۔ پھر حضرت ابی بن کعبؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میں ایسا ہی کروں گا۔

(منتخب ابواب، ترمذی)

• حضرت حسن بصریؒ سے ایک شخص نے سوال کیا کہ ''اے شیخ قحط سالی سے کھیت سوکھ گئے جانور مر رہے ہیں۔ دعا کر دیجئے '' آپ نے کہا کثرت سے استغفار پڑھا کرو اللہ تعالی بارش برسائے گا۔ دوسرا شخص آیا اور کہا ''اے شیخ؛ کاروبار میں نقصان ہو رہا ہے کچھ علاج بتائے '' آپ نے کہا کثرت سے استغفار پڑھا کرو نفع ہوگا'' تیسرا شخص آیا اور کہا ''اے شیخ اولاد کے لئے پریشان ہوں میرے لئے دعا کر دیجئے'' آپ نے کہا کثرت سے استغفار'' پڑھا کرو اللہ تعالیٰ اولاد دے گا '' ۔حضرت حسنؒ بصری کا خادم جوان کی باتیں سن رہا تھا اس نے کہا یا شیخ آپ سبھی حضرات کو بس ایک ہی استغفار کا وظیفہ بتاتے ہیں؟'' تو حضرت حسن بصری

ؒ نے کہا" کیاتم نے قرآن کریم کی یہ آیت نہیں پڑھی ہے۔ "حضرت نوحؑ نے اپنی قوم سے کہا؛ اے میری قوم! اپنے رب سے اپنے گناہ کی معافی مانگو وہ یقیناً بڑا بخشنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان کو خوب برساتا ہوا چھوڑے گا اور تمہیں خوب پے در پے مال اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہیں باغات دے گا اور تمہارے لئے نہریں نکال دے گا۔

(سورۂ نوح آیات ۱۰ سے ۱۲)

اگر کوئی کثرت سے استغفار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی روزی کشادہ کر دیتے ہیں اور اسے مال و دولت

اور اولاد سے بھی نوازتا ہیں۔

- اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم نہ کسی سے بحث کریں نہ کسی سے نفرت کریں۔ اسلام کے پانچوں ارکان ادا کرتے رہیں۔ اور زندگی میں درمیانی راستہ اختیار کریں۔ کثرت سے درود اور استغفار پڑھتے رہیں۔ اگر ہم کو اس کی توفیق ہوگی تو یہ دنیا و آخرت کے کامیابی کی بہت آسان کنجی ہے۔

☆☆☆☆☆

(بقیہ صفہ نمبر ۸۴ سے)

- میں نے جو کچھ تحقیق کیا یہ اپنے لوگوں کی اصلاح اور غلط فہمی دور کرنے کی نیت سے تھا۔ مگر میری صلاح ہے کہ بس آپ نبی کریم ﷺ کو خدا کا بندہ اور رسول تسلیم کریں۔ اور میرا بھی یہی عقیدہ ہے۔ جن حدیثوں کے حوالے (Refrence) میں نے نور کے بارے میں اس کتاب میں لکھا ہے، تحقیق کرنے پر پتہ چلا کے وہ سب یا تو ضعیف ہے یا (من گھڑت) موضوع ہیں اور بھروسہ کرنے یا یقین کرنے کے لائق نہیں ہیں۔ وید اور انجیل ایک مسلمان کے عقیدہ کو ڈھالنے یا بنانے کے لئے نہیں ہیں۔ تو میری تحقیق کہ نبی کریم ﷺ ایمان کا نور یا علم کا نور ہیں یہ بھی کوئی ٹھوس بنیاد پر نہیں ہے۔ اس لئے دل کی گہرائیوں سے میں بھی صرف نبی کریم ﷺ کو خدا کا بندہ اور رسول ہی مانتا ہوں۔ جو میں نے لکھا اس پر ایمان بنا کر میں خود بھی اپنی آخرت کو خطرے میں ڈالنا نہیں چاہتا اور نہ میں آپ کو صلاح دوں گا۔
- اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ" جو اللہ تعالیٰ کی رسّی (قرآن کریم) کو مضبوطی سے پکڑے رہے گا، کبھی گمراہ نہ ہوگا۔ اس لئے آیئے ہم قرآن پاک نے نبی کریم ﷺ کے بارے میں کیا لکھا اس کی تحقیق کرتے ہیں۔ اور اسی کے مطابق اپنا ایمان ویقین کو بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔

Books Written By Q.S.Khan and Published By Tanveer Publication

Sr.No	Name of Book	Translated By	Language	Price
(1)	Law of success For Both The Worlds	-----	English	100/-
(2)	Teaching of Vedas and Quran	-----	English	40/-
(3)	How to prosper the Islamic way	-----	English	100/-
(4)	Introduction of Prophet Mohammed (s.)	-----	English	40/-
(5)	Design & Manufacturing of Hydraulic Presses	-----	English	2000/-
(6)	سفرِ حج کی مشکلات اوران کا ممکن حل	-----	Urdu	50/-
(7)	قانونِ ترقی	-----	Urdu	100/-
(8)	کیاہر ماہ چاند دیکھنا ضروری ہے؟	-----	Urdu	50/-
(9)	نبی کریم ﷺ کا تعارف	-----	Urdu	40/-
(10)	पवित्र वेद और इस्लाम धर्म	-----	Hindi	40/-
(11)	सफरे हज	-----	Hindi	50/-
(12)	कानूने तरक्की	-----	Hindi	100/-
(13)	हजरत मुहम्मद (स.) का परीचय	-----	Hindi	40/-
(14)	सफलता के सत्रु	Dr.Vimla Malhotra	Hindi	100/-
(15)	पवित्र वेद आणि इस्लाम धर्म	Sushil.Limaye	Marathi	40/-
(16)	यशाची गुरुकिल्ली	Sushil.Limaye	Marathi	100/-
(17)	पवित्र वेद और इस्लाम धर्म	Jamal.Patiwala	Gujrati	40/-